

کاریں عمران کے فلیٹ کے سامنے رکیں اور پھر سیکرٹ سروس کے تمام ممبر ان کاروں سے اتر کر فلیٹ کی سڑھیاں چڑھنے لگے۔ آج ان سب نے مل کر عمران کے فلیٹ پر دعاوا بولنے کا پروگرام بنایا تھا۔ گذشتہ کئی ہفتوں سے وہ ایک کیس میں مصروف رہے تھے کہ انہیں محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً سر کھجانے کی بھی فرصت نہیں تھی اور اس کیس کے خاتمے کے بعد وہ اب خاصتاً تفریح کے موڑ میں تھے اور ظاہر ہے بعد کیپٹن شکلیں اور اس کے بعد باقی ممبر ان چوہاں، صدیقی نعمانی چنانچہ آج صدر کے کہنے پر وہ سب جولیا کے فلیٹ میں اکٹھے ہوئے اور انہوں نے پروگرام بنایا کہ عمران کے فلیٹ پر دعاوا بولا جائے۔ پہلے تو وہاں خوب کھایا پیا جائے اور عمران اور سیدمان کو اچھی طرح زفاف آواز سنائی دی۔ چند لمحوں بعد دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کرنے کے بعد عمران کو ساتھ لے کر کسی خوبصورت کلب یا ہوٹل میں قدموں کی آواز سنائی دی۔ لیکن صدر اور جولیا یہ آواز سنتے ہی چونک پڑے کیونکہ آواز نسوانی تھی۔ اوپھی ایڑی کے سینڈل کی نکل نکل دور دھماکہ چوکڑی مچائی جائے۔

سے پچانی جاتی تھی۔ اور پھر انہیں چوڑیاں کھکھنے کی آواز بھی سنائی دی اور صدر اور جولیا تو ایک طرف تقریباً تمام ممبروں کی یہ نویں کھینچ کر

کان بن گئیں اور وہ ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھنے لگے۔ جولیا کے چہرے پر غصے کی سرخی ابھر نے لگ گئی۔

”کون ہے؟“ چند لمحوں بعد ہی دروازے کے چھپے سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ آواز سے یوں والی کوئی نوجوان لڑکی کی تھی۔ اور اب تو بھر حال انہیں یقین ہو گیا کہ معاملہ گڑ بڑ ہے۔ عمران کے فلیٹ میں نوجوان لڑکی کی موجودگی کا وہ تصور بھی نہ کر سکتے تھے۔

”دروازہ کھولئے!۔ ہم عمران صاحب سے ملنے آئے ہیں۔“ صدر کہا۔ اس کا چہرہ اب پوری طرح سرخ ہو چکا تھا جیسے عمران کے فلیٹ میں کسی لڑکی کی موجودگی اس کے لیے زبردست شاک کا باعث بنی ہو۔

”کس سے ملنے آئے ہیں... جاپان سے... یہاں کوئی جاپان نہیں ہے،“۔۔۔ اندر سے لڑکی کی چھپتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”جاپان سے نہیں... عمران سے... دروازہ کھولئے،“ صدر نے بڑی مشکل سے پنسی ضبط کرتے ہوئے کہا۔

”بھائی جان سے... مگر آپ کون ہیں؟“ اندر سے لڑکی نے جیرت بھرے لجھے میں کہا اور پہلی بار انہیں بھائی جان کا لفظ سن کر خیال آیا کہ کہیں یہ عمران کی بہن تھیا نہ ہو۔ لیکن آواز سے ظاہر ہوتا تھا کہ بولنے والی تھیا نہیں۔ کیونکہ وہ تھیا سے بے شمار بار مل چکے تھے۔ اور وہ اس کی آواز پہنچانتے تھے۔

”تم دروازہ تو کھواؤ،“ اچانک جولیا نے غصے سے چھپتی ہوئی آواز میں کہا۔ اس کا چہرہ اب پوری طرح سرخ ہو چکا تھا جیسے عمران کے فلیٹ میں کسی لڑکی کی موجودگی اس کے لیے زبردست شاک کا باعث بنی ہو۔

جولیا کی آواز سنتے ہی چھپنی بٹنے کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے

دروازہ کھل گیا۔ اب بولنے والی دروازے کے سامنے تھی۔ وہ دروازے پر اتنے سارے افراد کو دیکھ کر خوف اور حیرت سے جھجک کر ایک قدم پیچھے ہٹ گئی۔ لڑکی کی عمر واقعی میں بالائیں سال تھی۔ وہ خاصی خوبصورت بھی تھی۔ لیکن اس کا الباس گھریلو ساتھا۔

”لگ... کیا بات ہے...؟“ لڑکی نے بوکھلائے ہوئے لبجھ میں کہا۔

”آخر آہی گیا ناں تمہارا اعلیٰ کردار سامنے... اسی لئے ڈھنڈو را پیٹتے رہتے تھے اپنی شرافت کا...“ جولیا نے ڈرائیکٹ روم میں داخل ہوتے ہی پھٹ پڑنے والے لبجھ میں کہا اور سامنے صوفے پر لینا ہوا عمران جولیا کی آواز سنتے ہی اس طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے صوفے کے پسروں نے اسے اچھال دیا ہو۔

”ارے ارے جولیا تم... اور اس وقت... ارے یہ تو پوری کرکٹ ٹیم ہی چلی آ رہی ہے... یا الہی خیر... مم... مم... مگر یہ تو فلیٹ ہے... کرکٹ

”تم کون ہو...؟ اور یہاں کیا کرتی ہو؟“... جولیا نے غصے سے ہونٹ کاٹتے ہوئے اس لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ یوں اسے کھانا جانے والی نظر وہ سے دیکھ رہی تھی جیسے اسے کچا ہی چبا جائے گی۔

”میں... میں دلرباہوں... مگر...“ لڑکی نے بھی اس بارقدرے غصیلے لبجھ میں کہا۔ مگر جولیا بڑے غصے سے اسے دھکیلتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔

”دلربا!... کون ہے دروازے پر...“ اسی لمحے اندر سے عمران کی چکتی

گراوڈ تو نہیں۔“ عمران نے انتہائی بوکھلانے ہوئے لبجے میں کہا۔

اس کی نظریں دروازے پر جبی ہوئی تھیں جہاں سے یکرٹ سروں کے کالا کرنا تھا تو کیا تم کہیں اور جا کرنے کر سکتے تھے۔ لعنت ہے تم پر...  
مہر ان مسلسل اندر آ رہے تھے اور ان سب کے چہروں پر عجیب سے

تاثرات تھے جیسے کسی کا اچانک چورا ہے پر بھانڈا پھونٹے پر لوگ  
حیران ہوتے ہیں جیسے کوئی ایسا واقعہ پیش آجائے جس کا انہیں یقین  
نہ آ رہا ہو۔

”مجھ... جولیا!... قسم اخواں لو... میرا کوئی قصور نہیں... مم... میں مجبور ہوں...  
اور منہ کالا کرنے کے لئے میں نے کوکلوں کی دلائی کرنے کی بڑی  
کوشش کی... لیکن ہمہ یہی جواب ملا کہ دلائی تو مومنث ہے  
ہے۔“ جولیا نے غصیلے لبجے میں کہا۔

”دلربا... اچھا تو تم دلربا کی وجہ سے غصے ہو رہی ہو... ارے جولیا!... کیا  
بتاؤں مجبوری ہے... تم ویکھو ناں جولیا انسان کس قدر مجبور واقع ہوا  
ہے... ایمان سے اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے... بس مجبوری ہے...  
اب کیا بتاؤں؟“ عمران نے یوں شرمende انداز میں نظریں چراتے  
لگتے ہیں۔ بڑی اماں کہتی ہیں کہ ایسے لوگوں سے ہمیشہ فیکر رہنا

چاہئے”... اسی لمحے انہیں پشت پر طربا کی آواز سنائی دی۔

”ہم بدمعاش ہیں... بدمعاش تم ہو... جو یہاں منہ کالا کرنے آگئی ڈالے گی۔

”چڑیل،“... جولیا نے چینٹتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے مس جولیا!... یہ کیا کر رہی ہیں آپ۔ پلیز“... صدر نے ”ارے ارے جولیا!... ارے خدا کی قسم سمجھو تو سبی... ارے مجبوری اسے روکتے ہوئے کہا۔

”تو سمجھو“... عمران نے فوراً ہمی مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

”چڑیل ہو گئی تم... چڑیل ہوں گے تمہارے ہوتے سوتے... بڑی آئی جولیا نے اپنے آپ کو چھڑاتے ہوئے کہا۔

”یہ کیا ہو رہا ہے طربا!... تم یہاں کیوں کھڑی ہو؟...“ اسی لمحے چڑیل کہنے والی بدھی میم... پر کئی کبوتری... اپنی شکل تو سنبھالو...“

”سردی ہوئی مولی کی طرح تو شکل ہے تمہاری...“ جواب میں طربا نے دروازے سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

بھی لڑاکا عورتوں کی طرح چینٹتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار سر پر ملنے آئی... تم تو کہتے تھے کہ شہر کے لوگ بڑے اچھے ہوتے ہیں“...

طربا کو دیکھ رہے تھے۔ ان کی سمجھ میں کوئی بات نہ آ رہی تھی۔

”تم... تم مجھے کہہ رہی ہو“... جولیا تو جیسے غصے سے پاگل ہو گئی اور وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر طربا اور سلیمان کو دیکھنے لگی۔

”کس نے تمہیں چیل کہا ہے... کس کی مجال ہے کہ سلیمان کی بہن کو چیل کہے... میں اسے بغیر بھونے نہ کھا جاؤں...“ سلیمان نے روتنے پر کئی کبوتری کہہ دیا... چلواب معاف کر دو..“ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے پر غصے کی بجائے عجیب سی طہانتیت بھری مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔

بھی اب غصے سے کمرے میں موجود لوگوں کو دیکھ رہا تھا اور اب یکرٹ سروں کے نمبر ان شرمندہ انداز میں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔

”تم... تم سلیمان کی بہن ہو... ارے تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ اوه ویری سوری... میں شرمندہ ہوں... سخت شرمندہ...“ جولیا نے انتہائی شرمندہ لمحے میں کہا اور آگے بڑھ کر دربا کو گلے لگا کر اسے چکارنا لگی۔

”تم نے پوچھا ہی نہیں... اور مجھے چیل کہنے لگی۔“ دربانے آنسو پوچھتے ہوئے کہا۔

”چلوٹھی ہو گئی... تم نے بھی تو بدله چکالیا اور مجھے سڑی ہوئی موی اور سنجال لی... مگر آج تم سب لوگ یہاں آئے کیسے ہو۔ آج کل تو میں

شدید کڑکی میں ہوں... ساری رقم تو دربارا... ارے تو بہ... پھر زبان غوط شائد آج کی تاریخ درج نہیں ہے... پھر یہ پیشگی... ” عمران نے کھا گئی۔ طربا کا بھائی سلیمان سمیٹ لیتا ہے۔ ” عمران نے منہ بناتے چونکتے ہوئے کہا۔

” ہوئے کہا۔ اب وہ سب لوگ صوفوں پر بیٹھ چکے تھے۔ ” ” دعوت ویمہ... کس کی دعوت ویمہ؟ ” - اچانک جولیا نے چونکتے ” عمران صاحب! ... وراسل آپ کے فلیٹ میں لڑکی کی موجودگی نے ہوئے کہا۔

” ہمارے ذہنوں کو ماڈ کر دیا تھا۔ ” صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ” خاکسار علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس (آکسن) کا... اور ” کیوں... اس فلیٹ میں لڑکی کا آنا منع ہے... اب دیکھو کہ جولیا کتنی ہاں! ... تم سب کے لئے خوشخبری ہے۔ تمہارے ایکسو نے بھی وعدہ باریہاں آئی ہے... جب تو تمہارے دماغ ماؤف نہ ہوئے تھے... ” عمران نے کیا ہے کہ وہ دعوت ویمہ میں بغیر ناقاب کے شامل ہو گا۔ ” عمران نے بڑے سرگوشیا نہ انداز میں کہا۔

” بس اب رہنے دیجئے عمران صاحب! ... ہمارے تو کان پک گئے ہیں یہ باتیں سنتے سنتے... چلو بھائی کا غذ سنجا لواور سب اپنی اپنی پسند کی ڈش لکھو تاکہ دعوت زوردار ہو جائے ” صدر نے مسکراتے ” چلو چھوڑو اس قصے کو... آج یہاں ہماری آمد کا مقصد آپ سے دعوت کھانا ہے اور سنئے... کوئی بہانہ نہیں چلے گا کسی قسم کا بھی ” ... اس پار کپشن شکلیں نے کہا۔ ” ” دعوت... مگر دعوت ویمہ کا کارڈ تو بھی چھپنے گیا ہے۔ اس میں تو

”آپ کی شادی ہو رہی ہے... کب اور کس کے ساتھ؟“ آپ انک تنویر کر کہہ دے تو لحاظ کرنا پڑتا ہے۔ عمران نے منہ بنتے ہوئے کہا۔

اور عمران کی بات سن کر ایک بار پھر سب چونک پڑے۔ ملر با جیسی نوجوان لڑکی کی فائیٹ میں موجودگی اور سلیمان کامنہ چڑھ کر کہنے سے ان کے ذہنوں میں پھر شک کے کنکھوں رینگنے لگے۔

”تو تم ملر با سے شادی کر رہے ہو... اور شادی سے پہلے تم نے اسے فائیٹ میں بلا کر کھلایا ہے اور اوپر سے مجبوری کا ڈھنڈ و را بھی پیٹ رہے ہو۔“ جو لیا نے ایک جھٹکے سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر غصے اور نفرت کے ملے جلے تاثرات نمایاں ہونے لگ گئے تھے۔ جب کہ تنویر کا چہرہ نجانے کس جذبے سے کھل اٹھا تھا۔

”ہاں!... وہ واقعی ملر با ہے... لکش... اور غصے میں تو وہ اور بھی زیادہ خوبصورت ہو جاتی ہے... ابھی تم نے خود دیکھا ہو گا لیکن نہیں... آئندہ تو تم نے دیکھا ہی نہیں... سلیمان!... ملر با کے بھائی سلیمان،“ عمران

نے معنی خیز نظر دوں سے عمران کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”یاراب تم لوگوں سے کیا چھپانا... میں نے سوچا کہ چلو کر ہی لی چائے شادی... ایک بزرگ کہہ رہے تھے کہ کنوارے آدمی کا جنازہ بھی جائز نہیں ہوتا... ایسا نہ ہو کہ تم لوگوں کو ناجائز جنازہ پڑھنا پڑ جائے۔“ عمران نے شرماتے ہوئے کہا۔

”یار تنویر!... تم بھی خواہنخواہ بول پڑتے ہو... عمران صاحب تو دعوت ثالنے کے لئے یہ باتیں کر رہے ہیں۔“ اس بار نعمانی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ہتاو تو سہی کس کے ساتھ کر رہے ہو شادی...؟“ مجھے یقین نہیں آتا،“ اس پار جو لیا نے کہا۔

”یقین تو مجھے بھی نہیں آرہا... لیکن مجبوری ہے... اب سلیمان منہ چڑھ

نے اچانک زور سے آوازیں لگائی شروع کر دیں۔

”اب کیا ہے؟... دوسرے لمحے دروازے میں سلیمان کی پھاڑکھانے والی آواز سنائی دی۔

”ذر آئینہ لے آنا بھائی سلیمان!... مس جولیا نے نجانے کب سے آیئندہ نہیں دیکھا... سر جھاڑ منہ پھاڑ لئے پھر ہی ہیں غضب خدا کا... کارڈ چھپنے چلے گئے ہیں اور یہاں آئینہ دیکھنا ہی چھوڑ دیا... کل کو میں.....“ عمران کی زبان روایت ہو گئی۔ مگر دوسرے لمحے وہ فقرہ ادھورا کہا۔

چھوڑ کر تیزی سے غوطہ لگا گیا اور نہ جولیا کا ہینڈ بیگ اس کی کنٹی پر پڑتا۔

”تم کے شیطان ہو؟... جولیا نے بے اختیار مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ عمران کی بات کی تہہ تک پہنچ گئی تھی۔

”کیوں سلیمان!... اب تم نے شیطان پکانے شروع کر دیئے

ہیں۔“ عمران نے چوتھائی ہوئے کہا۔

”عمران صاحب پلیز... اور مس جولیا!... آپ کس چکر میں پڑ گئیں وہ پروگرام ہونا چاہیے جس کے لئے آئے تھے؟... صدر نے دوبارہ موضوع بدلتے ہوئے کہا۔ جولیا ایک بار پھر صوفے پر بینچ گئی تھی۔

”اب میں جاؤں... یا یہیں دروازے میں ہی کھڑا رہ جاؤں۔ اندر بیٹھنے کے لئے تو جگہ ہی نہیں رہی۔“ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”جناب سلیمان صاحب!... آج ہم نے عمران صاحب سے دعوت کھانی ہے... انتہائی زور دار دعوت... تم ذرا تیاری کرو... آج تمہارے ہنر کا بھی پتہ چل جائے گا۔“ صدر نے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”زور دار دعوت سے میرے ہنر کا کیا تعلق... میں باور پچی ہوں

باکر محمد علی تو نہیں ہوں... اور اگر آپ کا مطلب کھانے کی دعوت سے باور پچی کو اتنا سر پر چڑھا رکھا ہے تو پھر کسی ہوٹل میں چلو،... جولیا نے ہے تو دیری سوری!... میں دربارا کو فلم دکھانے جا رہا ہوں... ذرا کشمکش منہ بنا تے ہوئے کہا۔

”یار تصور!... ذرا اخبار اٹھا کر دیکھنا کہ شہر میں کسی معزز آدمی کی شادی دادی ہو رہی ہو تو میں انہیں بھگتا دوں“... عمران نے ایک طرف بیٹھے ”بھائی سلیمان!... یہ نہیں چھوڑیں گے... کچھ کرنا ہی پڑے گا“... سلیمان نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔

”اچھا تو ہم بھگتا نے والوں کی صفت میں شامل ہیں... دیکھنے عمران صاحب!... آج ہم پروگرام بنانا کرائے ہیں کہ پہلے آپ سے دعوت کھانی ہے... اس کے بعد آپ کی طرف سے کسی اچھے سے کلب میں کوئی فناکشن ائندہ کرنا ہے... اور ہمارے اس پروگرام میں چوں

چڑاں کی گنجائش نہیں ہے اس لئے فوری انجیئے اور ہمارے ساتھ چلنے“... صدر نے بڑے سنجیدہ لبجھ میں کہا۔

”لیکن برادر صدر!... کم از کم پروگرام بناتے وقت مجھے بھی تو شامل کر رہے لگا کر ہوٹل کھولے بیٹھے ہیں۔“ سلیمان نے ترتیب جواب دیا اور مژکر و اپس چلا گیا۔

”لوبرادران!... من لیا... اب بلو“... عمران نے یوں کہا جیسے اس کے بعد تو دعوت والا مسئلہ ہی ختم ہو گیا ہو۔

”ہم کچھ نہیں جانتے... ہم نے دعوت کھانی ہے... اگر تم نے اپنے

لین تھا... میں آپ کو اس سے بھی نیک صلاح دیتا۔ ” عمران نے منہ ”شرط کیسی شرط؟“ سب نے چونک کر پوچھا۔

”اس دعوت اور فناشن میں دربار بھی شامل ہوگی... دیکھوں!“

سلیمان کی بہن پہلی بار گاؤں سے شہر آئی ہے... مہماں کا بھی تو کوئی حق ہوتا ہے۔ ” عمران نے کہا۔

”تم اٹھتے ہو یا نہیں...“ جولیا نے مصنوعی غصے کا اظہار کرتے ہوئے پیروں کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

”ارے باپ رے... ابھی تو صرف کارڈ چھپنے دیئے ہیں اور یہ حالت ”ہرگز نہیں... نہیں ہو سکتا“ جولیا نے پھاڑ کھانے والے لجھے میں ہے پھر... یا رکپشن ٹکلیل!... پھر کیا ہو گا۔ مجھے تو گنتی بھی نہیں آتی کہ سر کہا۔

پر پڑنے والی جو یوں کی گنتی کر کے دل بہلا لوں۔ ” عمران نے خوف ” تو پھر دعوت بھی نہیں ہو سکتی۔ ” عمران نے روکھے سے لجھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

سہمتے ہوئے کہا۔

” گنتی کے لئے ہم آپ کو لکلویز لا دیں گے... آپ بالکل فخر نہ کریں“ کیپشن ٹکلیل نے ہستے ہوئے کہا۔

”دعوت ہوگی... ہوگی... بالکل ہوگی... ضرور ہوگی... سمجھے۔“ جولیا نے غصے سے میز پر کمک مارتے ہوئے کہا۔

”ارے باپ رے... ظالم مارے بھی سہی... اور گنہ بھی نہ دے... اچھا سنو!... پھر میری بھی ایک شرط ہے۔“ اچانک عمران نے ” ” اچھا بھی... میں ہارا تم جیتے... چلو دعوت منظور...“ لیکن پھر بعد میں سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

دعوت ولیمہ کا اصرار نہ کرنا۔ اسے ہی سب کچھ سمجھ لیتا۔ ”... عمران نے بہت خوبصورت اور جدید ہوٹل ہے،“ کیپٹن شکلیل نے کہا۔ رو دینے والے لبجھ میں کہا۔

”اچھا پھر میں لباس بدل لوں... ایسا نہ ہو کہ ہوٹل والے مجھے اندر ہی ”ٹھیک ہے... نہیں کریں گے اصرار۔“ ... صدر نے ہستے ہوئے کہا۔

”اوکے! اب ہوٹل منتسب کرو لو... جہاں دعوت کھانی ہے۔“ ... عمران گنترہ جاؤں۔“ ... عمران نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ نے چکتے ہوئے کہا۔

”سنوا!... وہ اپنا احتمال نہ لباس پہن کرنہ آ جانا... وہ ٹینکنی گلرسا...“

”میرے خیال میں کافی ہوٹل ٹھیک رہے گا۔ اس کا ڈامنگ ہال بھی خوبصورت ہے اور کھانے کا مینو بھی خاصا بڑا ہوتا ہے۔“ ... صدر نے

سمجھے... کوئی ڈامنگ کا لباس پہن کر آؤ... کوئی سوت وغیرہ۔“

جو لیانے اسے لو کتے ہوئے کہا۔

”سوٹ... مگر سوت تو سارے سلیمان کے قبضے میں ہیں... وہ کہتا

”یہ کوئی نیا ہوٹل کھلا ہے... کمال ہے جس رفتار سے ہوٹل کھلتے جا رہے

ہے کہ سوت اس پر بجتے ہیں۔“ ... عمران نے ایک بار پھر رو دینے

ہیں اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تمام شہر کی بیویاں، بیگمات بنتی جا رہی

والے لبجھ میں کہا۔

”اس پر سوت بجتے ہیں... بس تم جاؤ... زیادہ فخر نہ کرو ہڑی زور

ہیں۔“ ... عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

داربجوک لگی ہے۔“ ... جو لیانے کہا۔

”ہاں! ... یہ نیا ہوٹل ہے... ایک ہفتہ پہلے اس کا افتتاح ہوا ہے...“

”اچھا!... آج تو واقعی تم مجھے دولہا بنا نے پر تلی ہوئی ہو... چلو ایسے ہی سکی،“ عمران نے بڑی بڑاتے ہوئے کہا اور پھر ڈرینگ روم کی طرف پڑھ گیا۔

”یہ طربا والا قصہ بھی خوب رہا... سلیمان کی بہن کا تو ہمیں خیال تک بھی نہ آیا،“ عمران کے چانے کے بعد صدر نے ہٹتے ہوئے کہا۔

”پہلے وہ کبھی آئی بھی نہیں۔“ جولیا نے سرھلاتے ہوئے جواب دیا۔

”ویسے مس جولیا!... آخر آپ کو غصہ کیوں آ جاتا ہے۔ یہ بات میری انتہائی اعلیٰ تراش کا خوبصورت سوت پہن رکھا تھا۔ میچ کرتی ہوئی سمجھ میں نہیں آئی۔“... تنویر نے کہا۔

”یہ بڑوں کی باتیں ہیں تنویر!... تم ابھی ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔“ جولیا تو بس اسے دیکھتی ہی رہ گئی۔ وہ تو پلکیں جھپکانا ہی بھول گئی تھیں۔ ... صدر نے چوٹ کرتے ہوئے کہا۔

”بڑوں کی نہیں... بڑوں کی کہو،“... تنویر نے بجائے غصہ کرنے کے لطف لیتے ہوئے کہا۔

”یہ عمران ہوٹل میں ہنگامہ کرنے کی کوشش ضرور کرے گا۔ اسے کنڑوں میں رکھنا،“... جولیا نے صدر سے کہا۔

”کنڑوں... اور عمران پر... سررحمان آج تک اس پر کنڑوں نہیں کر سکے... ہماری کیا جرات؟“... صدر نے بے اختیار کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

تحوڑی دیر بعد عمران ڈرینگ روم سے باہر نکلا تو اس نے کششی رنگ کا خوبصورت نائی کے ساتھ یہ خوبصورت سوت اس پر اتنا حکم رہا تھا کہ جولیا تو بس اسے دیکھتی ہی رہ گئی۔ وہ تو پلکیں جھپکانا ہی بھول گئی تھیں۔ جب کہ باقی ممبران کے چہروں پر عمران کی وجہت کا اثر تھیں آمیز صدر نے چوٹ کرتے ہوئے کہا۔

انداز میں پڑا تھا۔

”یار سلوایا تو ابھی ہے... مگر درزی بوڑھا تھا۔ وہ خود آٹھ آف

فیشن ہو چکا تھا۔“ عمران نے شرمندہ سے لبھے میں کہا۔

”ارے نہیں!... تنور کو کیا پڑتے... آجکل پھر بڑے کالروں کا فیشن

چل نکلا ہے... چھوٹے کالروں کا فیشن تو پچھلے سال کا ہے۔“... صدر

نے مسکراتے ہوئے کہا اور تنوری منہ بنا کر رہ گیا۔

”آوبھی!... آج میں دیکھوں گا کہ تم کتنا کھا سکتے ہو۔“ عمران نے

کہا اور پھر وہ یہ رونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باقی عمران بھی اٹھ

کہ اس کے پیچھے یہ رونی دروازے کی طرف لپکے۔

”عمران صاحب!... یہ یوٹ کب سلوایا ہے آپ نے... مجھے کوئی پرانا

سالگرتا ہے۔ بڑے کالروں کا فیشن تو مدت ہوئی ختم ہو گیا۔“... تنوری

کھولنے نہ بھیج دینا۔ جولیا بے چاری تو چکر میں آگئی ہے، ڈیڈی نہیں

آئیں گے۔“ عمران نے زور سے ہائک لگاتے ہوئے کہا۔ اور پھر

تیزی سے یہ رونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا مسکرا دی۔ باقی

”خوب!... بہت خوب عمران صاحب!... اس لباس میں تو آپ

واقعی پرنس لگ رہے ہیں۔“... صدر نے بے اختیار ہو کر کہا۔

”واقعی کا کیا مطلب...؟... میں تو ہوں ہی پرنس... کیوں جولیا۔“... صدر

عمران نے مسکرا کر جولیا سے کہا۔

”اوہ ہاں!... واقعی یہ لباس تم پر خوب فوج رہا ہے۔ پھر نجانے کیوں تم

وہ آٹھ پٹا نگ لباس پہنے رہتے ہو۔“... جولیا نے ایک طویل سانس

لیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب!... یہ یوٹ کب سلوایا ہے آپ نے... مجھے کوئی پرانا

سالگرتا ہے۔ بڑے کالروں کا فیشن تو مدت ہوئی ختم ہو گیا۔“... تنوری

آئیں گے۔“ عمران نے زور سے ہائک لگاتے ہوئے کہا۔ اور پھر

ہو سکتی تھی۔

ممبران کے چہروں پر بھی مسکراہٹ رینگنے لگی۔  
لیکن ابھی وہ دروازے تک ہی پہنچتے کہ اچانک ڈرائیور سے بیک زیرو کی آواز فون کی سخنی کی آواز سنائی دی۔

”اس وقت کون ٹپک پڑا۔“ عمران نے ناگوار لبھی میں کہا۔

”چھوڑو ہو گا کوئی... سلیمان اٹھ کر لے گا۔“ صدر نے نالے کے سے انداز میں کہا۔  
عمران نے فوراً ہی اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ کیونکہ باقی ممبران بھی اس کے پیچھے کرے میں آگئے تھے اور عمران جانتا تھا کہ اگر

ایکسو کی اس انداز میں کی گئی بات کا معمولی ساحصہ بھی ان کے کانوں میں پڑ گیا تو ایکسو کا سارا کھیل ہی بگڑ جائے گا اور عمران کو معلوم تھا کہ اس کا لہجہ بدلتے ہی بیک زیرو سمجھ جائے گا کہ اسے کس انداز میں بات کرنی ہے۔

”ارے کہیں تمہارے اس پوچھے کا نہ ہو... وہی غلط موقعوں پر ٹپک پڑتا ہے۔“... عمران نے سر حالاتے ہوئے کہا اور اس بار سب خاموش ہو گئے۔

سخنی مسلسل نج رہی تھی۔ عمران تیزی سے واپس مڑا اور اس نے ڈرائیور میں جا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں پرنس چارمنگ آف فلیٹ نمبر ۲۰۰ کنگ روڈ سپینگ۔“... عمران بدل گیا تھا۔

نے پورا پوتہ بتاتے ہوئے کہا۔

لیکن ابھی وہ دروازے تک ہی پہنچتے کہ اچانک ڈرائیور سے بیک زیرو کی آواز شنائی دی۔

سر!.... بارات آئی ہے اور میں دولہا بن کر جا رہا ہوں۔ مس جولیا کا کی غصیلی آواز سنتے ہی کمرے میں موجود باقی ممبران کے چہرے زرد اصرار ہے سر!... اب دیکھنے کیا ہوتا ہے۔ ویسے مس جولیا بھی آج پوری پڑ گئے۔ انہوں نے ایکسٹو کو اتنے غصے میں کبھی نہ دیکھا تھا۔ عمران نے ایک طرف کھڑے صدر کو آنکھ مارتے "مم۔ مم۔ معافی چاہتا ہوں سر!... میں تو صرف ناطق بھی دور کر رہا تھا سر!... ویری سوری سر!"..... عمران نے یکخت انتہائی مود بانہ لبھے میں ہوئے کہا۔

کہا۔ اس کے لبھے میں خوف کا عنصر نمایاں ہو گیا تھا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو؟... کیا جولیا تمہارے فلیٹ میں ہے؟"....

بلیک زیر و کی غصے سے بھری ہوئی آواز سنائی دی۔

"یہ میں لاست وارنگ دے رہا ہوں تمہیں... میرے ساتھ بات

کرتے ہوئے ہوش میں رہا کرو... ورنہ کیسی روز خارش زدہ کتے کی

بری ناطق بھی ہو گئی تھی... مس جولیا ہی نہیں پوری سیکرٹ سروس ہی

طرح سڑکوں پر ٹیاؤں ٹیاؤں کرتے پھر رہے ہو گے۔ سمجھے، موجود ہے سر".... عمران نے فوراً ہی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

ایکسٹو کا لبھے بے پناہ سر دیکھا۔

"اوہ!... تم اب ضرورت سے زیادہ سر چڑھتے جا رہے ہو۔ تمہیں اب

یہ بھی تمیز نہیں رہی کہ تم کس سے بات کر رہے ہوے۔؟ تمہیں سزا

کرتا... چیاؤں چیاؤں کرتا ہے سر!... مم... میرا مطلب ہے زبان کی اصلاح ہونی چاہیے سر"..... عمران نے لڑکھڑائے ہوئے لبھے میں

دینی ہی پڑے گی۔".... ایکسٹو نے انتہائی سخت لبھے میں کہا اور اس

جواب دیا۔ لیکن بات کرنے سے پھر بھی وہ باز نہ رہا تھا۔

”رسیور جولیا کو دو“... ایکسو نے چاڑ کھانے والے لبھ میں کہا۔

”مم۔ مم۔ مگر سر... ٹیاؤں ٹیاؤں والی غلطی...“ عمران نے بوکھلانے دیا۔

”میں نے تمہیں کتنی بار کہا ہے کہ اس حمق سے زیادہ واسطہ نہ رکھا کرو... تم سیکرٹ سروس کے مجرم ہو... تمہارا اس سے زیادہ میل جوں ٹھیک نہیں... اگر اس سے کسی وقت کام لے لیا جاتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کی پوزیشن تمہارے برابر ہو گئی ہے۔ اسے اس کی حیثیت میں رکھا کرو“... ایکسو نے بے حد سر دلبھ میں کہا۔

”بب۔ بب۔ بہتر سر“... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ عمران جو قریب ہی کھڑا تھا اس نے ایکسو کی بات سن کر سر جھکا لیا تھا جیسے اس اپنی حیثیت کا احساس ہو گیا ہو۔

”س۔ سر۔ ہم فارغ تھے۔ اس لئے سر۔ عمران صاحب سے دعوت“ اب تم پروگرام طے کر چکے ہو تو ٹھیک ہے... آج چلے جاؤ لیکن

”میں کہہ رہا ہوں رسیور جولیا کو دو“... ایکسو نے انہاتی عصیلے لبھ میں کہا اور عمران نے یوں بوکھلا کر رسیور جولیا کے ہاتھ میں پکڑا دیا جیسے رسیور میں اچانک کرنٹ دوڑ نے لگا ہو۔

”لیں سر۔ بج... جولیا سپیلینگ“... جولیا جو قریب کھڑی تھی بات کرنے سے پہلے ہی ایکسو کے غصے کی وجہ سے لڑکھڑا نے لگی۔

”تم لوگ عمران کے فائیٹ میں کیوں آئے ہو؟“... ایکسو نے سخت لبھ میں کہا۔

آئندہ خیال رکنا... مجھے تم سب کی عمران سے زیادہ بے تکلفی پسند  
دیئے اکھنے غائب مت ہوا کرو۔ اب جاؤ، ”... ایکسو نے کہا اور  
نہیں... یہ احمد اپنی حیثیت بھول کر سرچڑھ جاتا ہے۔“ ایکسو نے  
اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا اور جولیا نے ڈھیلے  
چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جواب دیتے ہوئے کہا۔  
”دشش۔ شکر یہ سر۔ مگر سر۔ فون سر۔ کس لئے،“... جولیا کہہ تو پہنچی  
جھکائے خاموش کھڑا تھا جیسے اس کے سر پر گھڑوں پانی انڈیل دیا  
لیکن بوکھلا ہٹ میں اس سے بات مکمل نہ ہو سکی۔  
”مجھے اطلاع ملی تھی کہ تم سب اچانک اپنے فلیٹوں سے غائب ہو گئے  
ہو۔ اس لئے میں نے عمران کو فون کیا تھا کہ شاائد اس تھماری عدم  
موجودگی کا پتہ ہو،“ ایکسو نے اس بارہم لجھے میں کہا۔  
”سر!... چونکہ کوئی کیس نہ تھا۔ اس لئے ہم یہاں آگئے سر،“...  
جولیا نے جواب دیا۔  
”کیس شروع ہونے سے پہلے کیا اخبار میں اشتہار دے جاتا ہے۔  
کیس کسی بھی لمحے شروع ہو سکتا ہے... اس لئے آئندہ بغیر اطلاع

سب سلیمان کی آواز سن کر چونک پڑے۔  
سلیمان عمران جیسا ہی خوبصورت سوت پینے کھڑا تھا اور اس کے ساتھ

در باتھی جس نے لباس بدال لیا تھا اور اس کے چہرے پر بلکل سی مسکراہٹ تھی۔

”آؤ دربا... یہ تو شاند رات تک اسی طرح کھڑے ایک دوسرے جولیا سے یوں گھورنے لگی جیسے ابھی کچا چبا جائے گی لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ کی شکمیں دیکھتے رہیں گے... ہم تو چلیں“... سلیمان نے دربا سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ دونوں بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

”ٹھیک ہے جولیا!... واقعی موڈ آف ہو گیا ہے۔ میرے خیال میں واپس چلا جائے۔“... صدر نے بھی طویل سائز لیتے ہوئے کہا۔

”سنوا!... پہلے تم مجھ سے زبردستی دعوت کھار ہے تھے۔ اب میں زبردستی تمہیں دعوت کھلاؤں گا... اور ایک بات بتاؤں۔ تو نیر! تم ذرا اپنے کان بند کرو۔ ورنہ تمھارا آدھا خون جل جائے گا۔ ایکسٹو کا تبادلہ ہو رہا ہے اسی لئے بے چارہ آپے سے باہر ہو رہا ہے اس کا قصور نہیں ہے۔“... عمران نے سر گوشیانہ لمحے میں کہا۔

”تبادلہ ہو رہا ہے۔ ایکسٹو کا... کیا مطلب؟“... جولیا سمیت سب

”اب کیا پروگرام ہے؟ کیا اب بھی سیکرٹ سروس کے نمبر ان مجھے جیسے احمد اور کم حیثیت آدمی سے دعوت کھانا پسند فرمائیں گے؟“... عمران نے بڑے طنزیہ لمحے میں جولیا اور صدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”میرا تو سارا موڈی چوپٹ ہو گیا ہے... میرے خیال میں اب واپس اپنے فلیٹ پر چلا جائے... جی ہی نہیں چاہ رہا کہیں جانے کو“... جولیا نے براسامنہ بناتے ہوئے کہا۔

ہناتے ہوئے کہا۔

”اوہ!... یہ تو انتہائی غلط فیصلہ ہے... ہم تو استفہ دے دیں گے... ہم کسی کرمل شاہ کے ماتحت نہیں کر سکتے... یہ ہمارا فیصلہ ہے۔“.... جولیا نے پھٹ پڑنے والے لبجھ میں کہا۔

”دے دو.... حکومت کو کیا فرق پڑتا ہے۔ وہ مجھے نہیں تو سلیمان۔ جوزف۔ جوانا۔ نائیگر وغیرہ کو یکرٹ سروس کا ممبر بنادے گی۔“....

عمران نے بڑے بے نیاز انہ لبجھ میں جواب دیا۔  
”بکواس... سراسر بکواس.... میں نہیں مان سکتی.... یہم جل کر انتقامی طور پر ایسا کہر ہے ہو۔“.... جولیا نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

”میں حق کر رہا ہوں... یقین نہ آئے تو سر سلطان سے تصدیق کراؤں... اور ایک بات اور بھی بتاؤں... میں چاہوں تو یہ تباوہ رک سکتا ہے... لیکن مجھے کیا ضرورت ہے کہ اس نک چڑھے کے

ہی عمران کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑے وہ سب کچھ بھول کر حیرت سے عمران کو دیکھ رہے تھے ان کا انداز ایسا تھا جیسے اب وہ بھی عمران کی دماغی صحت کو مشکوک سمجھنے لگ گئے ہوں۔

”ہاں!... مجھے سر سلطان نے بتایا تھا... تمہارے ایکسٹو کو ملٹری ائمبلی جنس کا سر برادہ بنایا جا رہا ہے... اور ملٹری ائمبلی جنس کے کرمل شاہ کو ایکسٹو... تمہارا چیف... وہ ویسے میرا یار ہے۔ پھر میں دیکھوں گا کہ تنوری کی بطور ممبر سیکرٹ سروس کیا حیثیت ہے... اور میری حیثیت کیا ہو گی؟“... عمران نے کہا۔

”نہیں... ایسا ہونا ناممکن ہے۔“.... جولیا نے بے اختیار ہو کر کہا۔

”ناممکن کیوں ہے؟ آخ سرکاری آدمی ہے... بتا دلہ کیوں نہیں ہو سکتا... بھی حکومت کی مرضی... جیسا چاہے کرے۔“ عمران نے منہ

لے کو شش کرنے کی... میری طرف سے کل کا جاتا آج چلا جائے ... اور اپنے خاوند کا جی بھلاتی رہنا۔ ” عمران نے کہا۔

” بکواس مت کرو... سرسلطان کوفون کرو... یہ بات ابھی طے ہو جانی چاہیے... ابھی اور اسی وقت۔ ” جولیا نے کہا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے ٹیلیفون کا رسیور انٹھا لیا۔

” میں خود بات کرتی ہوں سرسلطان سے ”.... جولیا نے کہا۔

” ارے ارے یہ غصب نہ کرنا... ورنہ تاپ سیکرٹ سرکاری راز افشا کرنے پر مجھے جیل جانا پڑے گا۔ پھر وہ! میں خود طریقے سے بات کرتا ہوں ”.... عمران نے جلدی سے اس کے ہاتھ سے رسیور لیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جلدی سے سرسلطان کے نمبر گھمانے شروع انداز میں کہا۔

کر دیئے۔

” پی اے ٹو سیکرٹری فارن مشری ”.... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسرا طرف سے سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

خس کم سیکرٹ سروس پاک۔ ”... عمران نے کہا اور سب ممبر ان حیرت بھرے انداز میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ یہ ایک ایسی بات تھی جس کا کبھی ان کے ذہنوں میں تصور بھی نہ آیا تھا کہ ایک سٹو کا بھی تباہ لہ ہو سکتا ہے اور اس کی جگہ کوئی اور لے سکتا ہے۔

” چلو کرو اور تصدیق... اگر واقعی یہ بات بچ ہے تو پھر کم از کم میں تو ابھی اور اسی وقت استحقی دے دوں گی... پھر سیکرٹ سروس میں رہنے کی بجائے گھاس کھو دنا زیادہ پسند کروں گی۔ ” جولیا نے انتہائی جذباتی انداز میں کہا۔

” نہیں... تمہیں گھاس کھو دنے کی کیا ضرورت ہے... یہ کام تو تنوری ”

کرے گا... تم شادی کر کے بچو چے پاتی رہنا۔ اور رات کو 7A پر شادی بیاہ تاپ کے گھر بیلو اور اصل اچی ڈرائے دیکھ دیکھ کر اپنا

”عمران بول رہا ہوں پی اے صاحب!... ذرا سیکرٹری فارن مسٹری استھنے دے دیں گے... وہ کام نہیں کریں گے... میں نے انہیں بڑا سمجھایا ہے کہ سرکاری آدمیوں کے تبادلے ہوتے ہی رہتے ہیں... ہو تو میں انہیں اپنا سیکرٹری رکھلوں“... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ عمران صاحب!... آپ ایک لمحہ ہولڈ کیجئے۔“... دوسری طرف بات کرتے ہوئے کہا اور رسیور قریب کھڑی جولیا کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔ اس کی آنکھوں میں شرارت کی چمک نمایاں تھی۔

سے پی اے کی ٹسی آمیز آواز سنائی دی۔

”لیں... سلطان سپیکنگ“... چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز رسیور میں جولیا بول رہی ہوں جتاب!.... کیا عمران صاحب کی بات حق ہے جناب!... ہمیں تو یقین نہیں آرہا جتاب“... جولیا نے مودبان لمحے میں پرا بھری۔

”سر سلطان صاحب!... اس وقت میرے فائیٹ میں بھوک ہڑتاں ہو کہا۔

”یقین کیوں نہیں آرہا“... سر سلطان نے سرد لمحے میں کہا ظاہر ہے رہی ہے... سیکرٹ سروس کے تمام ہمہ رزا کھٹے ہیں۔ وہ ایکسو کے تبادلے کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں... ان کا کہنا ہے کہ اگر یہ تبادلہ سر سلطان اب اتنے احمق نہ تھے کہ عمران کا اشارہ نہ سمجھ سکتے۔ تبادلے کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں... ان کا کہنا ہے کہ اگر یہ تبادلہ نہ روکا گیا... اور ملٹری انٹلی جنس کے کرنل شاہ کو ایکسو بنایا گیا تو وہ ”نج۔ جی۔ جی۔ میرا مطلب ہے ایکسو کا تبادلہ۔ سری یہ کیسے ممکن

ہے۔”..... جولیا نے بوکھلاتے ہوئے جواب دیا۔ ظاہر ہے اب اس کے پاس کوئی معقول بات تو نہ تھی صرف جذبائی لگاؤ کی وجہ سے وہ ایسا کہہ رہی تھی۔

”سر! ... عمران صاحب کہہ رہے ہیں کہ اگر وہ چاہیں تو یہ تبادلہ رک سکتا ہے۔“..... جولیا نے اچانک عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”میں کیا کہہ سکتا ہوں... یہ تبادلہ میرے آرڈر سے تو نہیں ہو رہا کہ میں عمران کے کہنے پر اسے بدل دوں... یہ تو صدر مملکت کا اختیار ہے۔ ویسے اتنا میں جانتا ہوں کہ عمران کے صدر مملکت سے مجھ سے زیادہ قریبی تعلقات ہیں۔۔۔ اس شیطان کی وہ اتنی عزت کرتے ہیں کہ بعض اوقات مجھے بھی اس پر رشک آنے لگتا ہے۔“.....

سر سلطان نے جواب دیا اور جولیا نے سر حالاتے ہوئے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”سر سلطان صاحب!... آپ واقعی سریں... بہت بہت شگریہ“..... عمران نے جلدی سے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

”کیوں ممکن نہیں ہے... سب کچھ ممکن ہے۔“... سر سلطان نے جواب دیا وہ شائد جان بوجھ کر لمبی بات نہ کرنا چاہتے تھے۔ کیونکہ انہیں تو معلوم ہی نہ تھا کہ عمران نے اچانک کیا چکر چلا دیا ہے۔ ”اگر یہ حق ہے سر... تو پھر ہم استحقے دے دیں گے۔ ہم کسی اور کی سر بر ایسی میں کام نہیں کر سکتے۔“..... جولیا نے یکخت لجھ کو خت کرتے ہوئے کہا۔

”یہ تمہارا ذاتی فعل ہو گا... ہو سکتا ہے تمہارے استحقے قبول لائے جائیں... یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نہ کیا جائیں۔ اس وقت کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ رسیور عمران کو دو۔“..... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے

سب ممبران کے چہرے بری طرح لٹک گئے تھے۔ اب تو انہیں یقین مسکراتے ہوئے کہا۔  
آگیا تھا۔ ظاہر ہے سر سلطان جیسے ذمہ دار آدمی تو غلط بات نہ کر  
سکتے تھے۔

”اگر مس جو لیا استغفار دے گی تو پھر میں بھی استغفار دے دوں گا۔“  
تو نوری نے دوسرے پہلو سے بات کرتے ہوئے کہا۔  
”کمال ہے..... وہ چوباس پر رعب بھی جھاڑتا رہتا ہے اس کے  
باوجود تم سب اصرار کر رہے ہو... لیکن اس نے میری بے عزتی کی  
ہے... اگر وہ مجھ سے تم سب کے سامنے معافی مانگ لے تو میرا وعدہ  
ہے کہ اس کا تبادلہ رک جائے گا۔“..... عمران نے سر حالاتے ہوئے  
کہا۔

”سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ایک سو ٹوم سے معافی مانگے... وہ کث تو  
سلکتا ہے جبکہ نہیں سلتا۔“..... کیپنٹن ٹکلیل جواب تک خاموش کھڑا تھا  
اچانک بول پڑا۔

”اس کی جگہ میں تم سے معافی مانگتی ہوں... عمران پلیز... میری خاطر“

”عمران!... تمہیں یہ تبادلہ رکونا ہوگا... ہر قیمت پر... ہر حالت میں“  
جو لیا نے پھٹ پڑنے والے لبجے میں کہا۔

”ہر قیمت کا کیا مطلب؟“..... عمران نے چوکتے ہوئے کہا۔  
”سنو!.... ہم تمہاری ہر شرط منظور کر سکتے ہیں... ہر حال یہ تبادلہ ہر  
صورت میں رکنا چاہیے۔“ جو لیا نے پیر پختے ہوئے کہا۔

”ہاں عمران صاحب!... مس جو لیا درست کہہ رہی ہیں۔ آپ کو  
حکومت کا یہ احتقاد نہ فعل رکونا ہوگا۔“..... صدر نے بھی انتہائی سنجیدہ  
لبجے میں کہا۔

”پہلے نوری سے تو پوچھاو... اس کا سکوپ بن رہا ہے۔“..... عمران نے

کرنے والا تھا۔

جو لیانے اپا نک عمران کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔ وہ واقعی بے حد جذبائی ہو رہی تھی۔

”لیں۔ پی اے ٹو سیکرٹری فارن مشری“.... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک بار پھر سلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی اور اس بار جولیا سمیت سب لوگ چونک پڑے۔

”علی عمران بول رہا ہوں۔ جلدی سے سر سلطان سے بات کراو۔۔۔ فوراً“ عمران نے اس بار پی اے سے مذاق کرنے کی بجائے اس قدر تحکمانہ لبجھ میں کہا کہ سر سلطان نے بھی کبھی ایسے لبجھ میں اپنے پی اے سے بات نہ کی ہوگی۔

”اوہ۔ لیں سر۔ ہولڈ کیجئے۔“.... دوسری طرف سے پی اے نے بھی مودبا نہ لبجھ میں کہا۔

”سلطان بول رہا ہوں۔۔۔ اب کیا بات ہے۔۔۔ میں مصروف آدمی ہوں۔۔۔ تمہاری طرح فارغ نہیں ہوں۔“ اس بار سر سلطان اس پر

”ارے ارے۔۔۔ اتنا جذبائی ہونے کی ضرورت نہیں۔ ایکسٹو تو کیا۔ میں اس کے والد شریف کا تبادلہ بھی رکوادوں گا۔ یہ کوئی بات ہے کہ جولیا کہے اور کام نہ ہو۔“ عمران نے کہا اور پھر اس نے فون کار سیپور انھیا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

جب جولیا اور سب ساتھی حیرت سے عمران کو دیکھنے لگے کہ آخر یہ شخص ہے کیا بل۔ جو ایکسٹو سے تو جھاڑیں کھایتا ہے۔ لیکن تعلقات اتنے زیادہ رکھتا ہے کہ اسی ایکسٹو کا تبادلہ رکوانے کے لئے صدر مملکت کو اس طرح ٹیلیفون کر سکتا ہے جیسے وہ صدر مملکت نہ ہوں، اس کے لئے گوئی ہوں کہ جب چاہا نمبر گھما کر بات کر لی۔ ظاہر ہے ان کے خیال کے مطابق عمران صدر مملکت ہی سے تبادلہ رکوانے کی بات

چڑھ دوڑے۔ ظاہر ہے پی اے نے انہیں بتا دیا ہوگا کہ عمران کا فون

لئے اب آپ ہی اسے بتائیں کہ ایک سٹوکا تباولہ اس جہان میں تو  
دوسری جگہ نہیں ہو سکتا۔۔۔ البتہ دوسرے جہان کے تباولے کو

ہے۔

”آپ اپنی مصروفیت کی تنخواہ لیتے ہیں جتاب!... اس لئے آپ کو  
مصطفوف رہنا چاہیے... ویسے بھی مصروف آدمی کا دماغ شیطان کا  
کارخانہ... نہیں بن سکتا۔“... عمران نے جان بو جھ کرو ققدرے  
کربات کی اور سرسلطان بے اختیار پس پڑے۔

”تم سے تو جھکڑا بھی نہیں کیا جا سکتا... یہر حال اب کیا سلسلہ ہے۔  
بواو،“... سرسلطان نے کہا۔

”سرسلطان سے بات کرو... میں تو کھڑے کھڑے تھک بھی گیا  
ہوں،“... عمران نے جلدی سے رسیور جولیا کے ہاتھ میں تھما یا اور تیزی  
سے ہٹ کر صوفے پر جا بیٹھا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے  
جیسے کوئی بچہ اپنی دلچسپ شرارت سے لطف انداز ہو رہا ہو۔  
”مس جولیا،“... دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

”وہ میں نے ایک غلط فہمی دور کرانی تھی.... میں نے آپ کو بتایا تھا کہ  
ایک سٹوکا تباولہ ہو رہا ہے۔ وہ دراصل ایک مذاق تھا۔ اور آپ نے  
اسے سچ سمجھ کر بے چاری جولیا کو لیقین دلا دیا۔ اب وہ اس وقت سے  
بیٹھی رہ رہی ہے کہ... جب بلم سدھاریں گے پر دیں تو... اس

”لیں سر...“ جولیا نے بڑی کوشش سے اپنے آپ کو سنجھاتے ہوئے  
کہا۔ اب وہ سر سلطان سے کیا کہتی۔ ورنہ اس کا دل تو چاہ رہا تھا کہ  
اور کچھ نہیں تو یہی رسیور ہی سر سلطان کے سر پر مار دیتی۔  
جواب دیا۔ ظاہر ہے سر سلطان کے سامنے تو وہ کوئی بات نہ کر سکتی  
”او۔ کے.... گذبائی۔“..... سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی

”مس جولیا!... آئی! ایم سوری کہ عمران نے مجھے درمیان میں ڈال کر  
رابطہ ختم ہو گیا۔

جولیا نے جلدی سے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر آنکھیں نکال کر عمران  
کی طرف پکی۔

”یہ کیسا مذاق تھا.... میں تمہاری کھوپڑی توڑ دوں گی۔“..... جولیا نے  
کہ جو ہو گا بہر حال سامنے آجائے گا... اور اب وہ خود ہی کہہ رہا ہے کہ  
دانست پیتے ہوئے کہا۔

خبر غلط تھی..... مجھے افسوس ہے۔ میں آئندہ خیال رکھوں گا کہ یہ شیطان  
تاکہ تم سب کا آف موڈ آن ہو جائے۔“..... سر سلطان نے معدود تباہے  
سمنٹے ہوئے کہا اور جولیا نے چاہنے کے باوجود نہس پڑی۔ وہ دل ہی  
لنجھے میں کہا۔

”کوئی بات نہیں سر.... آپ کا شکر یہ۔“..... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے  
دل میں اب بھی اپنے اس منظر پر نہس رہی تھی جب وہ عمران کے

”لیں سر،“..... جولیا نے بڑی کوشش سے اپنے آپ کو سنجھاتے ہوئے  
جواب دیا۔ ظاہر ہے سر سلطان کے سامنے تو وہ کوئی بات نہ کر سکتی  
تھی۔

”مس جولیا!... آئی! ایم سوری کہ عمران نے مجھے درمیان میں ڈال کر  
تم سے مذاق کیا ہے.... اس نے خود ہی مجھے بتایا تھا کہ اس نے  
پر یہ زیڈ نٹ سیکر پیریٹ سے خبر سنی ہے کہ ایکسلو کاتابادلہ کیا جا رہا ہے

میں اس بات پر حیران تو ہوا تھا... لیکن میں نے کچھ زیادہ خیال نہ کیا  
کہ جو ہو گا بہر حال سامنے آجائے گا... اور اب وہ خود ہی کہہ رہا ہے کہ  
دانست پیتے ہوئے کہا۔

خبر غلط تھی..... مجھے افسوس ہے۔ میں آئندہ خیال رکھوں گا کہ یہ شیطان  
تاکہ تم سب کا آف موڈ آن ہو جائے۔“..... سر سلطان نے معدود تباہے  
سمنٹے ہوئے کہا اور جولیا نے چاہنے کے باوجود نہس پڑی۔ وہ دل ہی  
لنجھے میں کہا۔

”کوئی بات نہیں سر.... آپ کا شکر یہ۔“..... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے  
دل میں اب بھی اپنے اس منظر پر نہس رہی تھی جب وہ عمران کے

سامنے بڑے جذباتی انداز میں ہاتھ جوڑے کھڑی تھی۔

”ویسے ایک بات ہے مس جولیا!... عمران نے واقعی موڈبدل دیا ہے.... میرے خیال میں اب دعوت ہوئی جائے“.... صدر نے ہستے ہوئے کہا۔

”اچھی دعوت ہے کہ یہاں سے نکلنے کا کوئی نام ہی نہیں لیتا۔“.... تنور پکڑ لیا۔

”اب چلو... ورنہ یہاں سے کافشن ہوٹل تک جوتے مارتے لے جاؤں گی“.... جولیا نے کہا۔

نے برا سامنہ بنایا کر کہا۔ اسے شائد ایک ستو کا تباadelہ ہونے کا سن کر کوفت ہوئی تھی۔ لیکن ظاہر ہے وہ اسے ظاہر نہ کر سکتا تھا۔

”ہاں چلو.... ورنہ یہ پھر کوئی نیا مسئلہ کھڑا کر دے گا۔“.... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مگر نہ کرو.... اب مسئلہ بیٹھاہی رہے گا.... کیوں تنور! بیٹھے رہو گے تاں۔“.... عمران نے مسکرا کر تنور سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میر سے ساتھ بے تکلف ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔“.... تنور نے چل پڑے۔

کے بیٹھنے کا انداز خاصاً مودبان تھا۔

”کیا خیال ہے۔ باس نے آج ہنگامی مینگ کیوں طلب کی ہوگی۔“.... اچانک لڑکی نے پاس بیٹھے ہوئے اور حیر عمر آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کوئی خیال سوچنے کی ضرورت نہیں ہے مس شیری!... ہمارا کام صرف عمل کرنا ہے اور بس... سوچنا باس کا کام ہے۔“.... اور حیر عمر آدمی کو نشروں کرتی تھی۔ اس کے ہاتھوں پر سیاہ رنگ کے دستا نے تھے اور اس نے سر دل بھی میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیوں... ہمیں سوچنے کا حق کیوں نہیں... آخر ہم بھی ڈارک کلب کے ممبر ہیں۔“.... لڑکی نے انتہائی ناخوشگوار لبھی میں کہا۔

”تو نیک ہے... پھر سوچتی رہو... مجھ سے کیوں پوچھتی ہو؟“.... اور حیر عمر نے بدستور سر دل بھی میں کہا۔

”کیا بات ہے بارٹن!... آج تم ضرورت سے زیادہ ہی فرمانبردار

گہری اندر ہیری رات میں مسافت کی طرف جانے والی نیم پنچ سڑک پر سیاہ رنگ کی ایک بڑی سی کار بری طرح بچکو لے کھاتی ہوئی تیزی سے آگے بڑھی جا رہی تھی۔ کار کی ڈرائیور گ سیٹ پر ایک

نو جوان اور خوبصورت سی لڑکی بیٹھی بڑے ماہرا نہ انداز میں کار کو نشروں کرتی تھی۔ اس کے ہاتھوں پر سیاہ رنگ کے دستا نے تھے اور اس نے سیاہ رنگ کا انتہائی چست لا سپن رکھا تھا لیکن اس کا چہرہ

اندھیرے کے باوجود چمک رہا تھا اور کار کے بچکو لوں کی وجہ سے اس کے خوبصورت انداز میں تراشیدہ بال بار بار بکھر جاتے جنہیں وہ ایک لڑکی نے سنوار لیتی۔ ساتھ وہ اسے سیٹ پر ایک لمبے قد اور خاصے چوڑے جسم والا اور حیر عمر آدمی موجود تھا۔ پچھلی نشست پر دو لمبے تر نگے

نو جوان بیٹھے ہوئے تھے جن کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور ان

بننے کی کوشش کر رہے ہو، ”لڑکی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

میں بیٹھنے کے لئے کیا ہو۔ ان کے اندر پیٹھتے ہی ایک طرف سے ایک ”میں پہلے کب کم فرمانبردار ہا ہوں... میں صرف اپنے کام سے کام نوجوان تیز تیز قدم اٹھاتا اندھیرے سے نمودار ہوا اور سیدھا اس لڑکی رکھنے کا عادی ہوں۔“ ادھیرہمنے جس کا نام بارٹن تھا جواب دیتے کی طرف آیا۔

”کیا پورٹ ہے جیری؟“ لڑکی نے اس کے قریب آتے ہی کہا۔

”او۔ کے۔“ جیری نے جھک کر قدر مے مودبانہ انداز میں جواب دیا۔ البتہ اس کی تیز نظریں کار کے اندر ورنی حصے کا جائزہ لے رہی تھیں۔ کار سڑک پر چھلتی کو دتی آگے بڑھی جا رہی تھی اور پھر ایک موڑ مڑتے ہی لڑکی نے کار کی رفتار کم کر دی۔ سڑک کے دائیں طرف اندھیرے میں ایک کار کا ہیولہ نظر آ رہا تھا۔ کار کی پچھلی چھوٹی بیان روشن تھیں۔ البتہ اندر انڈھیرا تھا۔

”اگر او۔ کے ہے تو پھر یہاں کار روکنے کی کیا ضرورت تھی؟“ لڑکی نے کار اس کے قریب جا کر روک دی تو پچھلی نشت پر بیٹھے اس بار بارٹن نے کہا۔

”بس میں ڈرائیور گک کرتے کرتے تھک گیا تھا۔“ جیری نے جواب دیا اور پھر پیچھے ہٹ کر وہ دوسرا کار کی طرف بڑھ گیا اس نے پچھلی موجود کار کی طرف بڑھ گئے۔ انہوں نے کار کی پچھلی نشت کا دروازہ کھولا اور یوں بیٹھ گئے جیسے انہوں نے اب تک کافر اسی کار نشت پر بیٹھے ہوئے دونوں افراد کا باہر آنے کا اشارہ کیا اور

دونوں ایک بار پھر دوسری کار سے نکل کر واپس شیری والی کار کی پچھلی بتار ہاتھا کہ عمارت خاصی وسیع و عریض ہے۔

نشست پر بیٹھ گئے اور شیری نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی۔

جیری اب پھر اندر ہیرے کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔

”نجانے کس نے یہ شاندار عمارت کھلن پیلس بنوائی ہو گی۔ مجھے یہ عمارت بے حد پسند ہے۔ انتہائی شاندار اور باوقار۔“....شیری نے ایک بار پھر بارٹن سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اس نے چینگ کا خوب انتظام کیا ہے۔ مجھے بس کی تینی باتیں پسند ہیں... ہر بار نیا ہی انداز ہوتا ہے... اب بھلا غیر متعلق آدمی اس ”ہاں!... خاصی شاندار عمارت ہے۔“....بارٹن نے مختصرًا ساجواب چینگ کو کیسے ڈال ج دے سکتا ہے۔“....شیری نے مسکراتے ہوئے کہا۔ دیا۔

بارٹن نے اس کی بات کا کوئی جواب دینے کی بجائے صرف سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔ وہ شاندار ضرورت سے زیادہ الفاظ بھی منہ سے نکالنے نے پوری زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔“....شیری اس کے انداز سے میں محتاط رہتا تھا۔

”مس شیری!... میں زبان ہلانے کی بجائے ہاتھ ہلانے کا زیادہ عادی ہوں۔“....بارٹن نے تلخ سے لبجھ میں کہا اور شیری خاموش کار آگے بڑھی گئی اور پھر انہیں دور ایک چھوٹی سی پہاڑی کے اوپر موجود ایک پرانی سی قلعہ نما عمارت نظر آنے لگ گئی۔ عمارت مکمل اندر ہیرے میں ڈوبی ہوئی تھی۔ البتہ اس کا وسیع و عریض ہیولہ ضرور یہ ہو گئی۔

کاراب تیزی سے اس شاندار عمارت کے پھانک کی طرف بڑھی  
چاہی تھی۔ یہ کلشن نیپلس تھا جس کی ایک تاریخی حیثیت تھی۔

”ڈارک کلب۔ اور“....شیری نے اسی طرح مودبانہ لبھے میں  
جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہارے ساتھ کون ہے؟... اور“.... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”بارٹن ہے جناب۔ اور“....شیری نے جواب دیا۔

”مائیک اسے دو۔ اور“.... دوسری طرف سے کہا گیا اور شیری نے  
مائیک بارٹن کی طرف بڑھا دیا۔

”لیں... بارٹن سپلینک باس۔ اور“.... بارٹن نے بھی موددانہ لبھے  
دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا مائیک تھا جس کے ساتھ  
میں جواب دیا۔

”پرنس کوڈ دو ہراو۔ اور“.... باس کی سرد آواز سنائی دی۔

”ڈارک کلب نمبر تھری۔ اور“.... بارٹن نے جواب دیا۔

”او۔ کے!... میں گیٹ کھول رہا ہوں... ڈارک رومن میں آ جاؤ۔  
اوور اینڈ آل۔“.... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی

کارپھانک کے سامنے جا کر رک گئی۔ لکڑی کا بنا ہوا بڑا سادر واڑہ  
بند تھا اور دروازے سے باہر لگی ہوئی موٹی سی فولادی زنجیر میں ایک  
بڑا ساتالاٹنک رہا تھا۔ اتنا بڑا تالا جیسے کسی زمانے میں بنک کے  
سڑاگ روم کو لوگایا جاتا ہے۔

شیری نے کارروکتے ہی ڈلیش بورڈ کی طرف ہاتھ بڑھایا اور  
لپھے دار تار ڈلیش بورڈ تک مسلک تھا۔

”شیری سپلینک باس... اور“.... شیری نے موددانہ لبھے میں کہا۔  
”لیں۔ کوڈ بتاؤ۔ اور“.... ڈلیش بورڈ سے ایک کرخت سی آواز سنائی  
دی۔

رابطہ ختم ہو گیا۔

تحاکہ اس عمارت کے اندر بھی کوئی ذی روح موجود ہو سکتا ہے۔ کار

بارش نے طویل سانس لیتے ہوئے مائیک شیری کو واپس دے دیا

رکتے ہی شیری اور بارش تیزی سے نیچے اترے۔ جبکہ پیچھے بیٹھا ہوا

جس نے اسے ڈلیش بورڈ کے نچلے حصے میں الٹا دیا۔

ایک نوجوان باہر آ کر ڈرائیور گ سیٹ پر بیٹھ گیا اور کار ذرا سی بیک

ہو کر تیزی سے دائیں طرف جاتی ہوئی بھری کی سڑک پر بڑھ کر

اندھیرے میں غائب ہو گئی۔ اب پورچ پہلے کی طرح سنسان اور

ویران نظر آنے لگا۔ شیری اور بارش کو معلوم تھا کہ کار عمارت کے پیچھے

بنے ہوئے خفیہ گیر اج میں پہنچ جائے گی۔

چنانچہ وہ دونوں تیزی سے مڑے اور عمارت کے اندر داخل ہو گئے

سامنے موجود ایک راحد اری کو کراس کرتے ہوئے وہ ایک چھوٹے

سے کمرے میں پہنچے۔ کمرے میں پرانی طرز کا فری پچ موجود تھا جس پر

بے پناہ گرد جمی ہوئی تھی۔ شیری نے جلدی سے آگے بڑھ کر ایک

عمارت کا لان خشک اور ویران تھا۔ البتہ سوکھی ہوئی گھاس ہر طرف

دیوار کی جڑ پر زور سے پیروار اور دیوار درمیان سے پھٹتی چل گئی۔ اب

نیچے جاتی ہوئی سیرھیاں صاف نظر آ رہی تھیں۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے نیچے اترتے چلے گئے۔

تقریباً میں سیرھیاں اترنے کے بعد ان کے سامنے ایک دیوار اور آگئی۔ وہ دونوں اس دیوار کے سامنے خاموش کھڑے ہو گئے۔ چند محوں بعد دیوار ایک سائینڈ میں ہو گئی اور وہ دونوں ایک طویل سانس لیتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔

یہ ایک کافی بڑا ہال تھا جس کے درمیان میں ایک بڑی سی میز کے گرد چار افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ جبکہ تین کریساں خالی تھیں۔

”بیلو۔ بیلو۔“....شیری اور بارٹن نے اندر داخل ہوتے ہوئے زور سے ہاتھ ھلاتے ہوئے کہا اور کریسوں پر بیٹھے ہوئے چاروں افراد نے بھی جواب میں ہاتھ ھلا کر انہیں بیلو کہا اور وہ دونوں ان چاروں کے ساتھ موجود دو خالی کریسوں پر بیٹھ گئے۔ اب صرف درمیان میں

رکھی ہوئی ایک کرسی خالی تھی۔ پہلے سے بیٹھے ہوئے چار افراد میں بھی ایک نوجوان عورت اور تین مرد تھے جن میں سے دو تو خاصے سدول اور بخاری جسم کے مالک تھے۔ جب کہ ایک سانپ کی طرح دبلا پٹلا اور لمبے قدم کا تھا۔

”کیسی ہو سما کا؟“....شیری نے پہلے سے بیٹھی ہوئی نوجوان لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اوہ لیں۔ تھینک یو شیری۔ تم سناو۔ بارٹن نے بور تو بہت کیا ہو گا۔“

.... سمکانے ہنتے ہوئے کہا۔

”بور... خدا کی پناہ... بارٹن سے توبات کرنا اپنی جان جلانے کے برابر ہے۔“....شیری نے مسکرا کر بارٹن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور بارٹن صرف مسکرا کر رہ گیا۔

”مس شیری!... آپ بھی تو بارٹن کے ساتھ ہی آنا پسند کرتی ہیں...“

کبھی ہمیں بھی اپنا ہمسفر ہونے کا اعزاز بخشنیں تو آپ کو پہلے کہ سفر ”یہ دونوں ہی بدذوق واقع ہوئے ہیں مس سما۔۔۔ کبھی میرے ساتھ کیسا پر لطف گرتا ہے۔۔۔ ایک نوجوان نے بہت ہوئے کہا۔۔۔ دلبے پتلے نوجوان نے

سفر کیجئے۔ میں آپ کو بھر پور عزت دونگا۔۔۔ دلبے پتلے نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔ ”یہ سما کا ہی بتا سکتی ہے۔۔۔ وہ یقیناً تمہارے ساتھ آتی ہو گی۔۔۔

”اور شاندار بے عزتی بھی سام کے ہاتھوں ہی وقوع پذیر ہو گی۔۔۔“ شیری نے بھی بہت ہوئے جواب دیا۔۔۔ ”دیجکٹی درست کہہ رہا ہے شیری۔۔۔ یہ بہنسا کر پا گل کر دیتا ہے۔۔۔“ شیری نے بہت ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر سب ہی ہنس پڑے۔۔۔

اسی لمحے دیوار ایک بار پھر درمیان سے ہٹی اور ایک لمبے تر گئے جسم کا مالک آدمی اندر داخل ہوا۔ وہ سر سے بالکل گنجاتھا اور چہرے پر خنثی اور پہنچنے والے ہوا تھا۔ اس کو اندر آتے دیکھ کر وہ سب خاموش ہو کر انھوں کے

سمکانے سرھلاتے ہوئے جواب دیا اور شیری اور جیکٹی دونوں ”صرف بہنسا ہی رہتا ہے سما۔۔۔ اوہ۔۔۔ پھر تو یہ بدذوق ہوا۔۔۔“ ایک اور گلٹھے ہوئے نوجوان نے زبان کھولی۔۔۔

”خدا کی پناہ جا کی!۔۔۔ تمہارے ذہن پر تو لڑکی کو پاس بیٹھنے دیکھ کر ہوئے۔۔۔“ سما نے بے اختیار کانوں کو ہاتھ لگاتے بھوت سوار ہو جاتا ہے۔۔۔“ سما نے بے اختیار کانوں کو ہاتھ لگاتے اس نے درمیانی خالی کرسی سنپھال لی۔ اور باقی سب بھی بیٹھنے والے ہوئے کہا اور نوجوان جا کی جھینپ کر کھسیانی ہنس کر رہ گیا۔۔۔

سب کی نظریں بارپ جبی ہوئے تھی جس کی سانپ جیسی کرنجی آنکھوں ”نبیں۔ وہ سا گالینڈ کی ایک خصوصی سا کاری تنظیم بلیک فورس کا سربراہ ہے۔ بلیک فورس کے کوڈ نام زیرہ سروس اور بلیک سروس بھی میں بے پناہ چمک تھی۔

”ڈارک کلب کو ایک اہم مشن درپیش ہے... اس لئے ٹاپ ممبرز کی یہ ہنگامی مینگ طلب کی گئی ہے۔“... گنجے چیف بارس نے کرسی پر بیٹھتے ہی سپاٹ لجھے میں کہا۔

”وہ کیا مشن ہے بارس!.... وضاحت کریں۔“.... سام نے زبان

فریدی۔ اور دوسرا پا کیشیا کا علی عمران۔ ان دونوں نے نجا نے کتنی بڑی بڑی تنظیموں کی گرد نیس مرودڑی ہیں۔ پوری دنیا کے جرائم پیشہ افراد میں یہ بات مشہور ہے کہ ان دونوں میں سے کسی سے بھی جو تنظیم انکرانی وہ دوسرا سائنس نہیں لے سکی۔ اور اس کریل فریدی کے قتل کا مشن ڈارک کلب کو سونپا گیا ہے۔“... چیف بارس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”باس!... یہ مشن پر ایکوٹ ہے یا مقدس مشن ہے۔“.... شیری نے

”ایشیا کا ایک ملک ہے سا گالینڈ... اس کی ایک انہائی خطرناک شخصیت کریل فریدی کے قتل کا مشن ہمیں سونپا گیا ہے۔“.... چیف بارس نے کہا۔

”کریل فریدی۔ کیا یہ سا گالینڈ کا سربراہ ہے؟“... سما کا نے حیرت بھرے لجھے میں پوچھا۔

پوچھا۔

گیا ہے۔”....چیف بس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے بس!... ہم سمجھ گئے... واقعی کریل فریدی کا قتل ضروری ہے... اور ڈارک کلب کے لئے یہ مشن باعث مررت ہو گا۔“... جیکٹی نے سر حالاتے ہوئے کہا۔

”یہ مقدس مشن ہے۔ جیوش آر گنازیشن کا مشن۔“.... چیف بس نے سر حالاتے ہوئے کہا۔

”لیکن بس!... جیوش آر گنازیشن کا کریل فریدی سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟“.... جاکی نے پوچھا۔

”ہاں!... اسی لئے تو چیر مین نے اس مشن کو ڈارک کلب کے ذمہ لگایا ہے... ورنہ تنظیم کے اور بھی بے شمار کلب ہیں۔ لیکن چیر مین کو یقین ہے کہ کریل فریدی ڈارک کلب سے بچ نہیں سکے گا۔“... چیف بس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”باس!... ایک آدمی چاہے وہ کتنا ہی خطرناک کیوں نہ ہو، ہمارے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا... ہم اسے حقیر چھسر کی طرح مسل کر کھو دیں گے... بس آپ سا گالینڈ چلنے کی تیاری کریں۔“... سام نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”بظاہر تو کوئی تعلق نہیں... لیکن تعلق پیدا ہو گیا ہے.... سا گالینڈ کے کریل فریدی کو آر گنازیشن کے خفیہ ہیڈ کوارٹر کا علم ہو گیا ہے اور آپ ہم سب جانتے ہیں کہ اس کی سزا موت ہے۔۔۔ اس کے علاوہ یہ

اطلاعات بھی ملی ہیں کہ کریل فریدی اس ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے سلسلے میں کوئی اقدام کر رہا ہے۔ چنانچہ اس سے پہلے کہ کریل فریدی اسے سلسلے میں کوئی اقدام کرے۔ اسے قتل کر دیا جائے... اور یہ کریل فریدی کی شخصیت کی اہمیت ہے کہ یہ مشن ڈارک کلب کے ذمہ لگایا

”باس!... آپ نے ابھی کہا ہے کہ کریل فریدی سرکاری تنظیم کا سربراہ ہو گیا۔ جیوش آر گنائزیشن کی اس تنظیم سے لکرا کر کریل فریدی نے ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر وہ جیوش آر گنائزیشن کے خلاف ذاتی ہیئت سے تو کام نہیں کر سکتا۔۔۔ اور جہاں تک مجھے معلوم ہے سا گالینڈ کے یہودیوں سے نہایت اچھے تعلقات ہیں۔ البتہ پاکیشیا ایک اسلامی ملک ہے وہ سرکاری طور پر جیوش آر گنائزیشن کے خلاف کام کر سکتا ہے۔ ان حالات میں کریل فریدی کیوں جیوش لمبی چوت پہنچانا چاہتے ہیں تاکہ جیوش آر گنائزیشن آئندہ سا گالینڈ کا رخ کرنے کا سوچے بھی نہیں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ چونکہ کریل فریدی مسلمان ہے اس نے اس نے ذاتی طور پر جیوش آر گنائزیشن کے خلاف کوئی اقدام کرنے کا فیصلہ کیا ہو۔۔۔ چیف باس نے کہا۔

”گلڈ!... بارش تمہارا سوال اچھا ہے۔ میں نے بھی اس پہلو پر بات کی تھی۔ مجھے تایا گیا ہے کہ جیوش آر گنائزیشن نے اپنے مخصوص مقاصد کے لئے سا گالینڈ میں موجود یورپنیم کی ایک کان سے خفیہ طور پر یورپنیم نکال کر لے جانے کا منصوبہ بنایا تھا جس کا علم کریل فریدی کو جے آپ لوگ معمولی بات سمجھ رہے ہیں یہ معمولی بات نہیں ہے۔

بلکہ ہو سکتا ہے کہ یہ مشن ڈارک کلب کا سب سے کٹھن۔ اور ہنگامہ خیز ہے۔ آپ اسے دیکھ لیں۔ ”... چیف بس نے کہا اور پھر جیب سے چند کاغذات نکال کر میز پر پھیلا دیئے اور سب گمبرزان کا گذات پر جھک گئے۔

-----  
غیر سالینہ پہنچ گئے تو شاکنڈا ائر پورٹ پر ہی ہمیں گھیر لیا جائے۔ اس لئے اس مشن کے لئے ہمیں انتہائی سوچ بچار کے بعد کوئی لا جھ عمل تیار کرنا پڑے گا۔ ایسا لا جھ عمل جو ہمیں کامیابی سے ہمکنار کر سکے۔ ”... چیف بس نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

”باس!... مجھے حیرت ہے کہ آپ ڈارک کلب کے چیف ہو کر اسی بات کر رہے ہیں۔ کریل فریدی بدروج ہو، یا انسان۔ ڈارک کلب کا سے مرعوب کر دینا چاہتا تھا۔ لڑکی بے حد خوبصورت اور اس کے ساتھ مقابلہ کہاں کر سکتا ہے۔ ”... سماں نے بر اسامنہ بناتے ہوئے کہا۔ ”اس بات کا علم تمہیں وہاں پہنچنے پر خود بخوبی ہو جائے گا۔ فی الحال کوئی تو کیپٹن جیما اسے دیکھنے ہی رجھ گیا اور پھر کیپٹن جیما نے اسے دوسرا روز کیفیت میں ملاقات پر آمادہ کر ہی لیا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ بات سمجھانا بیکار ہے۔ میں نے اس مشن کے لئے ایک لا جھ عمل تیار کیا

گذشتہ دو گھنٹوں سے تیاری کے چکر میں تھا۔ مسرت اس کے چہرے پڑے۔... کیپٹن حمید نے براسامنہ بناتے ہوئے کہا۔ اسے دراصل سے نمایاں تھی۔ اور آنکھوں میں بے پناہ چمک تھی۔ یہ اس کی فطرت تھی کہ جب بھی اس کی ملاقات کسی نئی لڑکی سے ہوتی وہ اسی طرح لطف انداز ہوتا تھا۔ پھر جیسے جیسے ملاقاتیں بڑھتی جاتیں، اس کی دلچسپیاں بھی اسی مناسبت سے کم ہوتی چلی جاتی تھیں اور یہ پہلی ملاقاتات تھیں اس لئے وہ فطرت کے مطابق بیحد خوش تھا۔

”آج پتہ چلے گا شہلا کو کہ کیپٹن حمید اس کے خوابوں کا شہزادہ ہے یا نہیں۔ اگر رات کی نیند یہ نہ اڑادوں تو نام بدل دوں گا۔“... کیپٹن حمید نے مسرت بھرا نداز میں سیٹی بجا تے ہوئے کہا۔

”کیا نام رکھو گے؟“.... اچانک دروازے سے کرٹل فریدی کی آواز سنائی دی اور کیپٹن حمید تیزی سے مڑا۔

”آپ!... آپ تو کہیں گئے ہوئے تھے۔ پھر اچانک کہاں سے پہکچ گئی کہو۔ آج میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔“... کرٹل فریدی نے

خطرہ تھا کہ کرٹل فریدی اس کا پروگرام نہ تباہ کر دے۔

”مجھے جیسے ہی اطلاع ملی کہ کیپٹن حمید نے کوئی نیا شکار پھنسایا ہے، میں فوراً ہی واپس آگیا۔ تاکہ مجھے بھی تو پتہ چلتے کہ کیپٹن حمید صاحب کے ذوق نے کہاں تک ترقی کی ہے۔“.... کرٹل فریدی نے اندر آ کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے شوخ سے لبھے میں کہا۔

”کیا گھیا زبان استعمال کر رہے ہیں آپ۔ نجانے کن لوگوں میں آپ کا اٹھتا بیٹھتا ہو گیا ہے کہ زبان ہی گندی ہو گئی ہے۔ شکار پھنسانا شرف اکی زبان ہے کیا۔“... کیپٹن حمید نے براسامنہ بناتے ہوئے کہا۔

”اور کسی لڑکی کو محبت کا دھوکہ دینا تو شرف اکی ہی عمل ہے۔ بہر حال تم جو

کچھ بھی کہو۔ آج میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔“... کرٹل فریدی نے

برامنائے بغیر مسکراتے ہوئے کہا۔

اس لڑکی شہلا سے تمہاری پہلی ملاقات ہے۔”...کرٹل فریدی نے  
وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”میرے ساتھ!....یہ کیسے ہو سکتا ہے...میں تو پاگل خانے جا رہا  
ہوں۔”....کیپشن حمید نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

”اوہ!...اب آپ کو اپنا نام شر لاک ہومز رکھ لینا چاہیے۔”...جمید نے  
جھینپتے ہوئے کہا۔

”اگر کیفے دلبھار پاگل خانہ ہے تو پھر تمہیک ہے۔ اچھی جگہ ہے۔”...  
کرٹل فریدی نے پہنچتے ہوئے کہا۔

”چلو اب جلدی کرو۔ تمہیں دیر ہو رہی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ شہلا بور  
ہو کر چلی جائے۔”...کرٹل فریدی نے کہا۔

”آپ کو یہ سب باتیں کس نے بتائی ہیں۔ آخر یہ کون ذات شریف  
ہیں کہ جو میری مخبری کرتے رہتے ہیں۔”...کیپشن حمید نے حیرت  
مجھرے کچھ میں کہا۔

”لیکن ایک بات کان کھول کر سن لیں۔ آپ میرے ساتھ نہیں  
جائیں گے۔”...کیپشن حمید نے پیشانی پر تیوریاں ڈالتے ہوئے کہا۔

”وہ کیوں۔ میں تو بس وہاں بیٹھ کر تمہاری ایکنگ دیکھوں گا۔ تمہاری  
زبان سے جھٹر نے والے پھول گنوں گا۔”....کرٹل فریدی نے  
مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہرگز نہیں.... آپ کے وہاں بیٹھنے کے بعد ہمیں کون پوچھے گا۔

”اگر قیامت کے دن انسان کے ہاتھ پاؤں اور زبان اس کے اعمال  
کی گواہی دے سکتے ہے۔ تو پھر یہاں دینا میں ایسا کیوں نہیں  
ہو سکتا۔ تم نے کیفے دلبھار میں سینیں بک کر انہیں ٹیلیفون پر۔  
اور تمہاری تیاری اور چہرے پر پھیلا ہوا سرت کار نگ بترہا ہے کہ

نجانے یہ لڑکیاں کس مٹی کی بنی ہوئی ہیں کہ آپ جیسے بور آدمی انہیں  
یکخت پسند آجاتے ہیں۔“...کیپشن حمید نے براسامنہ بناتے ہوئے  
کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔“...کیپشن حمید نے بے بُسی سے ہونٹ  
کائتے ہوئے کہا۔

”لیکن میں نے تو فیصلہ کیا ہے کہ آج میں تمہارے ساتھ ضرور جاؤں  
گا۔ اگر تم مجھے ساتھ نہ لے گئے تو میں خود وہاں پہنچ جاؤں گا۔ اگر  
کردہ ہے ہو....میری طرف سے ابھی چلے چلو۔“...کریل فریدی نے  
اس کے بعد مجھے وہاں بیٹھنے سے کون روک سکتا ہے۔“...کریل فریدی  
سبحیدہ لجھے میں کہا۔

”آپ رک نہیں سکتے۔“...کیپشن حمید نے کہا۔

”اگر یہ بات ہے تو پھر یہ پروگرام ہی کیفی۔ میں شہلا سے بعد میں  
تو معدرت کر سکتا ہوں۔ لیکن آپ کے ساتھ بیٹھ کر اس کے شکل دیکھنا  
بھی گوارانہ کروں گا۔“...کیپشن حمید نے غصیلے لجھے میں کہا۔

”یوں کہو کہ میرے وہاں بیٹھنے کے بعد وہ تمہاری شکل دیکھنا گوارانہ  
کرے گی۔“...کریل فریدی نے بتتے ہوئے کہا۔

کرنے پر تلاہوا تھا۔

”اوہ! .... کیا مصیبت ہے... کس عذاب میں پھنس گیا ہوں یا اللہ!...“ گیا۔

کیا میرے لئے اس ساری دنیا میں یہی ہارڈ سٹون ہی رہ گیا تھا؟“  
کیپشن حمید اب واقعی زندگی کا تھا اور کریل فریدی اس کے انداز پر  
چہقہہ مار کر پھس پڑا۔  
”اوہ جان پچھی سو لاکھوں پائے... خوانخواہ نئی مصیبت کھڑی کر دی  
تھی۔“.... کیپشن حمید نےطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور  
پھر وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف لپکا اور چند لمحوں بعد اس

کی خوبصورت پورٹس کا روٹھی سے نکل کر تیزی سے کیفے ڈبھار میں  
نہیں آئے گا۔ کیونکہ کریل فریدی جو بات کہ دے وہ پتھر کی لکیر ہوتی  
تھی۔“.... کریل فریدی نے کہا۔  
”جس کھدر ہے ہیں آپ... بعد میں آ تو نہیں جائیں گے؟“.... کیپشن

حمدی نے یقین نہ آنے والے لمحے میں کہا۔  
کیفے ڈبھار کی پارکنگ میں کار روک کر کیپشن حمید تیز تیز قدم اٹھاتا ہاں

کی طرف بڑھ گیا۔ شستے کا گھومنے والا دروازہ کر اس کر کے وہ جیسے ہی  
ہاں میں داخل ہوا۔ اس کی نظریں تیزی سے ہاں کا جائزہ لینے لگیں اور  
دوسری لمحے اس کے لبوں پر مسکراہٹ ریکھ گئی۔ شہلا ہاں کے انتہائی  
کونے میں اکیلی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کی نظریں بھی گیٹ پر جمی ہوئی  
بے اثر ہو گئی۔“.... کریل فریدی نے کہا اور اٹھکر کمرے سے باہر چلا

تھیں۔ کیپشن حمید کو بھی اس نے شاندہلی کیجا لیا تھا اس نے اس نے دور سے ہاتھ ہلا کر اسے اپنی طرف متوجہ کر لیا تھا۔ کیپشن حمید تیز تیز قدم اٹھاتا شہلا کی طرف بڑھ گیا۔

”ہیلو کیپشن!..... بہت وجدیہ اور سمارٹ لگ رہے ہو۔“..... شہلا نے پیار بھرے لبجے میں کیپشن حمید سے مخاطب ہو کر کہا اور کیپشن حمید کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے کانوں میں شہد پکا دیا ہو۔

”تعريف کا شکریہ میں شہلا!..... لیکن تمہاری تعریف کے لئے تو میرے پاس الفاظ ہی نہیں ہیں۔ خوبصورتی۔

ڈکشی۔ حسن۔ قیامت۔ یہ سب الفاظ تمہارے حسن کا احاطہ نہیں کر سکتے۔“..... کیپشن حمید نے کری پر بیٹھتے ہوئے کہا اور شہلا نے شرما کر منہ جھکا لیا اس کا چہرہ تعریف کے اس خوبصورت انداز پر گھنار ہو گیا تھا۔

”آپ تو شاعر ہیں... کس قدر خوبصورت الفاظ استعمال کرتے ہیں۔“..... شہلا نے شرماتے ہوئے کہا۔

”میں صرف الفاظ کا ہی عادی نہیں ہوں۔ حسن کو عملی خراج تھیں بھی ادا کر سکتا ہوں۔ آئیے ساحل سمندر پر چلیں۔ کیا خیال ہے۔“..... کیپشن حمید نے سینہ پھلاتے ہوئے کہا۔

”ساحل سمندر پر۔ اوہ ضرور۔ آج تو چودھویں ہے۔ سمندر کا حسن تو آج عروج پر ہو گا۔“..... شہلا کی آنکھیں خوابناک ہو گئیں اور کیپشن حمید کی سرت کے باعث باچھیں کانوں تک پہنچ گئیں اسے یقین نہ تھا کہ شہلا اتنی جلدی مان جائے گی۔

”شکریہ میں شہلا!..... ویسے چودھویں کا حسن صرف آپ کی وجہ سے دو بالا ہو گا۔ آپ کے بغیر تو چودھویں کی رات اندر ہیری ہی لگتی ہے۔“..... کیپشن حمید نے تھیسجھ عاشقانہ انداز میں کہا۔ اور پھر اس نے

ویژر کو بلایا۔ ویژر چونکہ کیپشن حمید کو اچھی طرح جانتے تھے اس لئے وہ اس وقت تک کیپشن حمید کی میز کے قریب نہ آتے تھے جب تک انہیں وہ خود کال نہ کرتا۔

”لیں کیپشن“... ویژر نے قریب آ کر مودبانہ لبھے میں کہا۔ ”لامم جوس لاو“... کیپشن حمید نے ویژر سے کہا اور ویژر سر حالات ادا پس گفتار کا عادی تھا۔ خوبصورت لڑکیوں کی تعریف کرنا۔ ان کے ساتھ گھومنا پھرنا۔ انہیں محبت کا فریب دینا۔ بس اس کی تفریخ یہیں تک مڑ گیا۔

”آپ کیپشن ہیں ... فوج میں ہیں آپ؟“... شہلا نے حیرت سے ”محمد وحشی۔“ آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

”ارے نہیں مس شہلا!... میں اپنے محلے کی کرکٹ ٹیم کا کیپشن ہوں۔“ ساحل مندر کی طرف روانہ ہو گیا۔

”آپ کی شخصیت کی طرح آپ کی گاڑی بھی بے حد شاندار ہے۔“ کیپشن حمید نے بہتے ہوئے کہا اور شہلا کی مترجم بنسی سے ہال میں کافی کی گھنٹیاں سی نجاح انھیں۔

ویژر نے تھوڑی دیر بعد لامم جوس کے دو گلاں ان دونوں کے سامنے سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”اور ساتھی بھی کم حسین نہیں۔ کیوں شہلا!..... تمہیں شاکر خود اپنے حسن کا احساس نہیں۔ کبھی میری نظروں سے خود کو آئیتے میں دیکھو تو

لیقین کرو، رشک سے مر جاؤ۔“..... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور شہلا کا چہرہ اور بھی زیادہ گلنار ہو گیا۔ وہ اتنی میٹھی نظروں سے جیسے اس حیرت کے ساتھ ساتھ خوف بھی محسوس ہونے لگا ہو۔ حمید کو دیکھنے لگی کہ حمید کا دل بے اختیار دھڑک اٹھا۔ یہ شہلا کی پر دگی کی آخری منزل تھی اور حمید اس منزل سے خوف کھاتا تھا۔ اس نے فوراً ہمیں موضوع بدل دیا۔

”مس شہلا!..... نام تو آپ جانتے ہی ہیں۔ میرے ڈیڈی وزارت ساتھ وہ ہزاروں بار پر یتم داس انڈر سیکریٹری کے ہاں گیا تھا۔ کرنل فریدی کے سرحدات میں انڈر سیکریٹری ہیں۔ پر یتم داس ان کا نام ہے۔“..... شہلا فریدی کے اس سے بے حد اچھے تعلقات تھے۔ لیکن آج تک نہ ہی ز مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اوہ!..... تو آپ پر یتم داس کی صاحزادی ہیں... لیکن آپ اب تک ”میں اپنی مہمانی کی ساتھ گواہیں رہتی ہوں۔ مہمانی بے اولاد ہیں۔ کہاں چھپی رہیں۔ میں تو سینکڑوں بار آپ کے گھر گیا ہوں۔ آپ انہوں نے مجھے گود لے رکھا ہے۔ اور اب میں انہی کی بیٹی

”آپ جانتے ہیں ڈیڈی کو؟“..... شہلا کا چہرہ یکخت بدلتا تھا۔ جیسے اس حیرت کے ساتھ ساتھ خوف بھی محسوس ہونے لگا ہو۔ ”ارے اس میں بھرا نے والی بات کوئی ہے۔ پر یتم داس سے ہمارے بڑے پرانے تعلقات ہیں۔ تقریباً خاندانی تعلقات ہیں۔ لیکن آپ“..... کیپٹن حمید واقعی حیران تھا۔ کیونکہ کرنل فریدی کے

ہوں۔”....شہلا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے چہرے کا آنے لگ گئے۔ یہ بُس تھے۔ رومان پسند جوڑوں کیلئے۔ ان بُس کو رنگ بحال ہو گیا تھا۔

”اوہ اچھا تو یہ بات ہے۔“ کیپشن حمید نے طویل سانس لیتے ہوئے ”ارے۔ یہ تو بہت ہی خوبصورت جگہ ہے۔“....شہلا نے مسکراتے کہا۔

ساحل سمندر پر خاصارش تھا۔ کیپشن حمید ایک ٹکبیں جانتا تھا جہاں اور کیپشن حمید نے سر حالاتے ہوئے کارا یک سائیڈ میں روک دی۔ ان دونوں کے علاوہ اور کوئی نہ ہو سکتا تھا۔ وہ کار کو ایک سائیڈ پر ریت وہاں تک چار کاریں اور بھی موجود تھیں۔

”آؤ شہلا!..... یہ مقام محبت ہے۔“ کیپشن حمید نے شہلا کا ہاتھ میں لے گیا۔

”آپ کہاں جا رہے ہیں۔“....شہلا نے حیرت بھرے انداز میں پکڑتے ہوئے کہا اور وہ دونوں اس طرح چلتے ہوئے بُس کی طرف بڑھتے گئے۔

ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”گھاریئے مت!.... سمندر کا اصل حسن دکھانے لے جا رہا ہوں۔“ تمام بُس تاریک پڑے تھے حالانکہ کاروں کی موجودگی بتاری تھی کہ وہاں لوگ موجود ہوں گے۔ لیکن حمید ان بُس کی اصل کارگزاری کافی فاصلے پر ساحل کے ساتھ ساتھ بے ہوئے خوبصورت کرنے نظر جانتا تھا اس لئے اسے تمام بُس میں تاریکی دیکھ کر حیرت نہ ہوئی البتہ

وہ چوکیدار کی تلاش میں ادھر ادھر نظریں گھمارتا تھا۔ لیکن چوکیدار کہیں ہٹ کے قریب لے آیا۔ جو باقی بہس سے علیحدہ بنا ہوا تھا اور ان سے خاصاً بڑا تھا۔

ابھی وہ بہس کے قریب پہنچے ہی تھے کہ ایک لمبا ترین گا آدمی اندر ہیرے سے نکل کر ان کی طرف آیا۔ اس نے پتلون اور شرٹ پہن پاک۔ آپ کی طبیعت خوش ہو جائیگی۔ ”...نو جوان نے کہا اور آگے رکھی تھی۔

”ہٹ چاپیے صاحب؟“.....اس آدمی نے قریب آ کر مسکراتے اس نو جوان کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ اور نو جوان نے مسکراتے ہوئے سرخلا دیا۔

”حمدی صاحب!... سیرنہ کی جائے۔“... اچانک شہلانے قدرے گھرائے ہوئے لجھ میں کہا۔

”سیر بھی کر لیں گے جامن۔“... حمید نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ شہلانا کا ہاتھ پکڑے ہٹ میں داخل ہوا۔ اس نے اندازے کے مطابق سرخلاتا ہوا اس کے ساتھ چل پڑا۔ نو جوان اسے ایک الگ تھلگ

ہاتھ بڑھا کر بچلی کا سونچ آن کیا اور دوسرے لمحے ہٹ تیز روشنی سے منور ہو گیا۔

مکاری سے بھر پور نظر آ رہا تھا۔  
”کون ہوتا۔ اور یہ کیا ہے۔“... حمید نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔  
وہ چونکہ خالصاً تفریح کے لئے آیا تھا اس لے اس کی جیب میں روپ اور  
تک موجود نہ تھا اور نہ ہی اس کے ذہن کے کسی گوشے میں یہ تصور تھا  
کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے اس لئے اس کے چہرے پر حیرت جیسے ثابت ہو  
کر رہ گئی ہو۔ لیکن اس کے چہرے پر صرف حیرت تھی۔ خوف کی کوئی  
بھلک موجود نہ تھی۔

”کیپٹن حمید!۔ تمہارا شکار کھیلا گیا ہے۔ اور شہلا کو بطور چارہ استعمال  
کیا گیا ہے۔ ہمیں معلوم تھا کہ تم شہلا کو لے کر یہیں آؤ گے۔ اس لئے  
ہم تمہارے استقبال کے لئے پہلے سے یہاں موجود تھے چوکیدار کو ختم  
کر دیا گیا ہے۔ اور یہ سارے بُس خالی ہیں۔ اس لئے تمہارے  
چین و پکار یہاں کوئی سننے والا نہیں۔ اور ہم یہاں صرف پانچ افراد ہی

”گڈ شہلا۔ ویری گڈ۔“.... اچا کنک ایک آواز ابھری اور کیپٹن  
حمید بری طرح اچھل پڑا۔ وہ حیرت سے ادھراً ہڑد کیہر رہا تھا۔ اور پھر  
اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ ہٹ میں چار مسلح افراد  
موجود تھے۔ لمبے تر ٹگے۔ سدول جسموں والے۔ ان کے ہاتھوں  
میں شین گئیں تھیں۔

حمدید نے تیزی سے مرکرا پنے پیچھے دروازے کی طرف دیکھا تو وہ  
نو جوان چوکیدار دروازے میں موجود تھا۔ اس کے ہاتھ میں بھی  
روپ اور موجود تھا۔  
اندر داخل ہوتے ہی شہلا بدق کر ایک طرف ہو گئی تھی۔ اس کے ہاتھ  
میں بھی اب روپ اور چمک رہا تھا۔ اور اس کا حسین چہرہ عیاری اور

نہیں۔ ہمارے آئندھا ساتھی ہبٹ کر باہر بھی موجود ہیں۔ ”... ایک بڑی کچھ میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔ کپیشن حمید بجلی کی تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلا اور دوسرے لمحے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن مقصد کیا ہے تمہارا۔ کیا چاہتے ہو۔ ”... کپیشن حمید نے ”لیکن مقصود کیا ہے تمہارا۔ کیا چاہتے ہو۔ ”... کپیشن حمید نے سر حالاتے ہوئے کہا۔

”اب ہم نے کرنل فریدی کا شکار کھینا ہے اور تمہیں اب طور چارہ استعمال کے حلق سے ایک تیز چیخ نکل گئی۔ اسے یوں محسوس ہوا کہ جیسے اس کریں گے۔ سمجھے کپیشن صاحب!... ہمارا اتعلق ڈارک کلب سے کے سینے میں کوئی گرم سلاخ گھستی چلی گئی ہو۔ حمید نے نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسے یکخت اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا اور پھر اس مسکراتے ہوئے کہا۔

”ڈارک کلب... میں نے تو پہلے اس کلب کا نام کبھی نہیں سن۔ ہو گئے۔

بہر حال تم منہ دھور کھو۔ کپیشن حمید یا کرنل فریدی اتنے زم کشکار نہیں کہ تم ”اخھاؤ اسے۔ ابھی مرنا نہیں چاہیے اسے۔ ”... اچانک ایک مدم جیسی اور مزیاں ان کا شکار کھیل سکیں۔ ”... کپیشن حمید نے بڑے مطمئن سی آواز حمید کے ذوبتے ہوئے ذہن سے ٹکرائی اور یہ آخری آواز تھی

جو اس کے شعور میں محفوظ تھی۔ اس کے بعد کیا ہوا۔ اسے کچھ معلوم نہ سلیمان اسے یقیناً و اپس گھر چھوڑ آیا ہو گا۔ ہو سکا۔

عمران بیڈ پر لیٹ گیا۔ اس کے ذہن میں ابھی تک دعوت میں ہونے

والے ہنگاموں کی بازگشت سنائی دے رہی تھی کہ اچانک قریب ہی

عمران دعوت سے فارغ ہو کر رات گئے واپس فلیٹ میں پہنچا تو وہ بے

تپائی پر پڑے ہوئے شیلیفون کی گھنی نج اٹھی اور عمران چونک پڑا۔

رات کے پچھلے پھر کسی کال کی آمد اس کے لئے جیران کن ہی تھی لیکن حد تھکا ہوا تھا۔ ہوٹل میں خوب ہنگامے رہے اور سیکرٹ سروس والوں

بہر حال اس کے رسیور اٹھا لیا۔

”تجدد گزار علی عمران بول رہا ہوں۔“.... عمران نے رسیور منہ سے

لگاتے ہوئے کہا۔

پہن کروہ اپنے بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔ سلیمان اپنے کمرے میں سویا ہوا ”تجدد گزار۔ وادہ!۔ کیا خوبصورت القاب ہے۔ حاجی تو سنتے

آئے تھے لیکن تجد گزار۔ یہ واقعی نیا القاب ہے۔“.... دوسرا طرف

سے کرٹل فریدی کی چمکتی ہوئی آواز دی اور عمران اس وقت کرٹل

فریدی کی آواز سن کر جیران رہ گیا۔

سلیمان اسے یقیناً و اپس گھر چھوڑ آیا ہو گا۔ ہو سکا۔

عمران دعوت سے فارغ ہو کر رات گئے واپس فلیٹ میں پہنچا تو وہ بے

تپائی پر پڑے ہوئے اور سیکرٹ سروس والوں

نے آج اس کی جیب سے جی بھر کر انقام لیا تھا۔ لیکن عمران کے لیوں

پر مسکرا ہبھت تھی۔ بڑے عر سے بعد اس قدر پر لطف وقت گذار اتھا۔

فلیٹ میں پہنچنے ہی اس نے کپڑے بدے اور پھر شب خوابی کا لباس

چھکا کرہ اپنے بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔ سلیمان اپنے کمرے میں سویا ہوا

تھا۔ عمران جاتا تھا کہ اس کی بہن طربا واپس چلی گئی ہو گی۔ کیونکہ

عمران رات کے وقت کسی لڑکی کو اپنے فلیٹ میں رہنے کی اجازت

دینے کا قابل نہ تھا چاہے وہ سلیمان کی بہن ہی کیوں نہ ہو۔ اور

”ارے کرٹل آپ!... اس وقت ٹیلیفون کسی تہجد گذار کو ہی کیا جاسکتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”اور یہ بھی کہو کہ کوئی تہجد گذار ہی کر سکتا ہے۔ بہر حال مغرب کی نماز سے میں تمہارے فلیٹ کا نمبر گھمارہ ہا ہوں۔ لیکن کوئی جواب ہی نہیں ملا گے۔ بہر حال عمران! ... کبھی جیوش آر گنائزیشن کا نام سنابہ تم نے۔“ کرٹل فریدی نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”تو پتوبہ!... تہجد کے وقت کن مردوں لوگوں کا نام لے رہے ہیں آپ!... جس قوم سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو۔ بھلا اس سے مجھے جیسے گنبدگاروں کا کیا تعلق۔“... عمران نے جواب دیا لیکن اس کی آنکھوں میں ایک چمک سی ابھری تھی۔

”تو تم نہیں جانتے اسے۔ میرا بھی یہی خیال تھا۔ اچھا ٹھیک ہے۔ بس میں نے یہی پوچھنا تھا۔ اب تم اطمینان سے تہجد کی نماز ادا بھی پوری کر دی جائے کہ ان کا بیٹا نمازی بن جائے۔ مالی طور پر نہ

کرو۔”... دوسری طرف سے کرٹل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

آپ جیسے کرخت صنف کو بھی راہ پر لگا رکھا ہے۔ بڑی ترقی کی ہے اس نے۔ بہر حال یہ جیوش آر گنا نیزیشن کا کیا قصہ ہے۔”... عمران

نے اصل مطلب پر آتے ہوئے کہا۔ وہ اس خوفناک تنظیم کا نام کرٹل

فریدی کے منہ سے سن کر چونک پڑا تھا۔

”ارے ارے۔ وہ تو میں نے پڑھی لی۔ لیکن یہ پچھلی رات آپ کو

جیوش آر گنا نیزیشن کیسے یاد آگئی۔ کہیں کسی چلے میں تو نہیں ڈر گئے۔

دیے کرٹل صاحب!... مجھے جیسے پیر کی آشیر با دچلہ شروع کرنے

سے پہلے حاصل کر لیا کیجئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی روز کوئی بدروج چلے

کے دوران ہی آپ کا گامہ نہ دبادے۔”... عمران نے مسکراتے ہوئے

چکھلے دنوں جیوش آر گنا نیزیشن کی ایک تنظیم سے میر اساقہ پڑا گیا تھا۔

جواب دیا۔

اور مجھے ان سے ایک ایسا راو ملا ہے کہ تم سنو گئے تو اچھل پڑو گے۔“

کرٹل فریدی نے کہا۔

”میرے لئے تو ایک ہی بدروج کافی ہے۔ کیپشن حمید۔ اس کے بعد

”میں تو سننے سے پہلے ہی اچھل رہا ہوں۔ صبح کی ورزش تو آپ

باقی بدروحوں کا مجھ سے کیا تعلق رہ سکتا ہے۔ تم فکر نہ کرو کیپشن حمید تم

جانتے ہیں میری عادت ہے۔”... عمران نے کہا۔

سے بڑا پیر ہے۔”... کرٹل فریدی نے ہستے ہوئے کہا۔

”مجھے ان کے خفیہ ہیڈ کواٹر کی سن گن ملی ہے۔ اور میں سوچ ہی رہا تھا

”اچھا!... میں تو آج تک یہی سمجھتا رہا تھا کہ کیپشن حمید صنف

نازک کا پیر ہے۔ آج پتہ چلا کہ اس نے

پہنچانے یہاں ساگالینڈ میں آن پہنچے۔” کرنل فریدی نے جواب کی فال ضرور ہو گی۔” ... کرنل فریدی نے یک لفظ سخیدہ ہوتے ہوئے دیا۔

”خود آپنے اونیس بھی معلوم ہو گیا ہو گا کہ کرنل فریدی ان کے مقدس راز سے آگاہ ہو گیا ہے۔ اور ان کے قانون کے مطابق اب کرنل فریدی کا قاتل مقدس مشن بن گیا ہو گا۔ بہر حال آپ بھرا یئے بات اس میں موجود نہیں ہے۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ اسے جیوش نہیں۔ کیپن حمید سمیت یہاں میرے پاس آ جائیے۔ میں آپ کے گرد ایسا جلاںی حصار قائم کر دوں گا کہ کوئی بدروج اس حصار میں جھانک بھی نہ سکے گی۔ لیکن تجدب بہر حال آپ دونوں کو پڑھنی ہی پڑے گی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”دعوت کا شکر یہ!... ضرورت پڑی تو تمہارے حصار کو بھی آزماؤں گا۔ میرا ایلیفون کرنے کا مقصد اور تھا۔ جیوش آر گناہ زیشن کی ایک خفیہ تنظیم ہے ڈارک کلب۔ اس کے متعلق اگر تمہارے پاس کوئی دی ہے۔“ ... کرنل فریدی نے کہا۔

”لیکن ہوا کیا۔ کچھ مجھے بھی تو بتائیے۔“ ... عمران نے بے چینی سے پوچھا۔

کہ وہ اپنا شکار خود کھیل سکے۔ بہر حال آفر کا شکر یہ۔ خدا حافظ۔“ ... دوسری طرف سے کرنل فریدی نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

عمران چند لمحے رسیور ہاتھوں میں پکڑے خاموش بیٹھا رہا۔ اس کی فراخ پیشانی پر شکنیں نمودار ہو گئی تھیں۔ اس نے جیوش آر گن نیشن کے متعلق بہت کچھ سن رکھا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ یہودیوں کی یہ خفیہ تنظیم یہودی سلطنت کے قیام کے لئے کام کر رہی ہے اور ان کا مطلب کہا۔

”اوہ کرنل فریدی!... اگر ایسی بات ہے تو احتیاط کرنا۔ یہ لوگ بے نظر تقریباً آجھی دنیا پر یہودی سلطنت کا قیام ہے۔ اور پاکیشیا کو بھی انہوں نے اپنی سلطنت کے نقشے میں شامل کر رکھا ہے۔ لیکن چونکہ ان کی کوئی تنظیم پاکیشیا میں سامنے نہ آئی تھی اس لئے اس نے بھی ان کے متعلق نہ سوچا تھا۔ لیکن اب کرنل فریدی کی بات سن کر اسے یقین آگی تھا کہ یہ لوگ یقیناً سا گالینڈ کے ساتھ ساتھ پاکیشیا میں بھی کام

”ہونا کیا ہے۔ مجھے اطلاعات ملی ہیں کہ ڈارک کلب میرے قتل کا مشن لے کر سا گالینڈ آ رہا ہے یا آ چکا ہے۔ میں نے سوچا کہ اگر اس کے متعلق کچھ تفصیلات کا علم ہو جائے تو کام کرنے میں آسانی رہے گی۔“ ... کرنل فریدی نے سرسری سے لبجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ کرنل فریدی!... اگر ایسی بات ہے تو احتیاط کرنا۔ یہ لوگ بے حد خطرناک ہیں۔ آ جکل میں فارغ ہوں۔ اگر کہو تو شکار کھیلنے میں تمہارے پاس آ جاؤں۔ فکر نہ کرو۔ میں اپنی بندوقیں اپنے ہمراہ لے آؤں گا۔“ ... عمران نے کہا۔

”ارے نہیں۔ ابھی کرنل فریدی کے بازوؤں میں اتنا دم موجود ہے آگیا تھا کہ یہ لوگ یقیناً سا گالینڈ کے ساتھ ساتھ پاکیشیا میں بھی کام

کر رہے ہوں گے۔

پاکیشیا ایک اسلامی ملک ہے اور ان کی نظروں میں سا گالینڈ سے زیادہ کیپٹن حمید کی انکھیں بھلی تو اس نے اپنے آپ کو ایک ہڑے سے کرے پا کیشیا کی اہمیت ہو گی۔ اور اب تک ان میں سے کسی کے سامنے نہ آنے سے ظاہر تھا کہ ان کا کام انتہائی خفیہ طور پر جاری ہو گا۔ اور یہ عمران کے نقطہ نظر سے انتہائی خطرناک بات تھی۔ یہ لوگ کسی بھی وقت پاکیشیا کی سلامتی کو نقصان پہنچا سکتے تھے۔

عمران سوچ رہا تھا کہ اسے یقیناً ان کا کھون لگانا چاہیے ورنہ یہ لوگ کسی بھی وقت آئیں کے سانپ ثابت ہو سکتے تھے۔ لیکن چونکہ یہ کام سرکاری طبع پر نہ ہو سکتا تھا اس لئے اس نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ خود ذاتی طور پر سا گالینڈ جا کر قتل فریدی کے ساتھ کام کرے گا۔ وہاں سامنے تھا اور بند تھا۔

”یہ اُرک کلب کہاں سے آن پکا؟“..... کیپٹن حمید نے سوچا اس سے اُن کے اس گروپ کا یقیناً کھون لگ جائے گا جو پاکیشیا میں کام کر رہے ہوں گے۔ چنانچہ یہ فیصلہ کر کے اس نے مکمل اپنے سر پر کھینچ

لیا۔ وہ صبح سا گالینڈ جانے کا فیصلہ کر چکا تھا۔

کیپٹن حمید کی انکھیں بھلی تو اس نے اپنے آپ کو ایک ہڑے سے کرے میں ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے پایا۔ اس کی دونوں ٹانگیں کرسی کے پائیوں کے ساتھ بندھی ہوئی تھیں اور دونوں ہاتھ پشت پر باندھ کر اس کے اوپری جسم کو بھی کرسی کے ساتھ باندھ دے گیا تھا۔ اس کے سینے میں اب بھی بِلکا بِلکا درد تھا۔ اس نے سر جھکا کر دیکھا تو اس سینے پر باقاعدہ پٹی بندھی ہوئی نظر آئی۔ کمرے میں وہ اکیلا تھا اس کرسی کے علاوہ پورے کمرے میں اور کوئی چیز موجود نہ تھی۔ کرسی کے پائے زمین میں نصب تھے۔ کمرے کا اکلوتا دروازہ اس کی آنکھوں کے سامنے تھا اور بند تھا۔

”یہ اُرک کلب کہاں سے آن پکا؟“..... کیپٹن حمید نے سوچا اس سے پہلے تو اس نے کبھی اس کلب کا نام نہ سنا تھا۔ ان لوگوں کے لجھے

سے تو اس نے یہی اندازہ لگایا تھا کہ یہ مقامی لوگ ہیں۔ اس پوچھا۔

”ارے نہیں کیپٹن!... میرا بھلاڑا کلب سے کیا اعلق؟... میں کام مطلب تھا کہ یہ کوئی مقامی سطح کی تنظیم ہے۔ لیکن اتنی بات وہ جانتا نے تو یہ نام وہیں ہے۔ میں پہلی بار سنتا تھا۔۔۔ مجھے تو صرف اتنا بتایا گیا تھا کہ تم کوئی بہت تکڑی آسامی ہو۔ تم سے موئی رقم حاصل کرنی افریدی پر ہاتھ دلانے کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ پھر آخر یہ کون لوگ ہیں ابھی وہ یہی سوچ رہا تھا کہ دروازہ کھلا اور کیپٹن حمید شہلا کو اندر آتے دیکھ کر چونک پڑا۔

”مجھے افسوس ہے کیپٹن!... ان لوگوں نے تمہارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ حالانکہ تم جیسے و جیہہ شخص کے ساتھ شایان شان سلوک ہونا چاہیے تھا۔۔۔ شہلا نے قریب آ کر بڑے ہی میشھے لبھ میں کہما۔

”تم بھی ڈارک کلب کی ممبر ہو؟“..... کیپٹن حمید نے سخت لبھ میں

”مجھے افسوس ہے کیپٹن!... میرا بھلاڑا کلب سے کیا اعلق؟... میں کام مطلب تھا کہ یہ کوئی مقامی سطح کی تنظیم ہے۔ لیکن اتنی بات وہ جانتا گیا تھا کہ یہ کوئی مقامی تنظیم کو اس قدر دیدہ دلیری سے کیپٹن حمید اور کرنل افریدی پر ہاتھ دلانے کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ پھر آخر یہ کون لوگ ہیں ابھی وہ یہی سوچ رہا تھا کہ دروازہ کھلا اور کیپٹن حمید شہلا کو اندر آتے شہلا کے چہرے پر پراسراری مسکراہٹ تھی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی کیپٹن حمید کے قریب آئی۔

”ہمارا تعلق یہاں سے نہیں ہے۔ ہم گوا کے رہنے والے ہیں۔“

..... شہلانے جواب دیا اور کیپن حمید سرہلانے لگا۔

گوا، ساگالینڈ کے مغربی سمت واقع ساگالینڈ کا ایک چھوٹا سا صوبہ تھا غیر اتم سا۔

”لیکن تمہارا بس چاہتا کیا ہے؟ اس کا مقصد کیا ہے؟“ کیپن حمید نے پوچھا۔

”اس کا علم تو بس کوئی ہوگا۔ وہ بیحد شاطر اور عیار آدمی ہے۔ لیکن میں تمہیں پسند کرنے لگی ہوں۔ وہ شاند تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہے۔“ کیپن حمید میں اس سے نظریں بچا کر یہاں اس لئے آئی ہوں کہ پلیز۔ تم اس کے سوالوں کے صحیح جواب دے دینا۔ میں کوشش کروں گی کہ تمہیں

کوئی تکلیف نہ ہونے دوں۔ ورنہ بس بیحد ظالم اور سفاک آدمی آنکھوں میں ابھرنے والی چک نے اسے حقیقتاً خوفزدہ کر دیا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ یہ کیا شخص ہے جو دشمنوں میں بے بسی سے بندھا ہے۔ پورا گوا اس سے کامپتا ہے۔“..... شہلانے منت بھرے لجھے میں ہونے کے باوجود اس قسم کی باتیں کر رہا ہے۔ کہا۔

”تو تمہیں انہوں نے اس لئے بھیجا ہے کہ تم مجھے محبت کا چکر دے کر صحیح راز اگلوانے کی کوشش کرو۔ لیکن تمہارے آنے کی ضرورت نہ تھی شہلان۔ کیپن حمید اب اتنا گیا گذر ابھی نہیں کہ تم جیسے تھرڈ کلاس مجرموں کے سامنے جھوٹ بولے گا۔ میں انسانوں کو کچا چبا جاتا ہوں۔ ان کے نزخرے میں دانت گاڑھ کر ان کا خون پی جاتا ہوں۔“

یہ تو میں غفلت میں کچھ سیکھ گیا ہوں۔ ورنہ تم جیسے تھرڈ کلاس غنڈے تو کیپن حمید کے بوٹ چاننا فخر محسوس کرتے ہیں۔“..... کیپن حمید نے دانت پیتے ہوئے کہا اور شہلان خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹ گئی۔ کیپن حمید کے ساتھ ساتھ اس کا الہجہ اور اس کے چہرے کے تاثرات اور آنکھوں میں ابھرنے والی چک نے اسے حقیقتاً خوفزدہ کر دیا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ یہ کیا شخص ہے جو دشمنوں میں بے بسی سے بندھا ہے۔ پورا گوا اس سے کامپتا ہے۔“..... شہلانے منت بھرے لجھے میں ہونے کے باوجود اس قسم کی باتیں کر رہا ہے۔

”یہ واقعی کیپٹن حمید ہے بے بی!.... یہ اتنی آسانی سے نہیں مانے گا۔ تم خواتینوں کا ضد کی تھی کہ تم اسے منا لوگی۔ پیچھے ہٹ جاؤ۔“... اچانک دروازے سے اسی موخچوں والے کی آواز سنائی دی۔ اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ایک کوڑا تھا۔ چڑے کا بنا ہوا کوڑا۔ جسے وہ بار بار یوں ہوا میں جھٹک رہا تھا جیسے حمید کو اس کی آواز سے ہی خوفزدہ تھا۔

”تم نے کیپٹن حمید پر ہاتھ اٹھا کر اپنی موت کو آواز دی ہے حقیر کرنا چاہتا ہو۔ لیکن حمید کا چہرہ تو پتھر ہو رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں دھشت کی سرخی جھلک آئی تھی۔

”باس!.... اس نے وعدہ کیا ہے کہ یہ سب کچھ سچ بتا دیگا۔“.... شہلا ایک ہڈی توڑ دی جائے گی۔“.... کیپٹن حمید نے انتہائی سرد لبجے میں نے پیچھے بنتے ہوئے خوفزدہ سے لبجے میں کہا۔

”نہیں۔ اس کی ہڈیاں سچ بولیں۔ تم دیکھو تو سہی۔ راجیش کے سامنے آ کر تو پتھر کے مجسم بھی بول پڑتے ہیں۔ اس کی کیا حیثیت ہے؟“.... باس نے بڑے فخر یہ لبجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ میں کہا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ ایک بار پتھر حرکت میں آیا اور

بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور کوڑے کی بھرپور ضرب حمید کے جسم پر پڑی۔ اس کے سینے اور بازو سے خون بنتے لگا۔ لیکن اس کے چہرے کے پتھر میلے پن میں کچھ اور ہی اضافہ ہو گیا۔ اس کے ہلق سے سی کی آواز بھی نہ لکھی تھی وہ اسی طرح ہونٹ بھینچ رہا جیش کو دیکھ رہا

”تم نے کیپٹن حمید پر ہاتھ اٹھا کر اپنی موت کو آواز دی ہے حقیر چو ہے۔ اس ایک کوڑے کے بدالے میں میں تمہارے جسم کی ایک ”باس!.... اس نے وعدہ کیا ہے کہ یہ سب کچھ سچ بتا دیگا۔“.... شہلا کہا۔ اس نے راجیش کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال رکھی تھیں۔

”اوہ!.... بڑے جاندار دکھائی دے رہے ہو۔ بہر حال فکرنا کرو۔ راجیش کے بازوؤں میں بڑا دم ہے۔“.... راجیش نے سفاگ لبجے ہے۔“.... باس نے بڑے فخر یہ لبجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ

شروع پر کی آواز سے حمید کے بازو اور سینے پر ایک اور سرخ لیکرا بھر آئی۔

میں منہ سکوڑتے ہوئے کہا اور راجیش کی آنکھوں میں یک لخت غصے کے چہار جل اٹھے۔ لیکن اس نے بڑی جدوجہد سے اپنے آپ کو

میں منہ سکوڑتے ہوئے پر ایک اور سرخ لیکرا بھر آئی۔

”بب۔ باس رک جائیے!۔ پلیز جب وہ سب کچھ بتانے پر مستحبلا۔

آمادہ ہے تو پھر۔“.... شہلانے بے اضیحہ آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

”کرنل فریدی اپنے خاص کاغذات کہاں رکھتا ہے؟“.... راجیش نے اس کا لبچہ منت بھرا تھا۔ اس کے چہرے کے تاثرات ایسے تھے کہ حمید پوچھا۔

”اپنی کوئی کے سیف میں۔ جس کے قریب جانے کی بھی تم جیسے کویقین کرنا پڑا کہ وہ اس سے ہمدردی رکھتی ہے۔

”میں چاہتا تو تمہیں وہیں ریت میں ہی مرنے دیتا۔ لیکن میں نے تمہاری بینڈ تج کرائی۔ تمہاری پسلیوں میں لگانے والی گولی باہر نکلوائی۔“ جواب دیا۔

لیکن یہ بات یاد رکھو کہ ایک گولی تو کیا۔ سینکڑوں گولیاں تمہارے جسم میں اپنی جگہ بنا سکتی ہیں۔ اس لئے جو میں پوچھوں۔ سچ سچ بتا دو۔“

درست ثابت نہ ہو سکی تو تمہاری ایک ایک بوٹی علیحدہ کر دی جائے

گی۔“.... راجیش نے کہا۔

”سیف تھہ خانے کی شامی دیوار میں نصب ہے اور تھہ خانے کا راستہ کیا پوچھنا چاہتے ہو کتے۔“.... کیپشن حمید نے نفرت بھرے انداز

”کیا پوچھنا چاہتے ہو کتے۔“.... کیپشن حمید نے نفرت بھرے انداز

راجیش نے اسے بلا یا اور نہ شہلا اس کے پیچھے باہر گئی۔

کرنل فریدی کے بیڈ روم سے جاتا ہے۔ سونچ بورڈ کے تیرے بننے کو دبائے سے فرش ہٹ جاتا ہے اور سیر ہیاں برآمد ہو جاتی ہیں۔ ”راجیش کے چاتے ہی شہلا تیزی سے ایک خفیہ الماری کی طرف بڑھی کیپشن حمید نے سپاٹ لجھے میں کہا۔

اس نے الماری کھول کر اس میں سے ایک بڑی سی ٹیوب نکالی اور اس ٹیوب میں فیدر گنگ کی کریم اس نے جلدی جلدی حمید کے جسم پر کوڑے کی ضربوں سے پیدا ہونے والی لکیروں پر ملنی شروع کر دی۔

”مجھے افسوس ہے کیپشن!۔ لیکن میں مجبور ہوں۔ تمہیں چھوڑنے میں سکتی۔ ورنہ باس مجھے پاتال سے بھی ڈھونڈ کر باہر کھینچ لے گا۔ اور پھر میری موت انتہائی عبرت ناک ہو گی۔ تم اسے نہیں جانتے۔ وہ حد سے زیادہ سفاک آدمی ہے۔ کمینگی کی حد تک سفاک۔“.... شہلانے

بڑے زم لجھے میں کہا وہ ساتھ ساتھ کریم بھی زخموں پر ملتی جا رہی تھی اور جس جس جگہ کریم لگ رہی تھی ویں شنڈگ سی پڑتی جا رہی تھی۔

”میں تمہاری اس ہمدردی کو ہمیشہ یاد رکھوں گا شہلا۔ تم نے اپنی زندگی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ شہلا و ہیں کمرے میں ہی رہ گئی۔ نہ

”گذ!۔۔۔ اب سیف کے لئے جو حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں ان کی تفصیلات بھی بتا دو۔“... راجیش نے کہا۔

”حفاظتی انتظامات کیسے؟۔۔۔ وہ کرنل فریدی کا سیف ہے اس کے لئے حفاظتی انتظامات کی کیا ضرورت ہے۔ سید حسام الدین سیف ہے۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ کرنل نے کبھی اس کا تالا بند کرنے کی بھی ضرورت نہیں تھی۔ وہ کھلا رہتا ہے۔“... کیپشن حمید نے کہا۔

”او۔ کے!۔۔۔ اور اب دعا کرو کہ تم نے جو کچھ بتایا ہے وہ درست ثابت ہو۔ ورنہ...“ راجیش نے انتہائی سخت لجھے میں کہا اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ شہلا و ہیں کمرے میں ہی رہ گئی۔ نہ

بچالی ہے۔”...کیپٹن حمید نے سرھلاتے ہوئے جواب دیا۔

”تم نے سچ بتایا ہے نا۔ اب بھی وقت ہے اگر کوئی بات جھوٹ ہو تو مجھے بتاؤ۔ ورنہ باس پاگل ہو جائے گا۔“...شہلانے کریم لگانے کے بعد ٹیوب بند کرتے ہوئے کہا۔

”ویسے میں نے جھوٹ نہیں بولا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ میں تمہارے باس سے بڑا پاگل ہوں۔“ کیپٹن حمید نے کہا۔

”اچھا میں چلتی ہوں۔“...شہلانے کہا اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گئی۔

شہلانے کے باہر جاتے ہی دروازہ خود بخوبی بند ہو گیا۔

کیپٹن حمید چند لمحے خاموش بیٹھا رہا۔ اور جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ

اگر دروازے سے ہٹ گئے ہیں تو اس نے تیزی سے اپنے جسم کو داغنٹوں کے بل نیچے گرتے ہی کیپٹن حمید نے اپنا جسم تیزی سے

آگے کی طرف جھکایا اور پھر پیچھے کر لیا۔ وہ زور لگا کر بار بار اسی طرح

کرسی کی بائیں طرف کے پائے تک پہنچا دیئے اور اس نے ہاتھوں سے ٹوٹ کر تانگ سے بندھی ہوئی رسی کی گانٹھ پر انگلیاں رکھیں اور چند لمحوں بعد اس کی انگلیوں نے بڑی مہارت سے گانٹھ کھونی شروع کر دی۔ وہ یہ سب کچھ اندازے سے کر رہا تھا اور چند لمحوں میں وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہو گیا۔ اس کی بائیں تانگ کرسی کے پائے سے زیادہ پائچ منٹ بعد اس کے ہاتھ رسیوں کی گرفت سے آزاد ہو گئے۔

کیپٹن حمید نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیتے ہوئے کلائیوں پر پڑے ہوئے زخموں کو ملا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کو اندر کی طرف کھینچا تو دروازہ کھل گیا۔ اسے باہر سے بندہ کیا گیا تھا۔

اسی لمحے اس کی نظر میں اس الماری کی طرف اٹھ گئیں جہاں سے شہلانے شیوب نکالی تھی۔ اس الماری کا فریم اوہ ہے کا تھا اور اس کا کنارہ دیوار سے ذرا سا ابھر اتھا۔ اس طرح ایک دھاری بن گئی

حمدید چند لمحے ویں رکا باہر کی سن گن لیتا رہا۔ لیکن باہر خاموشی طاری تھی۔ وہ دروازے سے باہر آگیا۔ ایک راہداری سی دائیں طرف

جاری تھی وہ محتاط انداز میں قدم اٹھاتا دا نئیں طرف بڑھ گیا لیکن عمارت پر مکمل سکوت طاری تھا اور پھر ٹھوڑی ہی دیر بعد اس نے گھوم پھر کر دیکھ لیا۔ واقعی پوری عمارت خالی پڑی ہوئی تھی۔ یہ ایک چھوٹی سی عمارت تھی۔ عمارت کے تمام کمرے قطعی خالی اور گرد آلود تھے۔ عمارت کے صحن میں کسی کار کے ٹائروں کے نشانات موجود تھے۔

رک کر ان لوگوں کی واپسی کا انتظار کرے۔ لیکن پھر اس نے یہ خیال چھوڑ دیا کیونکہ اسے یقین تھا کہ یہ لوگ یقیناً کرنل فریدی کی کوشش پر ریڈ کریں گے اور وہاں ان کا پکڑا جانا یا مارا جانا یقین تھا اور یہی وجہ تھی کہ اس نے سیف کے متعلق صحیح معلومات انہیں مہیا کر دی تھیں۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتا گیا۔ لیکن راستہ تھا کہ شیطان کی آنٹ طرح طویل ہی ہوتا جا رہا تھا اور کیپٹن حمید بار بار اپنے آپ پر غصہ آرہا تھا کہ وہ کتنی آسانی سے مجرموں کے ہتھے چڑھ گیا تھا اور شہلا کو ساتھ لگائے سیدھا ان کی جھوٹی میں جا گرا تھا۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ وہ یہ بھی سوچ رہا تھا کہ مجرم اتنے اندازی بھی نہیں ہیں جتنے وہ سمجھ رہا ہے انہوں نے کیپٹن حمید کی نفیات اور اس کے آنے جانے کی جگہوں کا چھپ طرف جائزہ لے کر پلان بنایا تھا۔ ایسا پلان کہ آخر تک حمید کو شک نہ

تمکن کہیں آبادی کے آثار نظر نہ آرہے تھے ہر طرف کھڑی چاندنی میں چمک رہی تھیں۔ فارم سے ایک کچار استفاضلوں کے درمیان ڈائیں طرف جا رہا تھا۔ کیپٹن حمید نے ایک لمحے کے لئے سوچا کہ وہ وہ ہیں

پڑ سکا۔ ایک عامہ دعوت میں شہلا کا اس سے نکرا جانا اور کیپٹن حمید اپنی حسن پسند فطرت کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس کی طرف بڑھا اور شہلا کا بھی ضرورت سے زیادہ التفات جیسے پہلے وہ اپنی وجہت کی وجہ سے سمجھا تھا لیکن اب اسے معلوم ہوا تھا کہ یہ سب کچھ سوچا سمجھا بڑھی آ رہی تھی لیکن اس کی رفتار معمول سے زیادہ تیز تھی اور وہ آ بھی منصوبہ تھا۔ شہلا خود اس کی طرف تیزی سے بڑھی تھی اور پھر دوسرے روز شام کو شہلا کے ساتھ۔ اور اس کے بعد انہیں حمید کی عادت کا علم تھا اسی راستے پر رہی تھی جس پر کیپٹن حمید چل رہا تھا۔

حمد جلدی سے فصل میں گھس کر کھڑا ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ مجرم واپس کروہ ایسی لڑکیوں کو لے کر انہی بھس میں آتا ہے اور وہی ہوا۔ حمید شہلا کو لیکر سیدھا ہو ہیں پہنچ گیا اور شاندہہ اسے وہاں اس لئے چھوڑ گئے تھے کہ انہیں یقین تھا کہ وہ رسیوں کی گرفت سے کسی صورت بھی آزاد نہ ہو سکے گا۔ لیکن اب وہ سوچ رہا تھا کہ یہ ڈارک کلب آخر ہے دیکھ رہا تھا جیو لوگی بڑی کارکاتھا اور کار معمول سے زیادہ رفتار سے آ رہی تھی کار جیسے جیسے نزدیک آتی جا رہی تھی۔ کیپٹن حمید کے اعصاب کے سیف سے کوئی خاص چیز اڑانا چاہتے ہیں اور شاندہہ اس لئے

تنے جا رہے تھے۔ اور پھر چند لمحوں بعد ہی کار بچکو لے کھاتی اس کے کے باوجود جمید کو اس کے چہرے پر موجود حیرت کے تاثرات صاف سامنے سے گزرنگی اور جمید کار اور ڈرائیور نگ سیٹ پر بیٹھنے ہوئے آدمی نظر آ رہے تھے۔

کو دیکھ کر بری طرح اچھل پڑا۔ یہ کرٹل فریدی کی کار تھی اور ڈرائیور نگ سیٹ پر خود کرٹل فریدی موجود تھا۔ چاندنی میں اس نے کار اور فریدی کر کپا۔

”اور تم اس فصل میں کھڑے کیا کر رہے تھے۔ مجھے تو نمبر الیون نے بتایا کہ تم شازا کا کے شماں زرعی فارم میں شدید زخمی پڑے ہوئے ہو۔“  
”فریدی صاحب۔ فریدی صاحب۔“ جمید دوڑتے ہوئے ہاتھ پلا پلا کر چیخ رہا تھا اور پھر تھوڑی ہی دور آگے بڑھنے کے بعد کار کی

لیکن یہ سب کیا ہے؟... فریدی نے حیرت سے اس کے جسم میں ایک لائمس جل انٹیس - کار رک چکی تھی۔ کرٹل فریدی نے یقیناً اسے بندھی ہوئی پٹی اور زخموں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”اوہ فریدی صاحب!... چوت ہو گئی۔ اور زبردست چوت ہو گئی۔ آپ بھی کمال کرتے ہیں اس طرح کوئی چھوڑ کر یہاں بھاگتے چلے آئے۔“ جمید نے گڑ بڑائے ہوئے لبجھ میں کہا۔

دوسرے لمحے کرٹل فریدی دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ وہ حیرت سے کار کی طرف دوڑتے ہوئے کیپٹن جمید کو دیکھ رہا تھا۔ فاصلہ ہونے

”کوئی چھوڑ کر۔ اوہ کیا بات ہے۔ جلدی بتاؤ۔“ فریدی نے چونکتے اسے فوراً ہسپتال پہنچا و۔ لیکن اس نے جواب دیا کہ وہ کہتا ہے کہ ہوئے کہا۔

جب فریدی صاحب سے بات نہیں کر لوں گا۔ یہاں سے ہلوں گا ”واپس چلیں فوراً۔۔۔ واپس چلیں۔ میں راستے میں سب کچھ آپ کو نہیں۔ میں نے سوچا کہ نجانے ایسی کیا بات ہو گئی۔ چنانچہ میں کار

حمد نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

کتنی آسانی سے مجرموں کا ہاتھوں بے وقوف بن گیا تھا۔

”تمہاری بات درست ہے۔ بہر حال جو کبھی چکر ہو گا۔ سامنے آجائے گا۔“... فریدی نے ہونٹ پھینکتے ہوئے کہا۔

”لیکن فریدی صاحب!... یہ ڈارک کلب کیا بلہ ہے۔ میں نے پہلے کبھی اس کا نام نہیں سنایا؟“... حمید نے کہا۔

تحوڑی دیر بعد کار کچے راستے سے نکل کر پختہ مرک پر آگئی اور اب فریدی نے اسے پوری رفتار سے دوڑانا شروع کر دیا۔ وہ شاند جلد از جلد کوئی پہنچنا چاہتا تھا۔

”تفصیلات تو میں نہیں جانتا۔ لیکن میں نے اس کا نام سنایا ہوا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ پیشہ ور قاتلوں کی تنظیم ہے۔ کسی یورپی ملک سے اس کا تعلق ہے۔“... کرٹل فریدی نے کہا۔

اور پھر مختلف سڑکوں سے گھومنے کے بعد جب کار کوئی پر پہنچی تو کوئی کا چھائٹ کھلا ہوا تھا۔ ساری کوئی کی بتیاں جل رہی تھیں۔ فریدی نے کار پورچ میں روکی اور پھر تیزی سے باہر آگیا۔ حمید نے بھی اس کی پیروی کی۔ اور دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ پورچ کے ساتھ ہی ایک کوتے میں گور کھا چکیدار کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اس کو گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا تھا۔ فریدی نے بھی ایک لمحے کے لئے اس کی لاش

”پیشہ ور قاتلوں کی تنظیم۔ نہیں فریدی صاحب!... یہ لوگ وہ نہیں ہو سکتے۔ پیشہ ور قاتل تو ڈائریکٹ ایکشن کے قابل ہوتے ہیں۔ گولی ماری۔ شکار کا خاتمہ کیا اور جان چھڑائی۔ یہ چکر بازی ان کے بس کا روگ نہیں ہو سکتی۔ اور پھر انہوں نے نہ ہی مجھے قتل کیا۔ اور نہ آپ پر کوئی قاتلانہ حملہ کے۔ وہ تو آپ کے سیف سے کچھ چڑانا چاہتے ہیں۔ اور قاتلوں کا ایسی چوریوں سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔“... کیپشن

دیکھ کر ٹھہر کا۔ پھر بھاگتا ہوا اپنے بیڈ روم کی طرف بڑھا۔ فرش ہٹا ہوا تھا بے تابی سے پوچھا۔

تھا اور نیچے چاتی ہوئی سیرھیاں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ فریدی ”میں سمجھ گیا ہوں کہ وہ کیا چاہتے تھے۔ اور کیا لے گئے ہیں تم دیکھو میش کہاں ہے۔“.... فریدی نے مرد کر سخت لبھ میں کہا۔ اور حمید سیرھیاں اترنے کی بجائے پھلانگا ہوا تھہ خانے میں پہنچا۔ حمید بھی سیرھیاں کے پیچھے تھا۔ سیف کے دونوں پٹ کھلے ہوئے تھے۔ کریں سرھلاتا ہوا سیرھیوں کی طرف دوڑا۔ واقعی اسے ذاتی ملازم ریش کا خیال ہی ن آیا تھا۔ فریدی بھی اس کے پیچھے سیرھیاں چڑھتا ہوا اوپر بیڈ روم میں پہنچا اور اس نے بن دبا کر فرش برابر کر دیا اور پھر وہ بیڈ روم سے نکل کر ڈرائینگ روم میں آگیا۔

فریدی تیزی سے سیف میں نظری اور تقریباً تمام چیزیں دیے ہی موجود تھیں البتہ نعلے خانے کے باکس کا پٹ کھلا ہوا تھا اور فرش پر کئی کاغذات بکھرے ہوئے تھے۔ فریدی نے کاغذات اٹھائے اور پھر باکس میں ہاتھ ڈالا۔ باکس خالی تھا۔ فریدی ان کاغذات کو دیکھتا رہا۔ اسی لمحے حمید واپس آیا۔

”ریش زخمی ہے۔ اس کے سر میں بٹ مارا گیا ہے۔ وہ بے ہوش ہے۔“.... حمید نے اندر آ کر کہا اور فریدی تیزی سے پیچھے برآمدے کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں ریش اکثر رہتا تھا۔ ریش وہاں فرش پر پڑا ہوا تھا۔ اس کا سر خاصا زخمی تھا۔

”کیا ہوا؟... کیا چیز لے گئے ہیں؟“.... حمید نے جو اسکے پیچھے کھڑا

اور چند لمحوں بعد اس نے ایک طویل سانس لیا۔ کاغذات واپس باکس میں رکھ کر اسے بند کیا۔ اس نے سرسری انفروں سے باقی سیف کا جائزہ لیا اور پھر اس کے پٹ بند کر دیئے۔

فریدی نے ریش کی بپس چیک کی اور پھر حمید کو فرست ایڈ باک لانے کے لئے کہا۔

چند لمحوں بعد فریدی نے ریش کو پے در پے انجاشن لگائے تو ریش نے دیکھ سکا تھا۔ ”... ریش نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ان کے لباس کیسے تھے؟“ ... فریدی نے پوچھا۔

”سیاہ رنگ کی پتلونیں۔ اور سیاہ رنگ کے ہی جیکٹ پہنے ہوئے تھے۔ ایک آدمی سانپ کی طرح دبلا پتلا اور لمبا تھا۔ دوسرا جھرے

بھرے جسم کا تھا۔ لڑکیاں جوان تھیں۔“ ... ریش نے جواب دیا۔

”حمدی!۔۔۔ تم اسے کوارٹر میں جا کر چھوڑ آؤ۔ اور فرج سے اسے دودھ کی بوتل بھی نکال کر دے دینا۔ اور ریش!۔۔۔ تم اب آرام کرو۔“ ...

کرٹل فریدی نے اٹھتے ہوئے حمید اور ریش سے مخاطب ہو کر کہا۔

کرٹل فریدی کے اچانک کسی نے ستون کی آڑ سے اس کے سر پر کوئی چیز ماری

”صاحب!۔۔۔ کوئی نقصان تو نہیں ہوا۔ وہ گور کھا۔ شائد چیخ وہ فرش پر گر گیا۔ اس کے سر پر دوسرا اوار کیا گیا۔ اس نے بے ہوش

آنکھیں کھول دیں۔ فریدی نے اس کے سر پر پٹی باندھ دی تھی۔ ”صاحب!۔۔۔ وہ چار تھے۔“ ... ریش نے اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”لیش رہو۔ اطمینان سے بتاؤ۔“ ... کرٹل فریدی نے نرمی سے اس کا کاندھاتھکتے ہوئے کہا۔ اور ریش نے بتایا کہ وہ پیشتاب کرنے کے لئے اپنے کواٹر میں گیا تو اس نے باہر سڑک کی طرف کسی کی چیخ اور گرنے کا دھماکہ سنा۔ وہ تیزی سے باہر نکلا۔ ابھی برآمدے تک ہی پہنچا تھا کہ اچانک کسی نے ستون کی آڑ سے اس کے سر پر کوئی چیز ماری اسی کی تھی۔“ ... ریش نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں!... گور کھے کو انہوں نے قتل کر دیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ساننسر لگاریو اور استعمال کیا گیا ہے۔ تبھی تم نے صرف جنح اور گرنے کا دھماکہ سننا۔ ورنہ تم گولیوں کی آوازیں ضرور سنتے۔“ کرٹل تیزی سے ہونی چاہیے۔“ کرٹل فریدی نے بغیر کے تفصیل بتاتے فریدی نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

فریدی نے ڈرائینگ روم میں جا کر ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”لیں۔ بیک سروس۔“ دوسرا طرف سے نمبر الیون کی آواز سنائی دی۔

”ہار ڈسٹوں۔ میری کوٹھی میں ڈاکہ ڈالا گیا ہے۔ گور کھے کو قتل کر دیا ہے اور میش زخمی ہے۔ سیف سے ایک اہم کاغذ چوری کیا گیا ہے۔“ گو اسے ایک گروپ وائٹ فاکس یہاں آیا ہوا ہے۔ انہوں نے ہی کیپٹن حمید کو انداز کر کے والا گروپ اور تھا۔ یہ دونوں گروپ شاکر ڈاکو تعداد میں چارتھے۔ دو مردار اور دو عورتیں۔ ایک مرد سانپ کی طرح دبلا پتلا اور لمبا۔ دوسرا آدمی بھرے جسم والا تھا جبکہ دونوں عورتیں آپس میں ملے ہوئے ہیں۔ اس میں ایک خوبصورت لڑکی شہلا۔

جو ان تھیں۔ انہوں نے ساہ پتلوں میں اور سیاہ جیکٹ پہن رکھے تھے۔ تم بلیک فورس کو پورے شہر میں پھیلا دو ان کی تلاش انتہائی ہوئے آخر میں حدایت کی۔

”مگر باس!... یہ کیسے ہو گیا؟“ نمبر الیون کے لجھے میں بے حد حیرت ایکیز بات تھی۔

”انہوں نے شاکر میرا فون شیپ کیا ہے۔ اور مجھے تمہاری آواز اور لجھے میں فون کر کے کیپٹن حمید کے متعلق بتایا۔ میں اس کی طرف گیا تو پچھے انہوں نے ڈاکہ ڈال دیا۔ اور ہاں!۔ زیریز میں افراد کو کھنگالو۔

”ہار ڈسٹوں۔ میری کوٹھی میں ڈاکہ ڈالا گیا ہے۔ گور کھے کو قتل کر دیا ہے اور میش زخمی ہے۔ سیف سے ایک اہم کاغذ چوری کیا گیا ہے۔“ گو اسے ایک گروپ وائٹ فاکس یہاں آیا ہوا ہے۔ انہوں نے ہی کیپٹن حمید کو انداز کر کے والا گروپ اور تھا۔ یہ دونوں گروپ شاکر ڈاکو تعداد میں چارتھے۔ دو مردار اور دو عورتیں۔ ایک مرد سانپ کی طرح دبلا پتلا اور لمبا۔ دوسرا آدمی بھرے جسم والا تھا جبکہ دونوں عورتیں آپس میں ملے ہوئے ہیں۔ اس میں ایک خوبصورت لڑکی شہلا۔

اور بھاری جسم اور بڑی بڑی موچھوں والا مرد ہے۔ صحیح تک مجھے ان ”پوری دنیا کے یہودیوں نے مل کر ایک خفیہ تنظیم بنائی ہوئی ہے جسے میں کسی نہ کسی کے متعلق خبر ضرور ملنی چاہیے۔ سمجھے۔“.... کرنل فریدی کا جیوش ورلڈ آرگانائزیشن کہتے ہیں۔ عرف عام میں یہ ہے۔ اور کہلاتی ہے۔ ان کا مقصد دنیا میں یہودی سلطنت کا قیام اور پوری دنیا لہجے بے حد سر دھا۔

”ایسا ہی ہو گا جناب!“.... نمبر الیون نے مودبانہ لجھے میں جواب کے اقتدار پر یہودیوں کا اسلاط ہے۔ انہوں نے دنیا میں کسی جگہ خفیہ ہیڈ کواٹر ہمار کھا ہے جسے صرف چند لوگوں کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا اور اسے جاننے کی سزا موت ہے۔ انہوں نے اپنے مقاصد کے لئے کرنا مناسب نہ سمجھی تھی۔

فریدی نے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے حمید بھی واپس آگیا۔

”وہ لوگ سیف سے کیا لے گئے ہیں؟“.... حمید نے پوچھا۔

”جیوش آرگانائزیشن کے خفیہ ہیڈ کواٹر کا نقشہ۔“.... کرنل فریدی نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔

”جیوش آرگانائزیشن۔ یہ کیا ہے؟“.... حمید نے حیرت بھرے لمحے کیس سے مجھے وہ نقشہ ملا تھا۔ یہ نقشہ واضح نہ تھا۔ اس میں متوجہ عبرانی زبان کے الفاظ اور ت manus اور پچیدہ سے اشارے تھے۔ میں کہا۔

اس کے صرف چند لفظ ہی سمجھے سکا تھا۔ اس سے ہی مجھے پتہ چلا تھا کہ یہ ”ظاہر ہے۔ لیکن میں حیران ہوں کہ انہوں نے اب تک ایسا کیوں بے۔ او کے خفیہ ہیڈ کواٹر کا نقشہ ہے۔ میں نے ایک ایسے ماہر سے بات چیت کی جو قدیم زبانوں کا ماہر تھا۔ یہ بات فون پر ہوئی تھی لیکن جب میں اس کے پاس پہنچا تو اسے رات کو سوتے میں قتل کر دیا گیا تھا۔ اور شائد اسی آدمی کی وجہ سے جیوش آر گنازیشن کو اس نقشے کا پتہ چلا۔ چنانچہ ان کی کوئی تنظیم ڈار کلب سامنے آئی۔ وہ ہر اہر است سامنے نہیں آتے۔ انہوں نے گواکی مقامی تنظیم کے ذریعے تمہیں اغوا کر کے سیف کا پتہ چلا یا۔ اس کے بعد مجھے کوئی سے باہر نکال کر وہ نقشہ لے گئے۔ ”... کرنل فریدی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے واپس کریڈل پر رکھ دیا۔

”آپ نے شائد ملک سے باہر کال کی تھی۔“... کیپن حمید نے کہا۔ ”ہاں!... میں عمر ان کو فون کر رہا تھا۔ اس کے پاس ایسی تفصیلوں کی تفصیلی فائلوں پر مشتمل بہت بڑی لاہبری موجود ہے۔ شائد اس

”اوہ!... اس کا مطلب ہے کہ اب آپ پر قاتلانہ حملہ ہو گا۔“... حمید نے بے چین لبجھ میں کہا۔

سے ان لوگوں کے متعلق کوئی کام کی بات معلوم ہو جاتی۔ لیکن وہ شائد اپنے فائیٹ میں موجود نہیں ہے۔ کسی نے فون نہیں اٹھایا۔ ”... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

کیپٹن حمید نے عمران کا نام سن کر منہ بنالیا۔ اسے عمران سے خدا دا سٹے کا یہ تھا۔ لیکن صورت حال کی سنجیدگی کی وجہ سے اس نے کوئی بات نہ کی اور خاموش رہا۔

”تم اپنے کھنکو فون کر دو۔ وہ گور کے کی لاش لے جائے گا۔ میں ایک آدمی سے مل آؤں۔“... کرنل فریدی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”آپ ذرا احتیاط کیجئے۔“... حمید نے کہا

”ماشاء اللہ!... کیا سکھڑیوں کا سا انداز ہے۔“... فریدی نے مرد کر مسکراتے ہوئے کہا اور حمید کٹ کر رہ گیا۔ فریدی لمبے لمبے ڈگ

دو مرد تھے۔ ان کے ہاتھوں میں شین گئیں تھیں۔

”کام ہو گیا۔“... راجیش نے چونک کر پوچھا۔

”بالکل،“... بھرے ہوئے جسم کے مرد نے مسکراتے ہوئے جواب

بھرتا پورچ میں کھڑی کار کی طرف بڑھ گیا۔ بڑے سے ڈر انگ رومنا کمرے میں کر سیوں پر چھ افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک شہلا تھی جب کہ اس کے ساتھ والی کرسی پر وائٹ فاکس کا چیف بس راجیش بیٹھا ہوا تھا۔ باقی کر سیوں پر اس کے ساتھی موجود تھے۔ شہلا کسی گہری سوچ میں گم تھی۔ جبکہ باقی ساتھی مطمئن انداز میں بیٹھے ہوئے تھے۔

دیا۔

....بھاری جسم والے مرد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”گلڈ!۔۔۔ اب ہمارے لاٹ کوئی مزید خدمت ہوتو؟“...راجیش نے ”بس ہمارا کام مکمل ہو گیا۔ آپ لوگوں نے واقعی قابل تحسین کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ آپ لوگوں کا بے حد شکریہ۔“...باس مسکراتے ہوئے کہا۔

”ضرور۔ باس آرہا ہے۔ وہ خود ہی بات کرے گا۔“...ای بھاری جسم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”شکریہ!۔۔۔ وائٹ فاکس کے لئے یہ معمولی کام تھا۔ ہمارا بقايا دالے مرد نے کہا اور پھر وہ سب ایک طرف پڑے ہوئے صوفوں پر بیٹھ گئے۔

معاوضہ۔“....راجیش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبا تر نگاہ سر سے گنجاباں اندر داخل ہوا۔ اسے دیکھ کر سیاہ لباس میں ملبوس افراد کے ساتھ ساتھ راجیش اس کے ساتھی بھی کھڑے ہو گئے۔ صرف شہلا اپنی جگہ پر بیٹھی رہی۔

”بیٹھو بیٹھو۔“....باس نے ہاتھ ہلاتے ہوئے نرم لبجھ میں کہا۔ اور آگ اگلنی شروع کر دی۔ اور راجیش، شہلا اور ان کے چار ساتھی

ویں کرسیوں پر بیٹھے بیٹھے ہی ڈھیر ہو گئے۔ ان سب کے چہروں پر ان سب کے بیٹھنے کے بعد وہ خود بھی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

”باس!۔۔۔ راجیش پوچھ رہا ہے کہ ہمارے لاٹ کوئی اور خدمت۔“

کہ ان کے ساتھ ایسا سلوک ہو سکتا ہے۔ یہ سب کچھ اس قدر اچانک عورت میں اور سانپ کی طریقہ دبلا پتلا مرد سامنے رکھی کر سیوں پر ہوا تھا کہ وہ اپنی جگہوں سے بیل بھی نہ سکے تھے۔

”اب ان کی لاش کا کیا کرنا ہے باس؟“ جیکلی نے ٹریگر سے انگلی ہٹاتے ہوئے پوچھا۔ ”نقشہ تو ہم نے آسانی سے حاصل کر لیا۔ اب کرٹل فریدی کا قتل باقی رہ گیا ہے۔“ .... باس نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”انہیں یہاں سے انہوا کر کسی چورا ہے پر مجھنکو اداو۔ پولیس خود ہی آسمانی سے نقشہ حاصل کر لیا ہے۔ اتنی ہی آسانی سے کرٹل فریدی کو کھالے گی۔“ .... باس نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔ جیکلی کے علاوہ باقی ساتھی ناموشی بھی گولی ماری جا سکتی ہے۔“ .... ایک عورت نے منہ بناتے سے اس کے پیچھے ہو لئے۔

”بظاہر تو ایسا ہی لگتا ہے۔ لیکن اب ہمارے مشن کا سب سے مشکل کھیل شروع ہو گیا ہے۔ اب کرٹل فریدی کی بلیک فورس حرکت میں آچکی ہو گی۔ اور اس وقت یقیناً پورے شہر میں ہماری اور وائٹ فاکس کی تلاش جاری ہو گی۔ کرٹل فریدی بھی بے حد چوکنا ہو چکا ہو گا۔ اس نشست والی کرسی رکھی ہوئی تھی۔ میز کے سامنے چھ کر سیاں موجود تھیں۔ گنجاباں اونچی نشست والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ جب کہ دونوں

لئے اب ہمیں زیادہ محتاط رہنا چاہیے۔ میں نے وائٹ فاکس کا

خاتمه بھی اس لئے کیا ہے کہ ان بدجھتوں نے کیپشن حمید کا خاتمه کرنے کی بجائے اسے باندھ کر چھوڑ دیا تھا۔ لازماً کیپشن حمید نے ان کے

حلیے کر کر فریدی کو بتا دیئے ہوں گے۔ اور اگر میں انہیں لا شون میں تبدیل نہ کر دیتا تو ان کے وجہ سے ہم چوہے دان میں پھنس جاتے۔

چیف باس نے سرھلاتے ہوئے کہا۔

"یہ تو ٹھیک ہے باس!۔ لیکن کرکل فریدی کا خاتمه کیا مشکل ہے۔ اس کی کوئی کے گرد ہم گھات لگا کر بینھ جاتے ہیں آخر کسی بھی وقت وہ جال میں سیدھا آن پھنسا۔ میں شکار کے گرد پہلے مضبوط جال بنتا کوئی سے نکلے گا۔ یا اندر جائے گا تو گولیوں کی بوچھاڑ کر دیں گے۔"

ہوں۔ پھر شکار خود اپنے قدموں سے چل کر اس جال میں آپھتا دبلے پتلے سام نے کہا۔

"نہیں۔ اب اس کی کوئی کے گرد یقیناً بلیک فورس کا پھرہ ہو گا۔ اس کا ایک ہی حل ہے کہ ہم پہلے وزارت داخلہ کے سیکریٹری بالم کپور کو

اغوا کریں۔ کرکل فریدی اور اس کا بڑا گھبرا رانہ ہے۔ اس کے بعد

کرکل فریدی کو اس کی کوئی پر بلا یا جائے گا اور پھر وہ ہیں گولیوں سے چھلنی کر دیا جائے گا۔".... چیف باس نے کہا۔

"آپ کو کیسے پتہ چلا کہ بالم کپور سے اس کے گھرے تعلقات ہیں؟"۔ ایک لڑکی نے چوکتے ہوئے پوچھا۔

"تم یہ بات کر کے میری تو ہیں کر رہی ہو سکا۔ تم جانتی ہو کہ میں کس انداز میں کام کرتا ہوں۔ تم نے دیکھا کہ کیپشن حمید کس طرح ہمارے اس کی کوئی کے گرد ہم گھات لگا کر بینھ جاتے ہیں آخر کسی بھی وقت وہ جال میں سیدھا آن پھنسا۔ میں شکار کے گرد پہلے مضبوط جال بنتا کوئی سے نکلے گا۔ یا اندر جائے گا تو گولیوں کی بوچھاڑ کر دیں گے۔"

ہے۔ تم کرکل فریدی کو نہیں جانتے۔ وہ ایک عفریت ہے۔ اگر میں تم سب کو اجازت دے دوں کہ تم جا کر اس کو قتل کر دو۔ تو یقین رکھو۔ تم سب کی لاشیں ہی مجھے واپس ملیں گی۔ میں اس کی فطرت کو اچھی طرح

جاناتا ہوں اس لئے میں نے بڑی سوچ بچار کے بعد یہ پلان بنایا ہے اور مجھے یقین ہے کہ میرا پلان کسی صورت بھی فیل نہیں ہو سکتا۔”.... چیف باس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اور لبجھ کی پریکٹس کر رہا ہے۔ ایسا اس لئے ضروری ہے کہ کرنل فریدی بے حد محظاٹ آدمی ہے اور اب نمبر الیون کے لبجھ سے مار کھانے کے بعد وہ لازماً بے حد محظاٹ ہو گیا اور آسانی سے جال میں نہیں آئے گا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی تم نے ایک اور پلان بنایا ہے۔ بالم کپور نے تھوڑا عرصہ پہلے شادی کی ہے۔ اس کی بیوی جوان ہے۔ شیری نے اس کی بیوی کی جگہ لینی ہے۔ کال شیری کی طرف سے کی جائے گی۔ تاکہ کرنل فریدی اگر چیک کرتا چاہے تو لازماً وہ بالم کپور سے بات کریگا اور بالم کپور کی جگہ بارشن اسے مطمئن کر دے گا۔ اس طرح کرنل فریدی یقیناً مطمئن ہو کر ہمارے جال میں پھنس جائے بھی اس سلسلے میں کام کر رہا ہے۔ اس نے بالم کپور کی گفتگو کی شیپ ”ویری گذ باس۔ ویری گذ!۔۔۔ آپ کے ذہن کا جواب نہیں۔ اس قدر مکمل پلانگ کرنا آپ ہی کا کام ہے۔“.... سام نے بے اختیار

”سوری بس!۔۔۔ میرا یہ مطلب نہ تھا۔۔۔ میں نے تو صرف حیرت کا اظہار کیا تھا۔ آپ کی سوچ وہاں تک کام کرتی ہے جہاں تک ہمارا ذہین پہنچ بھی نہیں سکتا۔“.... سما کا نے شرمندہ اور معدہت بھرے لبجھ میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں نے نہ صرف پلان بنایا ہے۔ بلکہ اس پر عمل درآمد بھی شروع کر دیا ہے۔ سیکرٹری دا خلہ بالم کپور کی مطابقت بارشن سے ہے۔ بارشن بھی اس سلسلے میں کام کر رہا ہے۔ اس نے بالم کپور کی گفتگو کی شیپ حاصل کیا ہے اور وہ اس کے میک اپ میں اس کے انداز گفتگو کا شیپ حاصل کیا اور وہ اس کے میک اپ میں اس کے انداز گفتگو اور الفاظ

ہو کر کہا اور چیف بس کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"میرا کام کب شروع ہوگا؟"....شیری نے پوچھا۔

"ابھی چند روز تھم خاموش رہیں گے۔ کوئی کارروائی نہ ہوگی۔ جب

بارش کی طرف سے پورا اطمینان ہو جائے گا تو پھر بالم کپور کا انفو ہو گا

اور اسے گولی مار کر لاش کو یہاں ہیڈ کوارٹر میں دبادیا جائے گا بارش اس

کی جگہ لے لے گا۔ پھر بارش بالم کپور کے روپ میں اپنی بیوی کو

ساتھ لے کر یہاں ہیڈ کوارٹر اپنے ایک دوست سے ملنے آئے گا۔

اس کی بیوی کو یہاں روک لیا جائے گا۔ بارش اکیلا اپس چلا جائے

گا۔ بالم کپور کی بیوی کو دور روز یہاں رکھا جائے گا۔ شیری اس کے میک

دیا اور بس نے اطمینان بھرے انداز میں سرھلا دیا۔

اپ۔ گفتگو۔ اور لجھ کی پریکش کرے گی جب ہم شیری کی طرف

سے مطمئن ہو جائیں گے تو شیری کو بارش کی کوئی بحیثیت دیا جائے گا۔ اور

پھر وہاں جاتے ہی شیری کرٹل فریدی کو فون کر کے کوئی بلا لے گی۔

بہانہ کوئی بھی سوچ لیا جائے گا۔ کرٹل فریدی جیسے ہی وہاں پہنچے گا۔

بارش اور شیری اچانک اس پر فائزگ کر کے اسے ہلاک کر دیں گے

اور خود باہر آ جائیں گے۔ بس یہ ہے ساری پلانگ۔"....چیف بس

نے کہا اور سب نے اثبات میں سرھلا دیا۔

اور اسے گولی مار کر لاش کو یہاں ہیڈ کوارٹر میں دبادیا جائے گا بارش اس

کی جگہ لے لے گا۔ پھر بارش بالم کپور کے روپ میں اپنی بیوی کو

پوچھا۔

"لاشیں ٹھکانے پر پہنچ گئیں؟"....چیف بس نے اسے دیکھتے ہی

"لیں بس!... سب کام او۔ کے ہو گیا ہے۔"....جیکھنی نے جواب

-----

فاسم عطر میں ڈوبا ہوا اپنی بھری جہاز نما کار میں بیٹھا ہو ٹل سلو رمون کی طرف اڑا جا رہا تھا۔ اس کی نظر میں تو وہ سکرین پر جبی ہوئی تھیں لیکن دماغ سلو رمون کی نئی رقصاصہ میڈم باوری میں انکا ہوا تھا۔ جب سے میڈم باوری نے ہو ٹل سلو رمون میں رقص کے شو پیش کرنے شروع کئے تھے۔ فاسم بڑی بات قاعدگی سے روزانہ یہ شود کیتھے جاتا تھا۔ اسے میڈم باوری یا لکھت پسند آگئی تھے۔ اس قدر پسند کہ بس فاسم کا بھی چاہتا تھا کہ وہ میڈم باوری کو لے کر کسی تباہ جزیرے میں چلا جائے۔ اور پھر لیلی مجنون۔ شیریں فریاد۔

سکی پنوں کے قصوں کی طرح باوری فاسم کے قصے بھی مشہور ہو جائیں۔ وہ روزانہ یہ فیصلہ کر کے جاتا تھا کہ آج میڈم باوری کے سامنے اپنی داستان عشق بیان کرے گا۔ اسے یقین تھا کہ میڈم باوری فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ میڈم باوری کو رقص کے بعد جانے ہی نہ دیگا۔ وہ بھی اس پر عاشق ہو چکی ہے۔

کیونکہ اس نے دیکھا تھا کہ میڈم باوری رقص کرتے وقت بس اسے ہی دیکھتی رہتی ہے۔ لیکن روزانہ ہی وہ رقص دیکھ کر منہ لٹکائے واپس چلا آتا تھا۔ کیونکہ میڈم باوری رقص کے بعد اس کے پاس داستان عشق سننے کے لئے آنے کی بجائے پردے کے پیچھے غائب ہو جاتی تھی۔ فاسم آخر مرد تھا۔ وہ اب اتنا گیا گذر ابھی نہ تھے کہ عورتوں کے پیچھے بجا گتا۔ جب سے اس کے پیغمبر نے بتایا تھا کہ دنیا میں نہ ہمیشہ مادہ سے خوبصورت ہوتا ہے۔ فاسم کو یہ یقین ہو گیا تھا کہ وہ بہر حال دنیا کا سب سے خوبصورت مرد ہے اور میڈم باوری کو جواز م�ں اس سے کم خوبصورت ہے اس کے پاس خود چل کر آنا چاہیے۔ لیکن میڈم باوری ایک دن بھی اس کے پاس نہ آئی تھی۔ اس لئے فاسم نے آج سامنے اپنی داستان عشق بیان کرے گا۔ اسے یقین تھا کہ میڈم باوری اسے اپنے پاس بلالیگا اور اسے یقین تھا کہ باوری اس کی آواز سن کر

دیوانہ ارجمندی ہوئی آئے گی اور اس کے قدموں سے سر رکھ کر کہے  
گی۔ ”میرے قاسم! مجھے اپنے قدموں میں مر جانے دو۔“  
”ہشت۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ سالی مرمر اگئی تو پولیس قتل کا پرچ کر  
دے گی۔ نہیں، میں اسے مر نے نہیں دونگا۔ بڑے سے بڑے ہسپتال  
میں اس کا علاج کراؤں گا۔“.... قاسم نے دل ہی دل میں فیصلہ  
کر لیا۔

موجود کاروں کو ہمارت آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے بڑا کر کہا  
اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا میں گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی سیٹ  
چونکہ سچ کے ساتھ ہی مستقل طور پر ریز روحی اس لئے اسے اپنی سیٹ  
کے متعلق کوئی فکر نہ تھی۔  
گیٹ پر کھڑے دربان نے قاسم کو دیکھتے ہی رکوع کے بل جھک کر  
سلام کیا اور قاسم نے ہمہ کر رک گیا۔

”ابے کیا گرا ہے۔ جو یوں جھک کر ڈھونڈ رہا ہے۔ سالے دیکھنا،  
کہیں میری جیب سے کوئی چونی تو نہیں گر گئی۔“.... قاسم نے تیز  
نظروں سے فرش کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”حضور!... میں تو آپ کو سلام کر رہا ہوں۔“.... دربان نے فوراً ہی  
سید ہے ہوتے ہوئے کہا۔  
”ابے جھوٹ مارتا ہے۔ فراڈ کرتا ہے۔ سلام اس طرح کیا جاتا ہے۔“

اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کارہوٹی سلو رمون کے پارکنگ میں پہنچ  
گئی۔ پارکنگ رنگ برلنگی کاروں سے پر تھا۔ قاسم نے بڑی مشکل  
سے اپنی جہاز نما کار کے لئے جگہ ڈھونڈی۔

”سالے ٹینڈی میڈی کاریں لے کر آ جاتے ہیں۔ صابن دانیاں۔  
انہیں تو غسل خانوں میں رکھنا چاہیے۔ خواخواہ جگہ روک لیتے ہیں۔  
”ہونہدہ!۔ صابن دانی عاشق۔“.... قاسم نے نیچے اتر کر پارکنگ میں

نے تو نے السلام علیکم کہا۔ نہ مانتھے پر ہاتھ مارا۔ اور کہتا ہے سلام کر رہا تھا۔ ”... قاسم نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

”صاحب!۔ راستہ تو دیجئے۔ آپ کی وجہ سے راستہ رک گیا ہے۔ ”... اس سے پہلے کہ دربان کوئی جواب دیتا، کسی نے تنخ لجھ میں قاسم سے مخاطب ہو کر کہا۔

قاسم آواز سنتے ہی تیزی سے مڑا۔ اس کے سامنے ایک دبلا پتلا نوجوان کھڑا تھا جس کے ساتھ نہرے رنگ کی ساڑھی میں مابوس ایک خوبصورت لیکن دبليڑ کی کھڑی مسکرا رہی تھی۔

”ابے پھر کی دم۔ چھر بخو۔ یہ تم۔ مجھ سے کس لجھے میں بات کر رہے ہو۔ اپنی پسلیاں گئی ہے کھٹی۔ سالے پھونک ماروں تو نکتہ بن کر فرش سے چپک جاؤ گے۔ ”..... قاسم نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔ ”منہ سنبحاں کر بات کیجئے۔ آپ کو تیز ہے بات کرنے کی؟ میں

پولیس کمشز ہوں“... نوجوان نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔ ”ہی۔ ہی۔ ہی۔ تم اور پولیس کمشز۔ ابے تمہیں تو پلسمیے اپنا ماشی بھی نہ کھیں۔ رب دیتا ہے مجھے۔ یعنی قاسم دی گریٹ کو۔ سالے مانگے کا سوٹ پہن کر اکڑتا ہے۔ ”... قاسم کو غصہ آگیا۔ اس کی ڈھاڑن کر اور راستہ رک جانے کی وجہ سے اندر سے پروانزر تیزی سے باہر آگیا۔

”اوہ۔ جناب قاسم صاحب آپ!۔ ارے آپ یہاں دروازے پر کھڑے ہیں۔ کمال ہے۔ میڈم یا اوری کا قص شروع ہونے والا ہے۔ ”.... پروانزر نے جلدی سے کہا۔

”شروع ہونے والا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ قاسم دی گریٹ کے بغیر وہ سالی میڈم کیسے ناج سکتی ہے۔ ”... قاسم نے حیرت سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

”جناب!۔۔۔ بس آپ کا ہی انتظار ہے۔۔۔ تشریف لائیے۔۔۔ وہ آپ کا ہی پوچھ رہی تھیں کہ قاسم صاحب آگئے ہوں تو رقص شروع کروں۔۔۔ پرداز نے جلدی سے بات بناتے ہوئے کہا۔۔۔ وہ قاسم کی ناپ کو اچھی طرح جانتا تھا۔

”اوہ اچھا اچھا۔۔۔ ایس یعنی میرا پوچھ رہی تھی۔۔۔ واہ سالے خوش کر دیا۔۔۔ مگر میں اندر چلا گیا تو یہ چڑی مار بھی اندر آ جائے گا۔۔۔ اسے باہر روکو۔۔۔ ہوئے کہا۔

بھگا دوسالے کو۔۔۔ آ جاتے ہیں باپ کامال سمجھ کر بضم کرنے۔۔۔ ندیدے۔۔۔ قاسم کی وہنی روایک بار پھر نوجوان کی طرف پلٹ گئی جواب برے برے منہ بنارہا تھا۔

”بکواس مت کرو۔۔۔ احمد موٹے۔۔۔ ہٹوراستے سے۔۔۔ نوجوان اب ہتھے سے ہی اکھڑ گیا تھا اس کا پھرہ غصہ سے سرخ ہو گیا تھا۔۔۔ ”تیت۔۔۔ تم مجھے احمد کہہ رہے ہو۔۔۔ چڑی مار کی اولاد۔۔۔ میں تمہاری

سات سنلوں کو خرید کر زمین میں دفن کر دوں۔۔۔ بلا وہوںل کے مبتخر کو۔۔۔ ابھی بلا وہ۔۔۔ بلا وہ۔۔۔ قاسم اتنے زور سے دھاڑا کہ برآمدہ تو کیا اندر ہال بھی گونج اٹھا۔۔۔ اور شانکہ مبتخر جو ہال کے راؤٹہ پر تھا قاسم کی دھاڑ سن کر خود ہی دوڑتا ہوا گیٹ پر آ گیا۔

”کیا بات ہے۔۔۔ کیا شور ہے؟۔۔۔ مبتخر نے باہر آ کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

دروازے میں قاسم ڈنالا ہوا تھا جب کہ اس کے سامنے وہ نوجوان اور اس کی ساتھی لڑکی کے علاوہ دس بارہ اور جوڑے بھی کھڑے ہیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔

”ابے گھامڑ۔۔۔ مبتخر کو بلا وہ۔۔۔ چو ہے کی دم۔۔۔ سن انہیں تم نے۔۔۔ قاسم نے پلٹ کر پرداز نے دھاڑتے ہوئے کہا۔۔۔

”میں مبتخر ہوں۔۔۔ میں ہوں مبتخر۔۔۔ فرمائیے!۔۔۔ لیکن یہ آپ نے

راستہ کیوں بند کر رکھا ہے؟

میجر نے بوکھلائے ہوئے انداز میں

کہا۔

جناب!۔ اندر تشریف لا یئے۔ آپ کے استقبال کے لئے ہم نے ہوٹل کو آج بہترین انداز میں سجا یا ہے۔ آج تو ہم نے آپ سے انعام لینا ہے۔ آئیے آئیے۔ میجر نے یک لخت انتہائی خوشی دی ہوٹل کا؟... کس چڑی مارنے یہ ہوٹل بنایا ہے۔ بولو، قاسم نے غصیلے سے کہا اور قاسم کا ہاتھ پکڑ کے اندر کی طرف کھینچنے لگا۔

”میرے استقبال کے لئے۔ وہ تم تو واقعی اچھے میجر ہو۔ لیکن

سالے یہاں فیتہ میدا تو ہے نہیں۔ نہ ہی چاندی سونے کی قیچی ہے تمہارے پاس۔“..... قاسم نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”وہ اندر ہے جناب اندر۔ یہاں دروازے میں تو درب ان کھڑے ہوتے ہیں۔ آپ جیسے معزز تو اندر آتے ہیں۔“ میجر نے مسکراتے دوں ہوٹل کے بول جلدی بول۔“..... قاسم نے جیب سے چیک بک نکالتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے پر وائز نے میجر کے کان میں سر گوشی کی تو میجر چونک پڑا۔ ”اوہ درب ان!۔ ارے ہاں۔“ مگر تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ ”اوہ قاسم صاحب!۔ ارے کمال ہے۔ آپ یہاں کھڑے ہیں۔ ارے ہاں واقعی۔“..... قاسم نے کہا اور پھر یوں تیزی سے ہاں میں

”اب یہ راستہ بند ہے گا۔ سمجھئے تم ہو میجر۔ کون ہے ماں اس

ہوٹل کا؟... کس چڑی مارنے یہ ہوٹل بنایا ہے۔ بولو،“..... قاسم نے غصیلے لمحے میں کہا۔

”جناب!۔ سر داؤد ہوٹل کے ماں ہیں۔ لیکن آپ راستہ تو چھوڑیں۔ معزز گاہوں کو اندر آنے دیں۔“..... میجر نے کہا۔

”ابے۔۔۔ یہ چھر یخوں تجھے معزز نظر آ رہا ہے۔ ہیں گھاڑی۔۔۔ بول کتنے دوں ہوٹل کے۔ بول جلدی بول۔“..... قاسم نے جیب سے چیک بک نکالتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے پر وائز نے میجر کے کان میں سر گوشی کی تو میجر چونک پڑا۔ ”اوہ درب ان!۔ ارے ہاں۔“ مگر تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ ”اوہ قاسم صاحب!۔ ارے کمال ہے۔ آپ یہاں کھڑے ہیں۔ ارے ہاں واقعی۔“..... قاسم نے کہا اور پھر یوں تیزی سے ہاں میں

داخل ہو گیا جیسے ایک لمحہ اور گیٹ میں رکاتواست مینٹر دربانوں والی  
باندھے اور منہ کھولے میڈم باوری کو دیکھئے جا رہا تھا میڈم باوری کا بھر  
بھرا جسم آج قاسم کے دل پر بھلی بن کر نوث رہا تھا اور پھر دیکھتے ہی

یوں نیفارم پہنادے گا۔  
”واقعی جسم کی طرح عقل بھی موٹی ہے اس کی۔“..... قاسم کو پیچھے سے  
دیکھتے ایک چھتا کے سے رقص ختم ہوا اور میڈم باوری تیزی سے  
آواز سنائی دی اور قاسم ایک بار جھٹکے سے مڑا۔ لیکن اسی لمحے میڈم  
پردے کے پیچھے چلی گئی اور پورا ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔ یوں لگتا  
باوری کے رقص کا اعلان شروع ہو گیا اور قاسم سب کچھ بھول کر جلدی  
تھا جیسے تالیوں گونج سے ہال کی چھٹت اڑ جائے گی۔

سچ کے بالکل سامنے اپنی کرسی کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے کرسی پر  
”سالی آج بھی چلی گئی۔“ مگر آج میں اس سے ضرور بات کروں گا  
نک چڑھی۔ سمجھتی کیا ہے اپنے آپ کو۔“..... قاسم نے بڑی بڑاتے  
بیٹھتے ہی ہال کی بڑی بیان بجھ گئیں اور دوسرے لمحے چھین کی آواز  
ہوئے کہا اور پھر وہ ایک جھٹکے سے انھ کھڑا ہوا۔ اب سچ پر کوئی اور  
سے میڈم باوری سچ پر پہنچ گئی۔ آج اس نے پہلے سے زیادہ نمایاں  
لباس پہن رکھا تھا اور قاسم کی آنکھیں تو جیسے ٹگلینے بن کر رہ گئیں۔ اس

کا دل خوانوادہ تیز دھڑ کرنے لگا۔  
”بیٹھ جاؤ۔ او موٹے بیٹھ جاؤ۔“..... قاسم کے کھڑے ہوتے ہی  
میڈم باوری کا رقص آہستہ آہستہ اپنے عروج پر پہنچا گیا اور قاسم کو یوں  
پیچھے سے شوراٹھا اور قاسم بھنا کر مڑا۔ لیکن اندر ہرے میں اسے کسی  
محسوں ہو رہا تھا جیسے آج اس کا دل پھر کر باہر آجائے گا۔ وہ ٹکنکی  
کی شکل واضح طور پر نظر نہ آ رہی تھی۔ اور وہ پیر پشتا ہوا کا دنتر کی

طرف بڑھ گیا۔

..... قاسم اس پر چڑھ دوڑا۔

کاؤنٹر پر ایک سچے سراخ اور خاصے چوڑے جسم والا آدمی موجود تھا۔ ”آپ ہوش میں ہیں۔“..... کاؤنٹر میں نے بڑی مشکل سے غصہ ضبط کرتے ہوئے کہا۔ ”کہاں ہے وہ سالی لمحے چڑھی۔“..... مجھ سے بات کیوں نہیں کرتی۔“

”جناب!..... مجھ سے فرمائیے۔۔۔ کیا بات ہے۔“..... اچانک اسی سپر و انزرنے قریب آ کر کہا جواں سے گیٹ پر ملا تھا۔

”تم سے کیوں فرماؤں۔۔۔ سا لے شکل دیکھی ہے۔۔۔ ہونہہ ان سے فرماؤ۔۔۔ کیوں فرماؤ؟ فرماؤ مفت ملتی ہے کیا۔“..... قاسم اس پر لگا۔

پھٹ پڑا۔

اسے تم نے بتایا نہیں کہ قاسم دی گریٹ کون ہے۔“..... قاسم نے

کاؤنٹر پر زور سے مکہ مارتے ہوئے کہا۔ اور اس کے مکے نے خاصا

بڑا دھماکہ کر دیا۔ ہال میں موجود ہر شخص گردن موڑ کر ادھر ہی دیکھنے لگا۔

”کس کی بات کر رہے ہیں آپ۔۔۔ کون بات نہیں کرتی؟“.....

”آپ نے میدم یا اوری کا قص دیکھا ہے جناب!۔۔۔ کس قدر خوبصورت قص تھا۔“..... سپر و انزرنے بات کا رخ پلتے ہوئے کہا۔

”ہاں دیکھا ہے۔۔۔ تم سے مطلب۔۔۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔۔۔ کرائے کی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔۔۔ ارے ہاں۔۔۔ وہ

کاؤنٹر میں نے حیرت سے قاسم کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے لمحے میں

ہلکی سی تغذیہ تھی۔

”لو۔۔۔ تمہیں معلوم ہی نہیں۔۔۔ اب کس گھاڑ نے تجھے یہاں کھڑا

کر دیا ہے۔۔۔ سا لے حرام ویژ۔۔۔ تم تنخواہ خوانخواہ کی لیتے ہو۔“

ہے کہاں؟ اس نے مجھے سے بات نہیں کی۔ ”..... قاسم کو جیسے خیال

آگیا۔

کہ تم قاسم دی گریٹ سے پہلے میدم باوری کے پاس پہنچ جاؤ۔ ”.....

قاسم نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

”جناب! ..... یہ تو میتھر صاحب کا کرہ ہے۔ ”..... پروانہ زرنے اپنے ضرور۔ تشریف لائیے۔ ”..... پروانہ زرنے جان چھڑانے کے سے آپ کو چھڑاتے ہوئے کہا۔

”میتھر ..... تو کیا وہ سامی باوری میتھر بن گئی ہے؟ ”..... قاسم نے حیرت بھرے انداز میں آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

”اوہ! ..... تو آپ میدم سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ ضرور جناب انداز میں کہا اور قاسم یوں خوش ہو کر اس کے پیچھے چل پڑا جیسے اس باقاعدہ ملاقات کی دعوت دی گئی ہو۔

پروانہ زر سے ہٹل کے پچھلی طرف لے گیا اور پھر ایک راہداری سے ”کیا بات ہے۔ کون ہے باہر؟ ”..... اندر سے اچانک میتھر کی آواز گزر کر وہ ایک کمرے کے دروازے کے سامنے رک گیا۔ دروازے سنائی دی۔

”جناب قاسم صاحب تشریف لائے ہیں۔ ”..... پروانہ زرنے جلدی سے کہا اور پھر اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔ قاسم کو بھی مجبوراً اس کے پیچھے جانا پڑا۔

”اوہ! ..... آپ پھر آگئے۔ ”..... میتھر نے اس بار قدری تلخ لبھ میں

پرمیتھر کے نام کی تختی لگی ہوئی تھی۔ پروانہ زرنے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہونے لگا ہی تھا کہ قاسم نے اسے گردن سے کپڑا کروائیں کھینچ لیا۔

کہا۔

آجائیں تو لاکھوں بخش دیں۔”....پروانز نے جلدی سے مینجز کو آنکھ

”جناب!... میں نے آپ سے ان کا تھوڑا سا تعارف کرایا تھا۔ یہ مارتے ہوئے کہا۔

کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کے دوست ہیں۔”....پروانز نے ”اوہ اوہ... اچھا اچھا۔ تشریف رکھیے جناب۔ ہمیں خدمت کا موقع ڈیکھئے۔”....مینجز اب ایک جھٹکے سے انہی کھڑا ہوا تھا۔ جلدی سے مینجز سے مناطب ہو کر کہا۔

”ہاں ہاں!۔ تم نے بتایا تھا۔ تشریف رکھیے۔”....مینجز نے یہ شاند پروانز کے اشارے کا اثر تھایا پھر عاصم گروپ آف انڈسٹریز جیسے وسیع و عریض کار و بار کار عرب تھا کہ مینجز کے چہرے پر چونکتے ہوئے کہا۔

”ابے گھاڑی۔ یہ باوری ہے۔ ایسی ہوتی ہیں باوری۔ منہوس!

”بیٹھتے ہیں۔ بیٹھتے ہیں۔ مگر وہ میڈم باوری۔ ہائے ظالم کہاں سے لے آئے ہوا سے۔ بڑی ٹگڑی فل فلوٹی ہے۔”....قاسم نے چپ گاڑ کی شکل۔ اور بن جاتے ہیں باوری۔ ..... قاسم نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”جناب قاسم صاحب بہت بڑے صنعت کار ہیں۔ سر عاصم کے اکلوتے صاحزادے ہیں۔ عاصم گروپ آف انڈسٹریز کے مالک اور جناب!... دل کے بڑے بخنی ہیں قاسم صاحب!... بخنشے پر جلدی سے کہا۔

”یہ میڈم باوری سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔”....پروانز نے

”اوہ جناب!... ویری سوری!... یہ تو ناممکن ہے۔ میڈم تو کسی دروازے کی طرف دیکھنے لگے۔

دروازے پر عمران کھڑا احمد عانہ انداز میں آنکھیں پنپار ہاتھا۔

سے نہیں ملتیں۔“... مینجٹر نے فوراً روکھا ساجواب دیتے ہوئے کہا۔

”خالہ جاد۔... ارے تم خالہ جاد۔... تم کہاں سے ملک پڑے؟“

”ابے کیسے نہیں ملتیں۔ خواتیوں کو نہیں ملتیں۔ کہاں چھپا رکھا ہے

.... قاسم نے یوں اچانک عمران کو اپنے سامنے دیکھ کر حیرت سے

اسے۔ مجھے بتاؤ۔ میں دیکھتا ہوں کیسے نہیں ملتیں۔“... قاسم غصے

آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

کی شدت سے اٹھ کھڑا ہوا۔

اور عمران اندر داخل ہو گیا۔

”جناب!... بے شمار لوگوں نے اس سے مانا چاہا۔ لیکن وہ کسی

سے نہیں ملتیں۔ صاف انکار کر دیتی ہیں۔“... مینجٹر نے ہاتھ ملتے

”معافی چاہتا ہوں مینجٹر صاحب!...“... مجھے آپ کے کاروباری

ہوئے کہا اور پروازر کا چہرہ بھی لٹک گیا۔ وہ شائد اس ملانے کے چکر

معاملات میں مداخلت تو نہیں کرنی چاہیے تھی۔ لیکن آپ میرے

میں تگڑی رقم بطور بخشش قاسم سے ہوئے کا پروگرام بنائے بیٹھا تھا۔

خالہ جاد سے کوئی رقم نہیں ایٹھے سکتے۔ خالہ جاد کے ہوتے ہوئے

”مجھ سے بات کرو قاسم!... خالہ زاد کے ہوتے ہوئے تمہیں

کس کی جرات ہے کہ وہ قاسم کے ہوئے کی جھلک بھی دیکھے سکے۔

کیوں خالہ جاد۔“... عمران نے آخر میں قاسم سے مخاطب ہوتے

دوسروں کا سہارا نہیں لیدا چاہتے۔“... اچانک دروازے سے آواز

ہوئے کہا۔

ثانی دی اور قاسم کے ساتھ ساتھ مینجٹر اور پروازر بھی چونک کر

”ارے میرا بُوہ۔۔۔ ارے اوہ تو یہ گرہ کٹ ہیں۔۔۔ ارے خالہ جاد اچھا ہوا تم آگئے۔۔۔ تم بہت اچھے خالہ جاد ہو۔۔۔“..... قاسم نے گھبرا کر کوٹ کی اندر ورنی جیب میں رکھے ہوئے بھاری بُوے کو چھوکر اس کی موجودگی کا اطمینان کرتے ہوئے کہا۔

”آپ کون ہیں۔۔۔ آپ ہم پر ازام لگا رہے ہیں۔۔۔“ میخیر نے غصے سے پھنس کارتے ہوئے کہا۔

”آرام سے بیٹھے رہو۔۔۔ ورنہ میں اپنے خالہ جاد کو ان تہبہ خانوں کے متعلق بتا دوں گا۔۔۔ سمجھے۔۔۔ جانتے ہو میرا خالہ جاد کرنس فریدی کا دوست ہے۔۔۔“..... عمران نے ہاتھ اٹھا کر بڑے بے نیاز انہ سے لبھ میں کہا اور تہبہ خانوں کی بات سننے ہی میخیر کی حالت ایسی ہو گئی جیسے غبارے سے ہوانکل جاتی ہے۔

”اوہ۔۔۔ اوہ جناب۔۔۔“ میخیر سے کوئی بات نہ بن سکی۔

”آؤ خالہ جاد!۔۔۔ میں تمہیں ملاتا ہوں میڈم باوری سے۔۔۔“..... عمران نے قاسم کا ہاتھ پکڑا اور اسے دروازے کے طرف گھینٹتے ہوئے کہا۔

”تم ملاو گے۔۔۔ مگر تم نے تو اسے دیکھا بھی نہیں۔۔۔ پھر کیسے؟۔۔۔“..... قاسم نے حیرت بھرے لبھے میں کہا۔

”باپ رے۔۔۔ خاک چاٹتی ہیں ہیں یعنی منی کھاتی ہیں۔۔۔ ارے تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔۔۔ اب وہ میرے کس کام کی۔۔۔ سالی بچے والی۔۔۔ اچھا تو یہ فراڈ مراد ذکرتے ہیں پیلک سے۔۔۔ بچے والی کو نچاتے ہیں یہ لوگ۔۔۔“..... قاسم نے انتہائی بگڑے ہوئے لبھ میں کہا۔۔۔ وہ اس وقت فتر سے باہر آچکا تھا۔

”بچے والی۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ یہ بچہ کہاں سے آگیا؟۔۔۔“..... عمران خود

بھی حیرت زدہ رہ گیا۔

ہیں؟”.... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ واقعی قاسم بڑی دور کی  
کوڑی لایا تھا۔

”ارے کیا کہہ رہے ہو۔ سالی مٹی ہی تو نہیں کھاتی۔۔۔ بس میری  
جان کھاتی رہتی ہے۔۔۔۔۔ قاسم یکاخت اداں ہو گیا۔ کیونکہ شادی  
کے پندرہ سال ہونے کے باوجود داں کے اولاد نہ ہوئی تھی۔

”تو آؤ میں تمہیں ترکیب بتاؤں۔۔۔ ایسی ترکیب کہ تمہاری چھپکلی بیگم  
ساری عمر مٹی ہی کھاتی رہے گی۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ساری عمر۔۔۔ ارے باپ رے۔۔۔ اتنے سارے بچے۔۔۔ ارے  
اتنے بیاؤں بیاؤں۔۔۔ ارے تم دشمنِ شمن ہو میرے۔۔۔ اتنے بچوں کا  
میں اچار ڈالوں گا۔۔۔ بس ایک ہی مٹی کافی ہے۔۔۔۔۔ قاسم نے سُجھ کر  
ہوئے کہا۔

”چلو ایک بار کھائے۔۔۔ ایمان سے نمبروں ترکیب ہے۔۔۔۔۔

”بچ تو اللہ میاں کے ہاں سے آتا ہے۔۔۔ ان کی فیکٹری میکٹری تو  
نہیں ہے کہ وہاں سے بنوالیا۔۔۔۔۔ قاسم نے گزرے ہوئے لبھ میں  
کہا۔

”ارے ہاں۔۔۔ آتا ہے۔۔۔۔۔ ہنا بنا یا آتا ہے۔۔۔۔۔ مگر میدم باوری  
کے ساتھ بچے کا کیا سماں ہے؟”..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔  
ارے خود ہی تو کہہ رہے ہو کہ مٹی کھاتی ہے۔۔۔ خاک چاٹتی ہے۔  
ارے ہی۔۔۔ ہی۔۔۔ تم تو ابھی سالے کنوارے ناجائز جنازے ہو۔۔۔  
تمہیں کیا معلوم۔۔۔ جب بچہ ہونے والا ہوتا ہے تو یہ سالی عورتیں  
سیب کھانے کی بجائے مٹی کھاتی ہیں۔۔۔۔۔ قاسم نے شر میلے انداز  
میں بستے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا اچھا۔۔۔ تو کیا تمہاری چھپکلی بیگم بھی مٹی کھاتی

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

بعد اس کی مزاج والی حس ضرور پھر کتی تھی اس لئے وہ اس سے ملے

”ہاں۔۔۔ ایک بارٹھیک ہے۔۔۔ قاسم رضا مند ہو گیا۔۔۔ اس کے ذہن بغيرہ نہ سکتا تھا اور پھر مینجز کے دفتر کے نیم کھلے دروازے سے لگ کر

اس نے قاسم اور مینجز کی ساری گفتگوں لی تھی۔

”اور اب بولو۔۔۔ وہ سالی ترکیب مرکیب۔۔۔ قاسم نے میز کے گرد

رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”لوایے ہی بول دوں۔۔۔ خفیہ ترکیب ہے۔۔۔ پہلے کچھ کھلاو۔۔۔ پلاو۔۔۔

میری خدمت خاطر کرو۔۔۔ پھر بتاؤں گا۔۔۔“..... عمران نے کرسی پر بیٹھتے

ہوئے کہا۔

یہاں کے حالات کا جائزہ لے گا اس کے بعد کوئی کارروائی کریگا۔۔۔ لیکن

یہاں پہنچنے کے بعد اس نے قاسم کو کاؤنٹر پر مکہ مارتے دیکھا اس وقت

کروں۔۔۔“..... قاسم ہتھے سے ہی اکھڑ گیا۔

عمران اوپر گلری میں تھا۔ اور پھر نیچے آنے تک قاسم پروازر کے

تمہیں لکھانی پڑے گی۔۔۔ سوچ لو۔۔۔“..... عمران نے بڑے سنجیدہ لمحے

سے میڈم پاوری کا عشق کے رنگ کی طرح اتر گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ

اب میڈم پاوری کے ساتھ بچے کا تصور آگیا تھا اور اب تو قاسم اس پر

نگاہ بھی گناہ سمجھتا تھا۔

عمران اسے لے کر ہوٹل میں آگیا۔ ہوٹل میں اب بھی خاصی رونق

تھی۔۔۔ وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے پاکیشیا سے سید حامیہاں پہنچا تھا۔ اس

نے اسی ہوٹل میں کمرہ لیا تھا۔ اس کا پروگرام یہی تھا کہ وہ اپنے طور پر

یہاں کے حالات کا جائزہ لے گا اس کے بعد کوئی کارروائی کریگا۔۔۔ لیکن

”تونہ کرو۔۔۔ میں تمہاری چھپلی بنگم کو بتاؤں گا ترکیب۔۔۔ اور پھر مٹی

ساتھ جا چکا تھا۔ عمران بھی اس کے پیچھے چل پڑا۔ قاسم کو دیکھ لینے کے

تمہیں لکھانی پڑے گی۔۔۔ سوچ لو۔۔۔“..... عمران نے بڑے سنجیدہ لمحے

میں کہا۔

”اچھا۔۔ تو تم بیہاں بھیک مانگنے آئے ہو۔۔ شرم و رم نہیں آتی

تمہیں۔۔ دوسروں کے ملک میں بھیک مانگتے۔۔ سالے بھیک منگے آجائے ہیں اپنا ملک چھوڑ کر۔۔ قاسم کی رو دوسرے طرف پلت گئی۔

”ارے ارے یہ تو جلم ہے۔۔ ارے اچھے خالہ جاد۔۔ ارے میری تو بہ موبہ۔۔ بولو کیا کھدمت کروں۔۔ جلدی بولو۔۔ قاسم اس قدر گھبرا یا کہ اس کارنگ زرد پڑ گیا۔

”یار!۔۔ تمہارا خالہ جاد پر دیس میں ہے۔۔ بیہاں رقم رقم کم پڑ گئی تو پھر بھیک مانگنی پڑے گی۔۔ اور لوگ کیا کہیں گے کہ قاسم کا خالہ جاد عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں منجور۔۔ بالکل منجور۔۔ ارے کیا کہا۔۔ میں بھیک مانگوں۔۔ یعنی بھیک مانگ رہا ہے۔۔“..... عمران نے کہا۔

”سالے نانگیں نہ چیر دوں کہنے والوں کی۔۔ کہہ کر تو دینخیں تم سالے قاسم دے گریٹ بھیک مانگے۔۔ ارے میں بھیک دینے والے کی نانگیں نہ چیر دوں گا۔۔ سالے مجھے بھیک دے گا۔۔ کس ماں کے لیے بھیک پیش کرنے والے میں دینخا ہوں کہ کون کہتا ہے۔۔“..... قاسم نے غصیلے لہجے میں کہا اور عمران اس کے بات سن کر کھل کھلا کر نہس پڑا۔

”تو تمہیں کوئی اعتراض نہیں اگر میں بھیک مانگوں۔۔“..... عمران نے بہتے ہوئے کہا۔

”کرع فریدی نے مجھے خود کہا تھا کہ قاسم نے اس سے بھیک مانگی

ہے۔”... عمران نے اسے اور چڑا تے ہوئے کہا۔

”کرٹل پھر فریدی نے کہا ہے۔ وہ خود بھیک منگا۔ ارے ارے  
باپ دے کرٹل۔ کرٹل تو بہت گریٹ ہے۔“... قاسم کے لبھ کے  
ساتھ اس کی نظروں کا تعاقب کیا اور دوسرے لمحے وہ مسکرا دیا۔ ہوٹل  
کے گیٹ پر کرٹل فریدی کھڑا تھا اور شاندار سے دیکھ کر ہی قاسم کے لبھ  
بدل گیا تھا۔

”چلو اچھا ہوا وہ خود آگئے۔ ابھی سامنے پوچھ لیتا ہوں۔“... عمران  
نے مسکرا کر کہا۔

”مم۔ مم۔ اچھے خالہ جاد۔ کرٹل سے نہ کہنا۔ میں تمہیں دیے  
ماں گ کر دے دوں گا۔ وہ ڈیٹی سے کہہ دیتے ہیں۔“... قاسم نے  
اچاک منٹ بھرے لبھ میں کہا۔  
اسی لمحے کرٹل فریدی لمبے لمبے بھرتا ان کی میز کے قریب پہنچ گیا۔

”یہ تم اچاک کیسے پک پڑے یہاں؟“... کرٹل فریدی نے مسکرا

کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور بلا تکلف کریں سچ کر پیش گیا۔

قاسم تو یوں خاموش ہو گیا تھا۔ جیسے اسے سانپ سونگھ گیا ہو۔

”آپ کی وہ کالی دیوی شاندار یہی کام کرتی رہتی ہے کہ مجھ ناچیز کا  
تعاقب کرتی رہے۔“... عمران نے منہ بنا تے ہوئے کہا اور فریدی

ایک بار پھر بُس پڑا۔

”گک۔ کیا کالی دیوی۔ اوہ آپ کرٹل۔

کالی دیوی۔“... قاسم کالی دیوی کا نام سنتے ہی بری طرح بوکھلا گیا۔

یوں لگتا تھا جیسے اس کا جسم پسینے سے بھیگ گیا ہو۔

”ارے ہاں!... یہ تمہاری میڈم ہاواری بھی اس کالی دیوی کی  
چباراں ہے۔ تم جیسے موٹے آدمیوں کو لے جا کر اس کے چزوں  
میں ذبح کرتی ہے۔ اور کال دیوں خون پی کر اسے دعا دیتی ہے اور

وہ اور زیادہ اچھا نہ چلتی ہے۔“..... عمران نے اسے سرگوشیاں لجھے

میں کہا۔

آپ بے فکر ہیں۔“..... عمران نے کہا اور فریدی بے اختیار ہنس دیا۔  
”اچھا۔ تم بتاؤ کہ تمہاری آمد یہاں کیسے ہوئی؟“..... کرٹل فریدی

نے سمجھدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”پچھلے سال کی پین حمید کچھ رقم بطور قرضہ حسنے لے آیا تھا۔ سو دیں  
نے معاف کر دیا تھا لیکن اصل زر بہر حال اصلی اور سچا زر ہوتا  
ہے۔ اور آج کل ویسے بھی کڑکی کا دور ہے۔ میں نے سوچا۔“.....  
عمران کی زبان حسب عادت چل پڑی۔

”اوہ۔ اوہ ڈیڈی رے۔ اوہ میرے ڈیڈی۔ گرینڈ ڈیڈی۔ اس  
کے گرینڈ ڈیڈی کی توبہ۔ اوہ میں چلتا ہوں۔“..... قاسم نے بری  
طرح کا نپتہ ہوئے کہا اور کرٹل فریدی اسے جیرت سے دیکھنے لگا۔  
قاسم اٹھ کر یوں دروازے کی طرف بھاگا جیسے اس کے پیچے بلاائیں  
لگ گئی ہوں۔

”اسے کیا ہوا۔“..... فریدی نے جیرت سے کہا۔

”کالی دیوی کا سایہ ہو گیا ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم نے اسے ڈرایا ہے۔ کبیں اسے ہارٹ افیک نہ ہو جائے۔“.....

کرٹل فریدی نے بنتے ہوئے کہا۔

”ارے آہستہ بولئے۔ دواندھیروں میں روشنی حرام ہو جاتی  
ہے۔ جیسے دو ملاویں میں مرغی۔“..... عمران نے سرگوشی کرتے ہوئے

”اس بھاری بھر کم کو افیک کے لئے ایتم بم چاہیے۔ فریدی صاحب

کہا۔

تھی۔

”اچھا آؤ میرے ساتھ۔ کوئی میں چل کر بات کریں گے۔“ ...

کرٹل فریدی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ مگر میں نے ابھی یہمہ نہیں کرایا۔“ ... عمران نے بڑی

طرح خوفزدہ ہونے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

”بیمہ۔۔۔ یہے کا یہاں کیا تعلق؟“ .... کرٹل فریدی نے حیران ہو کر

پوچھا۔

”جناب!۔۔۔ بغیر یہے کے مر جانا ایسے ہے جیسے یہ کمپنی کو جائیداد

تحفہ میں دے دی جائے۔ آدمی زندہ تو بھوکا مرے اور رجیع

مر جائے تو کم از کم مزار تو خوبصورت بن جائے گا یہہ کے کلام کی رقم

سے۔“ ... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”اوہ!۔۔۔ اتنی بزرگی بھی اچھی نہیں۔ میں تو یہاں پلیک جگہوں پر

”دو اندر ہیروں میں۔“ ... کرٹل فریدی چونک پڑا۔

”اے آپ کی بیک فورس عرف کالی دیوی۔ اور وہ ڈارک

کلب یعنی کالا دیوتا۔ ان کے درمیان مجھے جیسا روشن آدمی تو حرام

ہوئی جائے گا۔“ .... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”چلوٹکر ہے تم نے روشن کہا ہے۔ ورنہ پہلے مجھے شنک ہو گیا تھا کہ

کہیں روشنی کہہ کر تم نے اپنی اصل جنس کا تو تعارف نہیں کر دیا۔“ ....

فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران کھل کھلا کر ہنس پڑا۔ فریدی کا

جملہ خوبصورت تھا۔

”جناب!۔۔۔ ہم نے تو آج تک آپ کی جنس پر شنک نہیں کیا۔۔۔

ورنہ فریدی کے مقابلے میں فریدی تو واضح ہے۔“ .... عمران نے جوابی

چوٹ کرتے ہوئے کہا۔ اور اس پار کھل کھلا کر بہنسے کی باری فریدی کی

گھوم رہا ہوں اور تم کوئی میں جاتے ہوئے ڈرتے ہو۔”...کرٹل فریدی نے کہا۔

”کرٹل صاحب!... کیا بتاؤں آ جکل فارغ تھا۔“ میں نے سوچا کہ چلو اپنے خالہ جاد سے جا کر رقم اپنھا لاؤں۔ لیکن وہ تو اٹا مجھ سے بھیک منگوانے پر بیتا رہ گیا۔“... عمران نے سنجیدہ لبجھ میں کہا۔

”یعنی آپ کا مطلب ہے کہ اتنی تو نہیں۔ لیکن تھوڑی بہت اچھی ہوتی ہے۔“... بھلا کہتی؟“... عمران نے کہا۔

”تو تم بتانا نہیں چاہتے۔“ بھیک ہے تمہاری مرضی۔ لیکن میرے ”تم آؤ۔“ پھر بتاؤں گا۔“... کرٹل فریدی نے دروازے کی طرف ہوتے ہوئے تم ہوٹل میں نہیں رہ سکتے۔“... فریدی نے انتہائی سنجیدہ لبجھ میں کہا۔

”مم۔ مگر میرا سامان۔“... عمران نے رو دینے والے لبجھ میں کہا۔ ”وہ تم سے پہلے ہی کوئی پہنچ گیا ہے۔ فکر نہ کرو۔“... کرٹل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے سر ھلا دیا۔

”ہوں۔ تو یہ بات ہے۔ اب میں سمجھ گیا کہ تم یہاں کیوں تھوڑی دری بعد وہ دونوں کار میں بیٹھے کوئی کی طرف چل پڑے۔ آئے۔ لیکن تمہاری ہمدردی کا بے حد شکریہ۔ میں خود ہی ان سے نہ کھوس لبجھ میں کہا۔

”ہاں!... اب بتاؤ کیسے آنا ہوا۔“... فریدی نے کار چلاتے ہوئے اونگا۔ کرٹل فریدی ان حقیر چوہوں کے ہاتھوں نہیں مر سکتا۔“... فریدی کہا۔

”تو بہ تو بہ!... آپ کے منہ میں خاک... اوه سوری!... کیا کہتے اور نقشہ چوری ہونے تک کی تمام تفصیل بتا دی۔

”اوہ!... بڑی خوبصورت پلانگ کی ہے انہوں نے... اس کا مطلب ہے خاصے ذہین لوگ ہیں۔ فریدی صاحب!... آپ نے خفیہ ہیڈ کواٹر کا نقشہ دیکھ لیا ہے تو جیوش آر گنازیشن اس وقت تک ہیں۔ میرے منہ میں لگنی شکر۔ ارے یہ محاورے ہمیشہ ہی ناط ہوجاتے ہیں۔ بہر حال سوچ لوں۔“ عمران نے آنکھیں بند کر لیں جیسے صحیح محاورہ سوچ رہا ہو۔

”سن عمران!... ان لوگوں نے کرٹل فریدی کی چیلنج کر کے اپنی موت کو آواز دی ہے۔ یہ تھیک ہے کہ وقت طور پر مجھے دھوکہ دینے میں وہ کامیاب ہو گئے ہیں۔ اور انہوں نے دائیں فاکس کا بھی خاتمه کر دیا ہے۔ لیکن میں انہیں پاتال سے بھی گھیٹ نکالوں گا۔ اور پھر یہ میرے ہاتھوں کتے کی موت مریں گے۔“ کرٹل فریدی کہ لہجے بے حد سخت تھا اور اس بار عمران چونک کراسے دیکھنے لگا۔

”کیا مطلب!... وقت دھوکے سے کیا مطلب؟“ عمران کے لمحے میں حیرت تھی اور فریدی نے اسے حمید کے انہوں لیکر کوئی میں ڈاکر کلب اور جیوش آر گنازیشن کے متعلق تفصیلات بتائی ہیں ڈاکر کلب پیشہ ور قاتلوں

کی تنظیم ہے۔ لیکن یہ جیوش آر گنازیشن کی ذیلی تنظیم بھی ہے۔ اس کا چیف بس ایک سنبھل سرا اور درشت چہرے والا نامی گرامی قاتل ہے جس کا نام کرافٹ ہے۔ اس گروپ میں دولڑ کیاں اور چار مرد شامل ہیں۔ کرافٹ مہمندے مزاج کا قاتل ہے اور انہائی ذہانت سے جال پھینکنے کا عادی ہے۔ اس گروپ میں شامل دو عورتوں کے نام سمکا اور شیری ہے۔ دونوں انہائی خوبصورت اور نوجوان لڑکیاں ہیں لیکن انہائی بے رحم اور سفاک دل کی مالک ہیں۔ دل کو ہاتھ میں لے کر یوں مسلتی ہیں جیسے اس کا جوں نکال رہی ہوں۔ ..... عمران اچھی خاصی بات کرتے کرتے اچانک پھر سے اتر گیا۔

”جل تو جال تو۔ آئی بلا کوئاں تو۔“..... عمران نے حمید کو دیکھتے ہی ”معلومات حاصل کرنے کے لئے خالہ جاد بننا پڑتا ہے فریدی صاحب!۔۔۔ بڑا مشکل کام ہے۔ کبھی قاسم کا خالہ جاد بن کر دیکھیے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فریدی بنس پڑا۔

کار پورچ میں رک چکی تھی اور پھر دونوں ہی باہر نکل آئے برآمدے میں کیپٹن حمید کھڑا بڑی کینہ تو نظروں سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ اسے شامند پہلے ہی عمران کے سامان کی آمد کی اطلاع عمل چکی تھی۔

”بلا تو جال تو۔ آئی بلا کوئاں تو۔“..... عمران نے حمید کو دیکھتے ہی زور زور سے وظیفہ پڑھنا شروع کر دیا۔

”بلا تو کار میں آئی ہے۔“..... حمید نے دانت پیتے ہوئی کہا۔ ”اچھا۔ کمال ہے۔ اب بات یہاں تک پہنچ گئی فریدی صاحب!۔۔۔

کی تنظیم ہے۔ لیکن یہ جیوش آر گنازیشن کی ذیلی تنظیم بھی ہے۔

آر گنازیشن سے بات کہتی لیکن انہوں نے مجھے ٹرخا دیا

آپ کیپن صاحب کے لئے بلا بن چکے ہیں۔۔۔ ارے معاف بھاری جسم کے ہیں۔۔۔ عمران نے بھی سنجیدگی سے جواب دیتے کر دیجئے۔۔۔ بے چارہ عاشق مزاج بے ضرر سا آدمی ہے۔۔۔ دو چار ہوئے کہا۔

باقی تین کر کے دل پشاوری کر لیتا ہے۔۔۔..... عمران نے بات فریدی پر باقی تین کر کے دل پشاوری کر لیتا ہے۔۔۔..... عمران نے بات فریدی پر ”ٹھیک ہے۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ نقشہ اڑانے میں گروپ کے ڈالتے ہوئے کہا۔

”جمید!۔۔۔ نمبر الیون سے معلوم کرو کہ کسی نے تعاقب تو نہیں کیا۔۔۔“ انہوں نے مقامی غنڈوں کا سہارا لیا ہے۔ اور یہ غنڈے بھی وہ گوا سے لے کر آئے تھے۔۔۔ فریدی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

۔۔۔ کریم فریدی نے حمید سے مخاطب ہو کر سخت لمحے میں کہا اور خود عمران کا ہاتھ پکڑے ڈرائیور گ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”کیپن حمید کی قسم اچھی تھی کہ مقامی غنڈوں کی وجہ سے اس کی جان بچ گئی۔۔۔ اور شائد اسی غلطی کی بنا پر وہ مقامی غنڈے بھی مارے گئے ہیں۔۔۔ ظاہر ہے کہ حمید نے آپ کو ان سے حلیے وغیرہ کی تفصیل اُوگ ہیں اس کلب میں؟“۔۔۔ فریدی نے صوف پر بیٹھتے ہوئے سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”تادی ہوگی۔۔۔“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔۔۔ یقیناً ایسا ہی ہوا ہو گا۔۔۔ میں ایک بار پھر تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔۔۔ تم نے ان اوگوں کے متعلق تفصیلات بتا کر ”چار مرد ہیں۔۔۔ بارہن۔۔۔ جیکھی۔۔۔ جا کی۔۔۔ اور سام۔۔۔ صرف سام کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ دبلا پتلا اور لمبے قد کا ہے۔۔۔ باقی تینوں

مجھے ان کے زیادہ قریب کر دیا ہے۔” فریدی نے انتہائی سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”اس میں شکریہ کی کوئی بات نہیں۔“ تفصیل میں نے اپنے مقصد کے لئے حاصل کی تھی۔ اور آپ بار بار میرے یہاں آنے کا مقصد پوچھ رہے تھے تو اصل بات یہ ہے کہ آپ کافون ملنے کے بعد مجھے خیال آگیا کہ اگر جیوش آر گنائزیشن سائلینڈ میں اس طرح کام کر سکتی ہے تو پھر یقیناً پاکیشیا میں بھی ان کا کوئی نہ کوئی گروپ کام کر رہا ہوگا۔ میں نے سوچا کہ ڈارک کلب میں سے کسی کو پکڑ کر اس کے ذریعے اس گروپ کا پتہ چلاوں گا۔ لیکن اب آپ کی تباہی ہوئی تفصیل کے بعد معاملہ زیادہ گھم بیہر ہو گیا ہے۔ جیوش آر گنائزیشن بہت بڑی تنظیم ہے۔ ڈارک کلب جیسی بیٹھار تنظیمیں اس کے اندر کام کرتی ہیں۔ مجھے نقشے کے متعلق علم نہ تھا۔ لیکن مجھے احساس ہو

رہا ہے کہ آپ اب ایک یقینی خطرے میں پھنس چکے ہیں۔ آپ زیادہ سے زیادہ ڈارک کلب کا خاتمہ کر دیں گے تو وہ اور تنظیم بھیج دیں گے۔ آپ کس کس کا خاتمہ کریں گے اور پھر اندر ہیرے کو نے سے چلنے والی کوئی نہ کوئی گولی بہر حال آپ کی طرف ضرور آئے گی۔“..... عمران نے انتہائی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”اس کا اب میری نظر میں صرف ایک ہی حل ہے۔ نقشہ یقیناً آپ کے ذہن میں موجود ہو گا۔ اس نقشے کی مدد سے آپ ان کے ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کر کے اس پر حملہ کر دیں۔ وہ جڑی کاٹ دیں جس کی شاخیں اور پتے آپ کی طرف لپک رہے ہیں۔“..... عمران نے کہا۔

”ہوں!..... بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔ لیکن اس میں کتنی مسئلے سامنے آتے ہیں۔ یہ من بہر حال سر کاری نہیں ہو سکتا۔ میرا پرائیوٹ

ہو گا اس لئے میں بلیک فورس کو استعمال نہیں کر سکتا۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ میں یہاں سے چھٹی لوں اور خود اکیلا یا کپٹن حمید کو ساتھ لے کر ان پر چڑھ دوڑوں۔ ”فریدی نے سوچتے ہوئے کہا۔ ”سرکاری نہیں تو سرکاری بنا یا جا سکتا ہے۔ یا دوسری صورت یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس طرح آپ اور کپٹن حمید چھٹی لیں گے اس طرح آپ کی بلیک فورس کے بھی دس بارہ بمبر چھٹی لے سکتے ہیں۔ میں اور میری ٹیم بہر حال حاضر ہے۔ ”..... عمران نے کہا۔

”آپ کی حکومت کے لئے نہ بن سکتا ہو۔ یعنی میری حکومت کے لئے تو بن سکتا ہے۔ بلکہ یوں سمجھیں کہ بن چکا ہے۔ اگر ہم شاکرات کے کہنے پر معصوم فلسطینیوں کے قتل عام کا انتقام لینے کے لئے اسرائیل میں تباہی پھیلا سکتے ہیں تو کیا پوری دنیا میں پھیلے ہوئے مسلمانوں کا مسئلہ ہی نہیں ہے۔ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے سارے اربوں مسلمانوں کو ان یہودیوں بھیڑ یوں سے بچانے کے لئے کام نہیں کر سکتے۔ ”..... عمران کا لہجہ چنان کم طرح سخت تھا۔

"بہر حال اس بات پر غور کریں گے۔ فل الحال تو ڈارک کلب کا مسئلہ ہے۔ اس نے میرا گور کھا چکیدار قتل کیا ہے۔ میں اسے اب رسیور انٹھالیا۔

"لیں۔" کرنل فریدی نے صرف "لیں" کہنے پر ہی اکتفا کیا۔ زندہ تو بہر حال نہیں چھوڑ سکتا۔" کرنل فریدی نے بات ثابتے ہوئے کہا۔

"کرنل فریدی صاحب سے بات کرائیں۔" میں راج شری بول رہی ہوں مزی بالم کپور۔ پلیز جلدی کریں۔" دوسرے طرف سے ایک عورت کی انتہائی بھرا تی ہوتی آواز سنائی دی۔

"اوہ بجا بھی آپ ہیں۔" میں فریدی بول رہا ہوں۔ خیریت ہے۔" کرنل فریدی نے چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔

"فریدی صاحب!۔" خدا کے لئے جلدی میرے پاس آئیے۔ میرے بیٹھے رام شری کواغوا کر لیا گیا ہے۔ وہ پچاس لاکھ روپے چوبیس گھنٹوں کے اندر مانگ رہے ہیں اور ساتھ ہی انہوں

"پھر ایسا کریں کہ آپ اپنے ذہن میں موجود نقشہ کاغذ پر بنالیں اس کی ایک کاپی مجھے دے دیں۔" آپ یہاں ڈارک کلب سے پہنچئے۔ جب تک میں ان کے ہیڈ کوارٹر کوڑیں کرنے کا کام آگے بڑھاؤں گا۔" جب آپ ڈارک کلب کا خاتمہ کر لیں گے تو اگر

چاہیں تو میرے ساتھ شامل ہو جائیں۔" چاہے تو یہاں بیٹھے سن لیا

"فریدی عمران کی بات کا کوئی جواب دیتا، پاس پڑے ہوئے شیلیفون کی گھنٹی نجاتی۔

نے دھمکی دی ہے کہ اگر پولیس یا سکرٹ سروس یا کسی دوسرے کو سے بات کرائیں۔ ”... فریدی نے حیرت بھرے لبھ میں کہا۔ اطلاع دی گئی تو رام شری کا گلاکاٹ دیا جائے گا۔ ” پلیز خدا کے لئے ” بیلو کرٹ! ... پلیز جلدی آ جاؤ۔ ہمارے ساتھ بہت ظلم ہوا ہے۔ راج شری تو سنبھالی نہیں جا رہی۔ پلیز۔ ” ... چند لمحوں بعد میرے رام شری کا بچایے۔ وہ تو نخاس اکھلوانا ہے۔ وہ تو ان ظالموں کے ہاتھوں ٹوٹ جائے گا۔ ” پلیز۔ ”... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز ابھری۔

انہائی گھبراۓ ہوئے لبھ میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رو نے اور اور کرنل فریدی کی پیشانی پر موجود تکنیں صاف ہو گئیں۔ ” یہ واقعہ کب ہوا ہے؟ ”... فریدی نے کہا۔ سکیاں لینے کی آواز ایں شروع ہو گئیں۔

” بالم کپور صاحب کہاں ہیں۔ ”... اور یہ واقعہ کس وقت ہوا ہے؟ ”... ” پلیز۔ یہیں آ جاؤ کوئی۔ ” تفصیل سے بات ہو گی۔ ” پلیز جلدی کرو۔ ” میرا ذہن کام نہیں کر رہا۔ ”... دوسری طرف سے گھبراۓ فریدی نے سنجیدہ لبھ میں کہا۔

” وہ۔ وہ موجود ہیں۔ انہی کے کہنے پر میں نے آپ کوفون کیا ہوئے لبھ میں کہا گیا۔ ”

” اچھا تھیک ہے۔ ” میں آ رہا ہوں۔ ” بھرا نہیں۔ ” بھا بھی کوئی جواب دیا۔ ” کہیں شیپ نہ ہو رہا ہو۔ ”... راج شری نے دیں۔ ” رام شری مل جائے گا زندہ سلامت۔ ” کرنل فریدی نے ” شیپ ہو رہا ہو گا تو آپ کافون بھی تو ہو رہا ہو گا۔ ”... آپ میری ان کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تب تک مجھے اجازت... میں ذرا خالہ جاد کو مزید نچوڑ کر دیکھوں۔ والے کمرے میں موجود تھا اور شاند عمران کی وجہ سے وہ پہلے اندر نہ اچھا بھلا کام ہو رہا تھا کہ آپ کے آنے کی وجہ سے وہ بدک گیا۔" .... آیا تھا۔

عمران نے بھی اشتبہ ہوئے کہا۔ "گیراج سے ڈائنس نکال لاؤ۔ جلدی کرو۔" ... کرنل فریدی نے

"ٹھیک ہے آؤ۔ جہاں تم کہو گے۔ میں تمہیں ذرا پ کر دوں گا۔" حمید سے مخاطب ہو کر کہا۔

فریدی نے کہا۔ "سوری!... میں اس کا ذرا نیوں نہیں ہوں۔ اسے خود بھیج دیں۔

"کیا کوئی کار ادھار نہیں مل سکتی۔ دراصل کچھ رقم کی۔ اور آپ نکال لے گا۔ ہونہہ۔" ... کیپشن حمید نے کاٹ کھانے والے لبجے میں کہا۔ وہ ان کی گفتگو تو سن ہی رہا تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ کار جانتے ہیں کہ کیسی کامیٹر ورلڈ ریس چیمپن ہوتا ہے۔ ... عمران نے جھوکتے ہوئے کہا۔ عمران کے لئے منگوائی جا رہی ہے۔

"اوہ ہاں۔ سوری! مجھے خیال نہیں رہا۔ حمید۔" ... کرنل فریدی نے حمید کے اس غیر متوقع جواب پر غصہ آگیا تھا۔ معدورت بھرے لبجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اوپنی آواز میں حمید کو بلا یا۔

"رہنے دیں فریدی صاحب!... خواخواہ ذرا نیوں گیک سیٹ کو پاک کروانا پڑے گا۔ آپ مجھے گیراج بتا دیں۔ میں خود ہی لے لوں گا۔" "لیں۔" ... دوسرا لمحے حمید دروازے پر نمودار ہوا۔ وہ یقیناً ساتھ

عمران نے کہا۔

گئی۔ ڈارک کلب کا چیف بس کرافٹ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا

ہیڈ پوسٹ آفس میں داخل ہوا۔ اس وقت وہ مقامی لوگوں کے میک سمجھتے۔ ورنہ۔۔۔ کرٹل فریدی نے انتہائی کرخت لبجھ میں عمران کے اپ میں تھا اور اس کے سنبھال پر سیاہ رنگ کے گنگھریاں بالوں کی دگ چڑھی ہوئی تھی۔ اس نے کٹشی رنگ کوٹ پہننا ہوا تھا۔ آنکھوں بعد حمید سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور حمید کندھے اپ کا تاہو باہر چلا گیا۔

کرٹل فریدی عمران کو ہمراہ لے کر کوٹھی کے عقب میں بنے ہوئے پر دھوپ کا چشمہ تھا۔

”مجھے فارن پوسٹ میں ایک لفافہ بھجوانا ہے۔۔۔“ اس نے برآمدے میں داخل ہو کر ایک کاؤنٹر ٹکر سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”یہی شعبہ فارن پوسٹ کا ہے۔۔۔ لا یئے لفافہ۔۔۔“ کلرک نے جواب دیا۔

عمران کی کار کے پیچھے ہی کرٹل فریدی کی کار بھی باہر آگئی اور پھر کروک تک وہ دونوں آگے پیچھے بھاگتی رہیں۔ چوک سے فریدی کی کار دائیں طرف کو مرگی جب کہ عمران کی کار سیدھی شہر کی طرف بڑھتی چلی کلرک کی طرف بڑھادیا۔

کلرک نے لفافے پر لکھا ہوا تاراک کا پتہ پڑھا اور پھر اس نے اس کا وزن کیا۔

کلرک نے غور سے پتہ پڑھا اور پھر ایک رجسٹر کے ورقوں کے

”بیس روپے چالیس پیسے۔“..... کلرک نے حساب لگانے کے بعد کہا درمیان رکھی ہوئی مختلف مالیت کی تکمیلیں نکالیں اور انہیں لفافے پر چپکانا شروع کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اس پر رجسٹر ڈنبر کی چھت چھپاں کی اور رسید کا ثانی شروع کر دی۔

اور کرافٹ نے نوٹوں کا بندل جیب سے نکال کر اس میں ایک نوٹ کھینچا اور کلرک کی طرف بڑھا دیا۔

”اوہ!۔۔۔ اس پر آپ نے اپنا پتا درج نہیں کیا۔۔۔ اسے درج کیجئے۔“..... کلرک نے رقم لینے کے بعد لفافے والیں کرافٹ کی طرف دھکلتے ہوئے کہا۔

پڑھ کر اسے ایک طرف رکھے ہوئے لفافوں پر ڈال دیا۔

”کیا یہ ضروری ہے؟“..... کرافٹ نے پوچھا۔

کرافٹ کھڑا اسے غور سے دیکھتا رہا۔ جب اس نے لفافے ایک طرف

”جی ہاں!۔۔۔ ضروری ہے۔۔۔ رجسٹر ڈپوٹ بھیجنے کے لئے ضروری رکھ دیا تو وہ واپس پلٹا۔ لیکن وہ پوسٹ آفس سے باہر آنے کی بجائے

ہے۔ اگر یہ لفافہ کسی وجہ سے وہاں ڈیورنہ ہو سکے تو پھر آپ کے

ایئر لیس پر واپس بیٹھ جائے گا۔“..... کلرک نے کہا اور کرافٹ نے حرکات و مکنات کو بخوبی دیکھ سکتا تھا۔ اسے دراصل کلرک نے اس

سرھلاتے ہوئے لفافے کی ایک سائیڈ پر اپنا نام اور پتہ لگھیٹ دیا۔

طرح بار بار پتہ پڑھنے سے شک میں ڈال دیا تھا۔ ورنہ عام ڈاک کا پتہ اس طرح غور سے کوئی نہیں پڑھتا۔

فارن ڈاک کو چیک کیا جائے اور ہو سکتا ہے کہ تمام ڈاک پہلے کرٹل فریدی کے پاس پہنچتی ہو اور وہاں سے چیک ہو کر باہر جاتی ہو۔

گو اسے معلوم تھا کہ اس وقت کرٹل فریدی، بارش اور شیری اور ہے۔ جیوش آر گنائزیشن کے خفیہ ہیڈ کوارٹر کا وہ نقشہ جو فریدی نے گو اسے معلوم تھا کہ اس وقت کرٹل فریدی، بارش اور شیری اور ہے۔ جیوش آر گنائزیشن کے خفیہ ہیڈ کوارٹر کا وہ نقشہ جو فریدی نے حاصل کر لیا تھا۔ اس نے پہلے سوچا تھا کہ اسے کسی ائر کمپنی کے ڈریئے بھیجا جائے۔ لیکن پھر اسے معلوم ہوا کہ ائر کمپنی کی ڈاک باقاعدہ سنر ہوتی ہے تو اس نے اسے عام ڈاک کے طور پر بھیجنے کا

پھر بھی محتاط رہنا اس کی فطرت میں شامل تھا۔

اور دوسرے لمحے دیکھ کر کرافٹ نے ہونٹ بھینچ لئے کہ کلرک نے ادھر ادھر دیکھنے کے بعد وہ لفافہ دوبارہ اٹھا لیا اور اس کا پتہ غور سے فیصلہ کیا تھا۔ لفافے پر پتہ ڈاک کلب کے ہیڈ کوارٹر کا تھا۔ وہاں سے یہ لفافہ خفیہ طور پر جیوش آر گنائزیشن کے کسی ڈائریکٹر تک پہنچا دیا جانا تھا لیکن کلرک کی حرکات نے اسے منکوک کر دیا تھا۔ اس کے ڈاک میں فوراً یہ خیال آگیا تھا کہ کہیں کرٹل فریدی نے سرکاری طور پر ڈاکخانے میں ایسی ہدایات انہیں بھجوادیں کہ منکوک پتے کی حامل

کلرک چند لمحے پتہ پڑھتا رہا۔ پھر اس نے لفافہ دوبارہ انہی لفافوں میں رکھ دیا۔ اور سیٹ سے اٹھ گیا۔

کرافٹ اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ اسے ایک بار خیال آیا کہ لفافہ واپس اٹھا لے۔ لیکن جہاں لفافے رکھے ہوئے تھے وہاں تک

اب سارا کھیل اس کی سمجھ میں آگیا تھا۔ ساری ڈاک چیک کرنا تو  
محال تھا اس لئے کرٹل فریدی نے کلرک کی جگہ بلیک فورس کا آدمی  
بٹھا دیا کہ جس لفافے کی طرف سے وہ مٹکوں ہو، وہ اسے کال  
کر دیتا اور پھر شام کرٹل فریدی سرکاری طور پر اس لفافے کو منگوا

اس کا ہاتھ نہ پہنچتا تھا۔ اور لفافہ اٹھانے کے لئے اسے کلرکوں اور  
آفیسروں سے بھرے ہوئے ہال میں جانا پڑتا اور ظاہر ہے وہ لوگ  
اسے لفافہ نہ اٹھانے دیتے۔ اس لئے وہ خاموش کھڑا کلرک کو دیکھتا  
رہا۔

لیتا۔ یہ بڑا آسان ساطر یقہ تھا۔ لیکن اب کرافٹ فیصلہ کر چکا تھا کہ وہ  
اس کلرک کو کال کرنے سے پہلے ہی ختم کر دے گا اور پھر اس کی لاش  
کو ایسی جگہ پر پھینک دے گا جہاں سے کم از کم ایک دو روز تک وہ

کسی کی نظر نہ آسکتے تاکہ اس دوران لفافہ عام ڈاک کے ساتھ ملک  
سے باہر نکل جائے۔ اس کی تیز نظروں نے ٹولٹش کے پیچھے ویران  
سی جگہ چیک کر لی تھی۔ جونہ صرف آف سائینڈ تھی بلکہ وہاں سرکندوں  
کا ایک ذخیرہ سا ناظر آرہا تھا۔ شام کا اس طرف کبھی کوئی آیا ہی نہ تھا۔  
”ہیلو مسٹر“... اچانک کرافٹ نے جیب میں رکھے ہوئے سائلنسر

کلرک بجائے کسی کے پاس جانے کے ایک دروازے سے ہو کر ہال  
سے باہر نکل آیا اور ایک راحداری میں مڑ گیا۔ کرافٹ اس کے پیچھے  
چلنے لگا۔

راہداری کراس کر کے وہ کلرک ڈاکخانے کی عقبی سمت ایک طرف ہٹ  
کر بننے ہوئے ٹولٹش کی طرف بڑھ گیا۔ اور اب کرافٹ کو یقین  
ہو گیا کہ اس کا شک درست ہے۔ یہ کلرک یقیناً کرٹل فریدی کی بلیک  
فورس کا رکن ہے اور شام کے ٹولٹ میں اس نے جا رہا ہے تاکہ  
ٹرانسمیٹر پر کرٹل فریدی کو اس لفافے کے متعلق اطلاع دے سکے۔

لگ ریو اور کے دستے پر ہاتھ رکھتے ہوئے ٹوٹکٹ کے دروازے پر  
اس نے ریو اور نکال کر اس کی جھلک نو جوان کو دکھانی اور پھر اسے  
پہنچنے والے اسی کلرک کو خاطب کر کے کہا۔

کلرک اس کی آواز سن کرتیزی سے مڑا اور پھر کرافٹ کو اپنی طرف  
بڑھتے دیکھ کر وہ حیرت سے ٹھہر گیا۔

"خبردار!... اگر آواز نکالی تو یہیں ڈھیر کر دوں گا۔ صرف میری  
ایک بات سن اواهہ نوٹلش کے پیچے آ کر۔".... کرافٹ نے اسے

بازو سے پکڑ کر کرخت اور سرد لبجے میں کہا۔

"جی فرمائیے!۔ کیا بات ہے؟".... کلرک نے کچھ نہ سمجھنے والے  
نو جوان کی آنکھیں ریو اور دیکھ کر اور اس کا کرخت لبجہ سن کر حیرت  
لبجے میں کہا۔

"میں نے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔ انتہائی ضروری پلیز سے پچھنے کے قریب ہو گئیں۔  
ذرا اس طرف ہو کر میری بات سن لجھے۔".... کرافٹ نے اس کے "گک۔ گک۔ مم۔ میرا قصور" نو جوان نے بری طرح ہکاتے  
قریب پہنچنے ہوئے کہا۔

"میں ٹوٹکٹ سے ہو کر آ رہا ہوں۔ آپ کا ڈنٹر پر چلیں۔"....  
یاد رکھو۔ گولی سیدھی دل پر پڑے گی۔".... کرافٹ نے کہا اور نو جوان  
نو جوان نے بر اسمانہ بناتے ہوئے جواب دیا۔  
"میری بات سنو".... اچانک کرافٹ نے سرد لبجے میں کہا اور ساتھ ہی  
نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے اثبات میں سرخلا دیا۔ کرافٹ

اسے لے کر نوائیلٹس کی پشت پر سرکنڈوں میں پہنچ گیا۔

”اب بولاو۔ ژنسیمیر کہاں ہے۔ جس کی مدد سے تم نے کرنل فریدی کو اطلاع دینی تھی؟“.... کرافٹ نے اکیلی جگہ پر جاتے ہی کہا۔

”ٹٹ۔ ژنسیمیر۔ کیساڑا ژنسیمیر۔ مم۔ میں تو نوائیلٹ میں جا رہا تھا۔“.... نوجوان نے ژنسیمیر کا سن کر اور زیادہ بھرا کر کہا۔

”تم اس لفافے کے پتے کو غور سے کیوں پڑھ رہے تھے؟“....

کرافٹ نے پوچھا۔ ویسے اسے نوجوان کے چہرے پر موجود گھبراہٹ اور خوف سے اندازہ ہو رہا تھا کہ نوجوان بے قصور ہے اس

کا اپنا ہی اندازہ غلط تھا۔ کم از کم بلیک فور تنظیم کارکن اس طرح کی فطری اداکاری نہیں کر سکتا اگر اسے اداکاری کہا جائے تو۔

”وہ۔۔۔ وہ اس میں ناراک کے چچے عجیب لکھے ہوئے تھے۔ ہم

اینا۔ اے۔ آر۔ اے۔ کے۔ لکھتے اور پڑھتے ہیں۔۔۔ جب کہ اس لفافے پر این۔ ڈبل اے۔ آر۔ اے۔ سی۔ لکھا ہوا تھا۔“.... نوجوان نے جلدی سے جواب دیا۔

”اوہ اچھا۔ تو یہ بات ہے۔۔۔ لیکن تمہاری اتنی باریک بینی ہمارے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔۔۔ اس لئے تم چھٹی کرو۔“....

کرافٹ نے اس بار سرد لبجھ میں کہا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ بھل کی سی تیزی سے جیب سے باہر آیا اور ٹھنک کی بلکی سی آواز کے ساتھ ہی نوجوان کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔ وہ جھٹکا کھا کر پشت کے بل سرکنڈوں کے اوپر گر گیا۔ اس کا جسم اٹھنے لگا تھا۔ سیدھی دل میں گھس جانے والی گولی نے اسے چیختنے کی بھی مہلت نہ دی تھی۔

کرافٹ نے بڑے مطمئن انداز میں سائلنسر لگی ہال سے نکلنے والے دھونکیں کی لیکر کو پھونک مار کر منتشر کیا اور پھر غور سے اس مرتبے ہوئے

نوجوان کو دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے یا آنکھوں میں ہماردی یا رحم کی ذرا بہت بھی رقم موجود نہ تھی۔

اس کی نظریں اسی آدمی پر جمی ہوتی تھیں جو لفافے اٹھا کر لے گیا تھا۔ اور پھر جب اس نے اسے تمام لفافے ایک خالی ٹھیکی میں ڈال کر نوجوان کا جسم چند لمحوں تک اینٹھتا رہا۔ پھر وہ ایک جھٹکے سے ساکت اسے سل کرتے دیکھا تو اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات اپنے آئے اور وہ تیزی سے مڑا اور تیز تیز قدم اٹھا تا پار کنگ میں موجود ہو گیا۔

جب کرافٹ کی تسلی ہو گئی کہ نوجوان واقعی ختم ہو چکا ہے تو وہ واپس اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

کرٹل فریدی کی کار سیکرٹری داخلہ بالم کپور کی کوٹھی کے گیٹ میں داخل ہوتی، باہر کھڑے مسلح چوکیدار نے فریدی کو بڑے مود بانہ اسی اوپنے سٹول کی آڑ میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی نظریں اب بھی اسی خالی کاؤنٹر پر جمی ہوتی تھیں۔ کاؤنٹر کے ساتھ لفافے دیے ہی پڑے ہوئے تھے۔ وہ کافی دیر تک کھڑا رہا۔ پھر اس نے ایک آدمی کو بڑھانے کے سے انداز میں اس خالی کاؤنٹر کی طرف بڑھتے ہوئے آتے ہی اس نے بریک لگادیئے اور کھڑکی سے سرنکال کر چوکیدار دیکھا۔ اس آدمی نے لفافے اور رسید بک اٹھا لی اور واپس چلا گیا۔ کرافٹ اگے بڑھا اور اب کاؤنٹر کی جالی کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ کو اپنے پاس بیایا۔

"لیں صاحب"..... چوکیدار نے بھاگ کر قریب آتے ہوئے کہا۔  
لئے چوکیدار زیادہ تفصیل بتا سکتا ہے۔

"یرام شری کس وقت اغوا ہوا ہے؟".... کرنل فریدی نے اس سے  
پوچھا اس نے سوچا کہ ماں باپ کے توہ ہوش تھکانے نہیں ہوں گے اس  
کیا چکر تھا؟ بہر حال کرنل فریدی نے کار آگے لے جا کر پورچ میں

"کیا بولتا ہے صاحب!... رام شری اغوا۔۔۔ صاحب! رام شری  
تو شوشن پڑھنے گیا ہے صاحب۔۔۔ ڈرائیور سے خود چھوڑ کر ابھی  
تحوڑی دیر پہلے آیا ہے صاحب"..... چوکیدار نے حیرت بھرے  
لہجے میں کہا۔

"کب گم ہوا ہے رام شری؟".... کرنل فریدی نے اندر داخل ہوتے  
ہوئے پوچھا۔ وہ راج شری اور بالم کپور دونوں سے مخاطب تھا کہ  
اچانک بالم کپور نے جواب دینے کی بجائے اپنا ہاتھ اوپنچا کیا۔ اور  
عین اسی لمحے کرنل فریدی یکخت اپنی جگہ سے اچھلا۔ دوسرے لمحے  
چار دھماکے ہوئے۔ لیکن فریدی بجلی کی سی تیزی سے اٹھی قلا بازی لگا

اور فریدی کی آنکھوں میں حیرت کے ساتھ ساتھ بھجن سی بھی تیر گئی۔  
"رام شری کس وقت گیا ہے"..... فریدی نے پوچھا۔  
"ابھی صاحب!... دس منٹ پہلے صاحب!... یہاں پاس ہی  
تو اس کے ٹیوڑ کا رہائش ہے صاحب!... ڈرائیور کو واپس آئے دو

کراپنی پشت پر موجود دروازے سے باہر جا گرا تھا۔ اس نے بالم کپور ”کیا ہوا فریدی صاحب!۔۔۔ کیا ہوا۔۔۔ یہ کیسی فائزگ تھی؟“...  
کے ہاتھ اوپر کرتے ہی سب کے ہاتھوں میں ریوا اور دل کی جھلک چوکیدار نے چینتھے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے ڈرائینگ روم کے دیکھ لی تھی اور ظاہر ہے ایسی صورت میں کرٹل فریدی بھلا کیسے رک سکتا تھا۔

”ارے صاحب لاشیں۔۔۔“..... چوکیدار کی چینتھی ہوئی آواز سنائی دی اور

کرٹل فریدی تیزی سے اندر کی طرف دوڑا۔ دروازے کے قریب ہی ان دو آدمیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں جو بالم کپور اور راج شری کے ساتھ ڈرائینگ روم میں موجود تھے۔

ڈرائینگ روم کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ کرٹل فریدی دوڑتا ہوا اس کی طرف بڑھا اور پھر وہ تیزی سے کوئی میں گھوم گیا۔ کوئی خالی پڑی ہوئی تھی۔

پائیں با غ کا عقبی دروازہ بھی کھلا ہوا تھا۔ کرٹل فریدی بھاگ کر اس دروازے سے باہر نکلا۔ لیکن عقبی سڑک خالی پڑی ہوئی تھی، کرٹل فریدی طویل سانس لے کر واپس آگیا۔ اب چوکیدار بھی گھرائے

برآمدے سے باہر گرتے ہی کرٹل فریدی نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ریوا اور نکال کر اس کا رخ دروازے کے اندر کی طرف کیا اور فائزگ کھول دی۔ دوسرے لمحے دو چینیں بلند ہوئیں کرٹل فریدی اچھل کر ایک طرف دیوار کے ساتھ جا لگا۔ چینوں کے ساتھ ہی اندر سے دھماکے ہوئے اور گولیاں عین اس جگہ پڑیں جہاں ایک لمحے پہلے فریدی موجود تھا۔

اسی لمحے چوکیدار سورچا تھا ہوا اپنی رائفل اہر اتا برآمدے میں پہنچ گیا۔ اس نے شائد فائزگ کی آوازیں سن لی تھیں۔

ہوئے انداز میں ادھر آگیا۔

پوچھا۔

”صاحب اور بیگم کہاں ہیں؟“.... چوکیدار نے پریشان لمحے میں پوچھا۔

”وہ نقلی صاحب اور بیگم تھے۔۔۔ یہ نوکر کہاں گئے؟“.... فریدی نے پوچھا۔

”نقلی صاحب اور بیگم۔۔۔ نہیں صاحب!۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔ نوکروں کو تو بڑے صاحب نے چھٹی دے دی تھی۔۔۔ وہ تو مجھے بھی چھٹی دے رہے تھے۔۔۔ مگر بیگم صاحب نے کہا کہ نہیں۔۔۔ کرتل فریدی صاحب نے آنا ہے اسے گیٹ پر ہونا چاہیے، تو بڑے صاحب نے اجازت دے دی۔۔۔“.... چوکیدار نے کہا۔

”وہ ڈرائیور کہاں ہے جو رام شری کو چھوڑ کر آیا تھا۔۔۔ تم کہہ رہے تھے کہ میرے آنے سے دو منٹ پہلے آیا تھا۔۔۔“.... کرتل فریدی نے

”صاحب!۔۔۔ اس کی لاش تو اندر پڑی ہے۔۔۔ یہ بیگم صاحب کا نیا ڈرائیور ہے۔۔۔ بیگم صاحب دوروز پہلے کہیں گیا تھا تو صاحب ساتھ گیا تھا۔۔۔ پھر صاحب اکیلا واپس آگیا۔۔۔ بیگم صاحب آج آیا تو یہ نیا ڈرائیور ساتھ تھا۔۔۔ بیگم صاحب کو کوٹھی پر چھوڑ کر رام شری کو لے کر چلا گیا اور چھوڑ کر واپس آگیا۔۔۔“.... چوکیدار نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور کرتل فریدی سر حالاتا ہوا واپس ڈرائیور نگ رومن میں آگیا۔۔۔ اس نے غور سے ان دونوں لاشوں کے چہروں کو دیکھا۔۔۔ وہ میک اپ میں نہ تھے۔۔۔ اور مقامی افراد ہی تھے۔۔۔ اب ساری سیکھیم فریدی کی سمجھتے میں آگئی تھی یہ اسے قتل کرنے کا پلان تھا اگر وہ چوکیدار سے بات نہ کرتا تو شانکہ اسے آخری لمحے تک اس پلان کا اندازہ نہ ہو سکتا اور ایسی صورت میں چار ریو الوروں سے نکلنے والی گولیاں اسے یقیناً چاٹ جاتیں۔

لیکن چوکیدار سے بات کرنے کے بعد اس کی چھٹی حس نے اسے نے کہا اور چوکیدار سر ہلاتا ہوا گیٹ کی طرف دوڑ پڑا۔

چوکنا کر دیا تھا اور یہی وجہ تھی کہ وہ یعنی آخری لمحے میں بیک ڈائیو مار کر عمران نے کار یا گفت ہیڈ پوسٹ اینڈ شیلکراف آفس کے گیٹ میں اپنے آپ کو پچالینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ ویسے بھی ان لوگوں نے موڑ دی۔ اس کا پروگرام تو اور آنے کا نہ تھا لیکن یورڈ دیکھ کر اچاک

جلدی کی تھی اگر وہ فریدی کو اطمینان سے سن جاتے اور پھر اسے خیال آگیا کہ یہاں سے وہ آسانی سے پا کیشیا کاں کر سکتا ہے۔

چاروں طرف سے گھیر کر فائر کرتے تو یقیناً فریدی کے بچ نکلنے کی کوئی فریدی کی کوئی تھی سے وہ کاں کرنا نہ چاہتا تھا اور باقی جگہوں سے فارن راہ نہ ہوتی۔ لیکن چونکہ ان کے اپنے دلوں میں چور تھا اس لئے انہوں

کاں مسلسل بن جاتی تھی اور اس لئے عمران یورڈ دیکھنے کے بعد

اندر آگیا تھا اس نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر باہر نکل کر وہ

سازش سے بال بال بچا تھا۔

فارن کاں کا کاؤنٹر برآمدے کے ایک کونے میں تھا۔ اس نے گلر

تار کے ساتھ ساتھ دوڑتی ہوئی قائمین تک پہنچیں اور دوسرے لمحے وہ

سے پا کیشیا ڈاٹ ریکٹ ڈائل کرنے کی خواہش ظاہر کی تو پھر گلر کے

کاؤنٹر پر رکھا ہوا فون اس کی طرف بڑھا دیا۔ اس فون کے ساتھ ہی

ایک میز نصب تھا۔ جب کاں مل جاتی تو میز خود بخون دچلنے لگ جاتا تھا

فریدی نے ٹیلیفون اٹھایا تو ٹیلیفون ڈیڈ تھا۔ اس کی نظر میں ٹیلیفون کی

چاروں طرف سے گھیر کر فائر کرتے تو یقیناً فریدی کے بچ نکلنے کی کوئی

راہ نہ ہوتی۔ لیکن چونکہ ان کے اپنے دلوں میں چور تھا اس لئے انہوں

نے فوراً ہی کام نہ نہیں کی کوشش کی تھی بہر حال فریدی ایک خوفناک

سازش سے بال بال بچا تھا۔

فریدی نے ٹیلیفون اٹھایا تو ٹیلیفون ڈیڈ تھا۔ اس کی نظر میں ٹیلیفون کی

چاروں طرف سے گھیر کر فائر کرتے تو یقیناً فریدی کے بچ نکلنے کی کوئی

راہ نہ ہوتی۔ لیکن چونکہ ان کے اپنے دلوں میں چور تھا اس لئے انہوں

نے فوراً ہی کام نہ نہیں کی کوشش کی تھی بہر حال فریدی ایک خوفناک

سازش سے بال بال بچا تھا۔

فریدی نے ٹیلیفون اٹھایا تو ٹیلیفون ڈیڈ تھا۔ اس کی نظر میں ٹیلیفون کی

چاروں طرف سے گھیر کر فائر کرتے تو یقیناً فریدی کے بچ نکلنے کی کوئی

راہ نہ ہوتی۔ لیکن چونکہ ان کے اپنے دلوں میں چور تھا اس لئے انہوں

طرح تالیاں بجاتے ہوئے کہا اور شیری بے اختیار کھل کھلا کر نہس پڑی۔ اس نے مشرقی شہزادوں کے متعلق بیشمار کہانیاں پڑھ رکھی تھیں۔ لیکن اس کی ملاقات آج تک کسی پرنس سے نہ ہوئی تھی اور اب عمران کو پچوں جیسی حرکیں کرتے دیکھ کر اسے بے حد لطف آرہا تھا۔

”آپ واقعی پرنس ہیں۔ کس ریاست کے پرنس ہیں؟ اور یہ ریاست کہاں واقع ہے؟“.... شیری نے پوری دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔ ”ہاں!... فائل انہوں نے مجھے بھجوادی تھی کہ آپ کو دے دی جائے۔ صدر مملکت نے اس سلسلے میں کوئی پیش مینگ کا لکی ہے۔ وہ چاہ رہے تھی کہ آپ اس فائل کر پڑھنے کے بعد مینگ میں شرکت گا۔“

شیری نے اس کا شکر یہ ادا کیا اور پانی پی کر گلاس اسے واپس کر دیا۔ ”واقعی کا جواب تو ڈیمی یامی دے سکتے ہیں۔“ میں نے پیدا ہونے سے پہلے اللہ میاں سے سُنْفِیکیٹ نہ بنوایا تھا۔ باقی ہماری ریاست کا

سے بلیک زیر و کی بُنی سے بھر پور آواز سنائی دی۔

”کوئی کیس لئے بیٹھے ہیں۔“ کوئی جیوش آر گناہ زیشن کا مسئلہ ہے۔“..... بلیک زیر و نے ہستے ہوئے کہا اور عمران جیوش آر گناہ زیشن کے الفاظ سن کر بری طرح چونک پڑا۔

”کیا کہا۔ کیا واقعی؟“..... عمران نے جان بوجھ کر جیوش آر گناہ زیشن کا نام نہ لیا تھا۔

”ہاں!... فائل انہوں نے مجھے بھجوادی تھی کہ آپ کو دے دی جائے۔ صدر مملکت نے اس سلسلے میں کوئی پیش مینگ کا لکی ہے۔ وہ چاہ رہے تھی کہ آپ اس فائل کر پڑھنے کے بعد مینگ میں شرکت کریں۔ آج چار بجے مینگ ہے۔“..... بلیک زیر و نے جواب دیا۔

”فائل میں کیا ہے؟“..... عمران نے ہونٹ چھاتے ہوئے پوچھا اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ اچانک جیوش آر گناہ زیشن کے سلسلے میں کوئی

چکر پڑے گا۔

”اوہ ٹھیک ہے۔ سنو! میں اس وقت سا گالینڈ میں ہوں اور کریل

”فائل میں اسلامی ممالک کی تنظیم و رلڈ اسلامک آر گناز یشن کی ایک فریدی کامہمان ہوں۔ تم میری جگہ مینگ ائنڈ کر لیتا وہاں کہہ دینا سربراہی مینگ کی تفصیلات ہیں۔ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ جیوش کہ تم کام کے لئے تیار ہیں۔ لیکن اپنے طور پر۔ احقوں کی ٹیم میں آر گناز یشن نے ایک نقشہ شائع کیا ہے جس میں تمام اسلامی ممالک شامل ہو کر نہیں۔ کیونکہ تم سے بڑے احمق اور کہیں پیدا نہیں ہو سکتے۔ سمجھ گئے۔ ”..... عمران نے کہا اور دوسرے طرف بلیک زیر وہنس کو جس میں پا کیشیا بھی شامل ہے۔ ایک بڑے ملک کا حصہ دکھایا گیا ہے اور اس ملک کو جیوش اسٹیٹ کا نام دیا گیا ہے۔ فائل میں وہ نقشہ بھی موجود ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک اسلامی ملک آرڈن میں اس تنظیم کی طرف سے حکومت کا تختہ الٹنے کی سازش کا بھی ذکر موجود ہے اس مینگ میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ جیوش آر گناز یشن کے خاتمے کے لئے تمام اسلامی ممالک کے چیدہ چیدہ یکرث دہاں سے طیارے میں سوارہ والوں ہاں بھی چل کر سیٹ تک پہنچا۔ ”..... عمران نے تفصیل شروع کر دی۔ بلیک زیر وہنس کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”بس بس میں سمجھ گیا۔ لیکن کیا کوئی کیس تھا۔ کم از کم مجھے تو بتا دینا

تحا۔”....بلیک زیرو نے سنجیدہ لبجھ میں کہا۔

”کیس ہی سمجھ لو۔ وہ اپنے کرنل فریدی کے ہاں بغیر شادی کے پچھے ہونے والا تھا۔ میں نے سوچا کہ چلو مبارکہا دے آؤں۔ شادی کے بعد تو پچھے ہوتے ہی رہتے ہیں۔ یہ البتہ قابل مبارک باد اقدام تھا۔“... عمران نے کہا اور بلیک زیر و ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”اچھا اوکے!... میں نے فون تو ایک اور مقصد کے لئے کیا تھا لیکن ٹھیک ہے۔ میں شاہد آج ہی واپس آجائوں۔ پھر بات کر لیں گے۔“... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

کلرک جو کسی اور شخص کے ساتھ بات کر رہا تھا عمران کے رسیور رکھتے ہی چونک کر سیدھا ہوا اور اس نے میٹر چیک کر کے ایک رسید پر رقم لکھی عمران نے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر اسے دیا اور کلرک نے بتایا رقم گنٹی شروع کر دی۔

”کمال ہے یار۔۔ یہ ارجمن داس بخانے بیٹھے بیٹھے کہاں چلا گیا۔ کہیں نظر نہیں آ رہا۔ اب اس کی فارن ڈاک بھی مجھے ہی صحیحی پڑے گی۔ سب پوسٹ ماسٹر میرے گلے پڑ رہا ہے۔“.... ایک اور آدمی نے کلرک سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ارجمن داس۔۔ وہ جو فارن ڈاک کا وزن پر تھا۔۔ وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے تو بینجا تھا۔ وہ تو بڑا فرض شناس لڑکا ہے۔ کہاں چلا گیا؟“.... کلرک نے عمران کی بقا یار قسم گنتے ہوئے اس آدمی کو جواب دیا۔ ”معلوم نہیں۔۔ سارا ڈھونڈ آیا ہوں۔۔ اتنا پتہ چلا ہے کہ وہ نوائلش کی طرف گیا تھا۔۔ پھر نظر نہیں آیا۔۔ نوائلش میں بھی دیکھ آیا ہوں۔۔ وہاں بھی نہیں ہے۔“.... اس آدمی نے کہا۔

”کمال ہے۔۔ چلو تم اس کی ڈاک تو بند کرو۔۔ ہو سکتا ہے اس کو ایک جنسی پڑ گئی ہو۔۔ یار آدمی ہے۔۔ ڈاک رہ گئی تو معطل ہو جائے

گا۔“...کلرک نے بقا یار قم عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

کیونکہ اکثر گنجے یا نیم گنجے سروں پر وگ لگاتے رہتے ہیں۔ لیکن عمران نے رقم اور سید لے کر جیب میں رکھی اور پھر واپس جانے کے لئے مڑا۔ اسی لمحے اس کی نظریں ایک لبے ٹرنگے آدمی پر پڑیں جو ایک اوپنچے سے سٹول کی اوٹ میں خاموش کھڑا تھا۔ البتہ اس کی نظریں سامنے کا اوٹر پر جبی ہوئی تھیں اور جب اس کی نظرود کے تعاقب میں عمران نے دیکھا تو اس کا ذہن یکافٹ کھنک گیا اس آدمی کی نظریں فارن ڈاک والے خالی کا اوٹر پر ہی جبی ہوئی تھیں۔

کیوں؟۔۔۔ یہ ایک ایسا سوال یہ نہ شان تھا جس کا جواب اس کے پاس نہ تھا۔ اس نے وہ آگے بڑھتا گیا۔ آگے جا کر وہ راہداری سے مرکز عقبی گردن موڑ کر عمران کی طرف دیکھا۔ عمران نے سرسری سے انداز میں اسے دیکھا اور آگے بڑھ گیا۔ لیکن اس سرسری جائزے سے ہی وہ ہٹ کر بے ہوئے نوائلش پر گئیں اور اسے کلرک کی بات یاد آگئی کہ بری طرح چوک گیا تھا۔ اس نے اس آدمی کے سر پر مصنوعی بالوں کی کلرک ادھر گیا تھا۔

عمران بے خیالی میں نوائلش کی طرف بڑھ گیا۔ نوائلک کے قریب وگ چیک کر لی تھی اور صرف وگ تو خیر ایسی کوئی مشکوک بات نہ تھی

پہنچ کروہ یا نکت اچھل پڑا۔ اس نے دو آدمیوں کے قدموں کے  
یہ بات البتہ غور طلب تھا۔

نشانات واضح طور پر ٹو انک کی پچھلی طرف جاتے ہوئے دیکھے۔ عام عمران راہداری میں پہنچتے ہی ایک سائیڈ میں چھپ گیا۔ وہ لوگ والا آدمی تو شامکہ ان نشانات پر غور نہ کرتا۔ لیکن عمران کے ذہن میں آدمی بدستور اپنی جگہ پر موجود تھا۔ لیکن اب کاؤنٹر خالی نہ تھا بلکہ فارن کال والے کلرک سے بات کرنے والا دوسرا کلرک کاؤنٹر پر چونکہ خلش سی پیدا ہو گئی تھی اس لئے وہ ان نشانات کو دیکھ کر چونکا اور تیزی سے عقبی طرف بڑھا اور دوسرے لمحے اس کے منہ سے ایک پڑے ہوئے لفافے سمیٹ رہا تھا۔

عمران خاموش کھڑا رہا۔ لفافے سمیٹ کروہ کلرک والپس چلا گیا۔ لیکن وہ نگرانی کرنے والا بدستور اپنی جگہ موجود تھا البتہ اس کی نظریں لاش پڑی ہوئی تھیں۔ اس کے سینے سے خون نکل نکل کر سرکندوں پر جم گیا تھا۔ لباس سے ہی وہ لاش کسی کلرک کی نظر آ رہی تھی۔

عمران تیزی سے پلتا اور پھر راہداری سے ہوتا ہوا سمنے والے برآمدے میں آیا۔ اب صورت حال اس کے ذہن میں کچھ واضح ہو گئی تھی کلرک کو کاؤنٹر سے ہٹایا گیا تھا اور کاؤنٹر کی باقاعدہ نگرانی کی تاثرات ابھر آئے تھے۔ جیسے اس کا مقصد حل ہو گیا ہو۔ وہ اب تیزی

سے برآمدے سے نکل کر پارکنگ کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ عمران خاموش کھڑا سے جاتے دیکھتا رہا۔ جب وہ ایک کار میں بیٹھ کر گیت کی طرف بڑھا تو عمران نے اس کی کار کا نمبر رنگ اور ماڈل چیک کیا۔ ایک لمحے کے لئے اسے خیال آیا تھا کہ اس کا تعاقب کرے لیکن پھر اس نے ارادہ ترک کر دیا۔ اس کے ذہن کے مطابق وہ لفافے زیادہ اہم تھے۔ جنہیں سیل ہوتے دیکھ کر وہ مسلمان ہوا تھا اور نجات کس وجہ سے اس نے اصل کلر کو بھی گولی مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ شاندروہ کسی وجہ سے اس کی طرف سے مشکوک ہو گیا ہو گا۔ لیکن اب مسئلہ تھا اس تھیلے کو چیک کرنے کا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے سوچا کہ وہ فریدی کوفون کرے لیکن پھر اس نے ارادہ ترک کر دیا۔ کیونکہ فریدی اس کے ساتھ ہی کوئی سے نکلا تھا۔ وہ تیز تیز قدم انٹھا تا اس طرف بڑھنے لگا جدھر پوسٹ ماسٹر کا دفتر تھا۔ پوسٹ

ماسٹر کے دفتر کے باہر ایک چپر اسی موجود تھا۔  
”صاحب ہیں اندر۔“... عمران نے بڑے تحملانے لجھے میں چپر اسی سے پوچھا۔  
”نج۔ جی ہاں۔“.... چپر اسی نے اس کی لجھے سے متاثر ہوتے ہوئے گھبرا کر جواب دیا اور عمران تیزی سے چک انٹھا کر اندر داخل ہو گیا یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا اور بڑے بہترین انداز میں سجا یا گیا تھا۔ سامنے ایک بڑی سی میز کے پیچے ایک ادھیزر آدمی بیٹھا کاغذات پر دستخط کرنے میں مصروف تھا۔ عمران کے اندر آنے کی وجہ سے اس نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر اجنیت کے تاثرات ابھر آئے۔

”جی فرمائیئے۔“.... پوسٹ ماسٹر نے چونک کر کہا۔  
”جزل عمران۔۔۔ میں کرتل فریدی کا پاس ہوں۔“.... عمران نے قریب

جا کر سپاٹ لجھے میں کہا۔

”اوہ۔۔ اوہ تشریف رکھیے۔۔ تشریف رکھیے“.... پوسٹ ماسٹر یکنخت بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔ اور عمران دل ہی دل میں کرٹل فریدی کے باس کی دہشت کا اندازہ لگا کر مسکرا تاہوا بینچ گیا۔

”جی فرمائیے!۔۔ کیا حکم ہے جناب؟“.... پوسٹ ماسٹر نے گھبرائے ہوئے لجھے میں پوچھا۔

”ایک سیکرٹ مسئلہ ہے۔۔ آپ ذمہ دار افسر ہیں اس کی اہمیت کا اندازہ اس طرح لگالیں کہ مجھے خود آنا پڑا ہے اور وہ بھی بغیر اطلاع دیئے۔۔ کیونکہ ٹیلیفون بھی شیپ ہو سکتا ہے۔۔“... عمران کا لہجہ اور زیادہ تحکما نہ ہو گیا۔

”جی میں سمجھتا ہوں۔۔ جناب فرمائیے۔۔ آپ کو کوئی شکایت نہ ہوگی جناب“... پوسٹ ماسٹر بالکل ہی بھیڑ بن گیا۔ اس کا محکمہ ایسا تھا کہ

اے شائد بھی بھی سیکرٹ سروس نائپ کے افراد سے واسطہ نہ پڑے۔ اے شائد بھی بھی سیکرٹ سروس نائپ کے افراد سے واسطہ نہ پڑے۔

”آپ خود اٹھ کر جائیں۔۔ اور خاموشی سے آج کافارن ڈاک کا تھیلا لے کر یہاں آجائیں۔۔ کسی کوشک نہیں پڑنا چاہیے۔۔ اور نہ ہی کوئی چوٹ کئے۔۔“... عمران نے سخت لجھے میں کہا۔

”فارن ڈاک کا تھیلا۔۔ اوہ ہاں۔۔ وہ سیل ہو گیا ہو گا۔۔ میں لے آتا ہوں۔۔“.... پوسٹ ماسٹر نے جلدی سے کہا اور پھر اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھا کا دفتر سے باہر نکل گیا اور عمران زیر لب مسکرا دیا۔۔ پہلے اس کا خیال تھا کہ کرٹل فریدی کے اسٹنٹ کے طور پر اپنا تعارف کرائے لیکن یہ خیال ہی اس نے جھٹک دیا تھا۔۔ کیونکہ یہ اس کی فطرت کے خلاف

تھا۔

کانگڈ کاٹنے والی چھری سے ایک طرف سے پھاڑ دیا۔ عمران نے اس

چند ہی منٹ بعد پوسٹ ماسٹر اندر داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں وہی کے اندر موجود تمام لفافے باہر میز پر نکال لئے۔ یہ لفافے تعداد میں خاکی تھیا موجو دھا جسے سیل گلی ہوتی تھی۔

”چپڑاہی کو بلا کر کہہ دیں کہ وہ کسی کو اندر نہ آنے دے۔ اور دروازہ بھی تقریباً پچاس تھے۔“ کیا فارلن ڈاک قطلوں میں جاتی ہے۔ یا یہ آج کی ساری ڈاک بند کر دیں۔“..... عمران نے پوچھا۔

”نبیں جناب!... چونکہ یہ ڈاک خاصی تعداد میں ہوتی ہے اس لئے ہر دو گھنٹے بعد بھیج دی جاتی ہے۔“..... پوسٹ ماسٹر نے جواب دیا۔ اور عمران نے سر حال دیا۔ وہ ایک ایک لفافے کو اٹھا کر غور سے دیکھ رہا تھا۔ مختلف سائزوں کے اور مختلف ممالک کو بھیجے جانے والے لفافے تھے۔ دیکھتے دیکھتے اس کی نظر ایک لفافے پر پڑی اور عمران چونک پڑا۔ لفافے کے کونے پر کرافٹ کا نام لکھا ہوا تھا۔ یہ نام دیکھتے ہی وہ چونکہ تھا۔ اسے ڈارک کلب کے چیف بس کرافٹ کا نام یاد

نے بجائے چپڑاہی کو اندر بلا کر حکم دینے کے گمراہی میں خود ہی دروازے پر جا کر اسے ہدایات دیں اور پھر دروازہ خود ہی بند کر کے چھپنی چڑھا دی۔

”اسے کھولیں۔۔۔ میں نے اس کی ڈاک چیک کرنی ہے۔ ایک اہم سرکاری دستاویز کے متعلق اطلاع ملی ہے کہ وہ کسی لفافے میں بند کر کے بھیجی جا رہی ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”بھی بہتر۔“..... پوسٹ ماسٹر نے کہا اور اس نے جلدی سے تھیلے کو

آگیا تھا۔ اس نے جلدی سے لفافہ اٹھایا۔ لفافے پر ناراک کا پتہ درج تھا۔ کسی ڈاکٹر آسمن کا پتہ تھا۔ عمران نے کرافٹ کا پتہ دیکھا۔

وہاں چالیس ماؤں کا ڈال کا لوئی لکھا ہوا تھا۔

”آپ کے پاس سنر مشین ہو گی۔ اس لفافے کو کھول کر دوبارہ بند بھی کرنے ہے اور اس طرح کی مشکوک نہ ہو۔“..... عمران نے پوسٹ ماسٹر چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگا اور عمران نے اس کی توجہ سے کہا۔

”جی ہاں!۔۔۔ نبی مشین کل ہی آتی ہے۔ ابھی میں نے اسے ڈیلیور ساتھ گلی ہوئی تھی۔ اس نے اس قدر پھرتی اور مہارت سے یہ کام کیا نہیں کیا۔ یہیں دفتر کی الماری میں موجود ہے۔“..... پوسٹ ماسٹر نے تھا کہ پوسٹ ماسٹر کو احساس تک نہ ہو سکا۔

کہا اور اس نے اٹھ کر ایک الماری کھولی اور اس میں سے سنر کرنے ”دروازہ تو بند ہے جناب۔“..... پوسٹ ماسٹر نے حیرت بھرے لبھ میں کہا۔

والی ایک جدید ترین مشین نکال کر میز پر رکھ دی۔

”عمران نے وہ کاغذ کھولا تو اس میں ایک چھوٹا سا پیغام درج تھا کہ یہ نقشہ زیر و چیف کو پہنچا دیا جائے کہ وہ اسے بے۔ او تک پہنچا دے کہا اور پھر پیغام والا خالی کاغذ اس نے واپس لفافہ میں ڈال دیا۔

اب پوسٹ ماسٹر دوبارہ متوجہ ہو گیا تھا۔ لیکن اسے اندازہ نہ ہو سکا تھا اسے حیرت سے دیکھنے لگا۔ لیکن عمران تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا کیا۔

کے عمران نے واپس ایک کاغذ لفافے میں ڈالا ہے یادو۔

عمران نے لفافے کو مشین میں ڈال کر دوبارہ بند کیا۔

”ڈاک خانے میں حالات معمول پر تھے اس لئے عمران سمجھ گیا کہ

ابھی تک اس نوجوان کلرک کی لاش کا کسی کو علم نہیں ہوا۔

چند لمحوں بعد ہی اس کی نیلی ڈائنس ہیڈ پوسٹ آفس کے میں گیٹ سے باہر آگئی۔

اور پھر ایک اور لفاف اٹھا کر اسے مشین میں ڈال دیا اور پھر اسے کھول کر اس میں موجود کاغذ نکال کر پڑھنے لگا۔ یہ کوئی کار و باری خط تھا

اس نے اسے دوبارہ لفافے میں ڈال دیا اور لفافہ بند کر دیا۔

”ٹھیک ہے۔۔۔ ان میں ایسا کوئی مشکوک لفافہ نہیں۔۔۔ شاید ہمیں

عمران اس اتفاق پر حیران تھا کہ قدرت نے اسے کس طرح ہیڈ ملنے والی اطلاع غلط ہو۔ بہر حال تعاون کا شکریہ۔۔۔ اسے آپ سیل کر پوسٹ آفس پہنچایا اور اس طرح اہم ترین نقصے کو حاصل کرنے میں کے بھجوادیں۔۔۔“ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”جناب!۔۔۔ یہ تو ہمارا فرض تھا۔۔۔“ پوسٹ ماسٹر نے بھی اٹھ کر کہا

اب عمران کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ وگ والا آدمی جو گرفتاری کر رہا تھا وہ

اور عمران اس سے مصافحہ کر کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بذات خود ڈارک کلب کا چیف پاس کرافٹ تھا۔ کیونکہ وگ سے

چھپنی کھوئی اور چک اٹھا کر باہر چلا گیا۔ باہر چپر اسی موجود تھا وہ

اندازہ ہوتا تھا کہ وگ اس نے اپنے گنجے پن کو چھپانے کے لئے ہی

بڑھنی کھوئی اور چک اٹھا کر باہر چلا گیا۔ باہر چپر اسی موجود تھا وہ

لگائی ہو گی۔

سے شعلے نکل رہے تھے۔ میز کے سامنے کرسیوں پر ڈارک کلب کے  
ابھی اس کی کار ڈریک پر کچھ ہی دور آگے بڑھی ہو گی کہ ایک اور کار  
تقریباً تمام مبہر موجود تھے۔ جن میں بارٹن ابھی تک سیکرٹری کلب  
داخلہ بالم کپور اور شیری راج شری کے میک اپ میں تھی۔ باقی لوگ  
اپنی اصل شکاؤں میں تھے۔

ابھی اس کے پیچھے آئی اور اس کے قریب ہو کر چلنے لگی۔ اسے  
تیزی سے اس کے پیچھے آئی اور اس کے قریب ہو کر چلنے لگی۔ اسے  
ایک نوجوان چلا رہا تھا۔

”جناب!... میرا علاقہ بیک فورس سے ہے۔ کریل فریدی صاحب  
کی ہدایت ہے کہ آپ جہاں بھی میں، آپ کو پیغام دے دیا جائے  
کہ آپ فوراً ان کی کوئی پہنچ جائیں۔ انہیں کوئی ایم بر جسی ہے۔“ ...

نوجوان نے کھڑکی سے سر نکالتے ہوئے اوپری آواز میں عمران سے  
مخاطب ہو کر کہا۔

”ٹھیک ہے۔“ ..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور نوجوان کار  
دوڑاتا ہوا آگے نکل گیا۔

چیف بس کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پر گیا تھا۔ اس کی آنکھوں

کرافٹ نے پہلے ڈرینگ روم میں جا کر اپنا میک اپ صاف کیا اور  
پھر وہ اپنے مخصوص کمرے میں پہنچ گیا جہاں اس کے ساتھی  
موجود تھے۔ وہ اسے دیکھ کر احتراماً کھڑے ہو گئے۔  
”بیٹھ جاؤ۔ مجھے اطلاع ملی کہ تم ناکام رہے ہو بارٹن۔“ ..... کرافٹ

نے غور سے بارٹن کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔ جو بالم کپور کے میک اپ میں تھا۔

اس کی آنکھوں میں اطمینان تھا جیسے وہ اپنی موت کو قبول کر چکا ہو۔  
جب کہ شیری کا خوف کے مارے بر احوال تھا۔ باقی ساتھی بھی خاموش  
بیٹھے ہوئے تھے۔

”ہونہہ۔ تم صحیک کہتے ہو۔ کرٹل فریدی کے مقابلے میں تمہارا قصور  
نہیں ہو سکتا۔۔۔ وہ ہے ہی ایسا آدمی۔۔۔“ کرافٹ نے بگڑے ہوئے  
لبجھ میں کہا اور شیری کی آنکھوں میں اطمینان کی جھلکیاں نہیاں  
ہو گئیں۔

تم دونوں جا کر یہ میک اپ صاف کر کے آؤ۔۔۔ اب مجھے اس میک  
اپ سے وحشت ہو رہی ہے۔۔۔“ کرافٹ نے کہا اور بارٹن اور شیری  
دونوں اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ جب کہ کرافٹ نے اپنی  
کرسی سے اٹھ کر نہ لٹانا شروع کر دیا۔ اس کے چہرہ غصے کی شدت سے  
بگڑا ہوا تھا۔ اور آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے ناکامی اور شکست

”یہ درست ہے جتنا ب ا۔۔۔ عین آخری لمحے میں وہ حیرت انگیز  
پھرتی سے بچ نکلا اور اس نے ہمارے دو آدمی بھی ہلاک کر دیئے۔۔۔  
ہم نے فوراً وہاں سے نکلنے کی سوچی۔۔۔ ورنہ شاہد ہم بھی بچ کرنا  
آسکتے۔۔۔“ بارٹن نے جواب دیا۔

”تفصیل بتاؤ۔۔۔“ کرافٹ نے بگڑے ہوئے لبجھ میں کہا اور بارٹن  
نے شروع سے لے کر آخر تک تمام تفصیل بتادی۔

”تو تم دونوں ناکام رہے۔۔۔ اور جانتے ہو کہ ناکامی کی سزا ذارک  
کلب میں کیا مقرر ہے۔۔۔“ کرافٹ نے دانت پیتے ہوئے کہا۔  
”یہی پاس!۔۔۔ موت۔۔۔ میں اس مزا کے لئے تیار ہوں۔ لیکن  
اس ناکامی میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہے۔۔۔“ بارٹن نے جواب دیا۔

کے شعلے۔

”باس!... میرے تواریخ ہے کہ تم پلانگ کے چکر میں پڑیں ہی

نہیں۔ نقشہ ہمیں مل گیا ہے۔ اب وہ گیا فریدی کے قتل کا مسئلہ۔

تو میرے خیال میں آپ ہم بیر کو آزاد چھوڑ دیں کہ وہ جس طرح چاہے فریدی کو ہلاک کر دے۔ مجھے یقین ہے کہ تم میں سے کسی نہ کسی کی گولی فریدی کو بہر حال شکار کرہی لے گی۔“... جیکٹی نے کہا۔

”لیکن اگر ہمارا ایک بھی آدمی فریدی کے ہتھے چڑھ گیا تو پھر

کرافٹ مرکر پہلے تے چند لمحے غور سے سام کو دیکھتا رہا۔ پھر اس کے

ذارک

کلب کا گدا ہی حافظ ہو سکتا ہے۔“... کرافٹ نے جواب چہرے کے بگزے ہوئے عضلات نارمل ہوتے گئے اور وہ ایک طویل دیا۔

”باس!... آپ فریدی کو مجھ پر چھوڑ دیں۔“ میں اس پر حسن کا

”تمہاری بات درست ہے سام!...“ ہمیں واقعی شہنشہ دماغ سے ایسا جال پھینکوں گی کہ وہ پکے ہوئے پھل کی طرح ہماری جھوٹی میں

کوئی نئی پلانگ کرنی چاہیے۔“... کرافٹ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے آگرے گا۔“... سما کرنے کہا۔

”تمہاری بات دنیا کے ہر شخص کے لئے درست ہو سکتی ہے۔ مگر فریدی جواب دیا۔

”باس!... آپ کا کہنا درست نکلا۔“ یہ فریدی واقعی انتہائی عیار آدمی ہے۔ ورنہ بارٹن اور شیری دنوں ایسے ہیں کہ ان کے پنجے میں آکرموت بھی باہر نہیں نکل سکتی۔ اس لئے ہمیں اب شہنشہ دماغ سے کوئی نئی پلانگ کرنی ہو گی۔“... سام نے سکوت کو توڑتے ہوئے کہا۔

سام نس لیتا ہوا واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

کے لئے نہیں۔ ارے ہاں!۔۔۔ ایک کام ہو سکتا ہے۔”۔۔۔ کرافٹ

ماردی جائے۔۔۔ ٹھیک ہے تم سب اپنے اپنے طور پر ترکیبیں  
سوچو۔۔۔ میں خود اپنے طور پر کام کروں گا۔”۔۔۔ کرافٹ نے  
جھنجالے ہوئے لبھی میں کہا۔  
لگے۔

بارش اور شیری بھی اپنے اصل روپ میں واپس آ کر اپنی اپنی سیٹوں پر  
”باس!۔۔۔ میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے۔”۔۔۔ اچانک  
شیری نے کہا۔ اور کرافٹ سمیت سب لوگ چونک کر اسے دیکھنے  
بینجھے چکے تھے۔

”اگر کیپشن حمید کو کسی طرح انخوا کر لیا جائے۔۔۔ اور پھر جیکلکی اس کے  
لگے۔

میک اپ میں فریدی کی کوئی میں پہنچ جائے تو وہ بڑی آسانی سے کرٹل  
”بولو۔۔۔ کیا ترکیب ہے؟“۔۔۔ کرافٹ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔  
فریدی کو گولی مار سکتا ہے۔۔۔ کرافٹ نے کہا۔

”باس!۔۔۔ میں نے معلوم کیا ہے کہ کرٹل فریدی کا استثنہ کیپشن  
حمدی دل پھینک آدمی ہے۔۔۔ اور کرٹل فریدی کے ساتھ ہی اس کی کوئی  
چکا ہوگا۔۔۔ اس لئے ایسا نہ ہو کہ الٹا ہم ہی پھنس جائیں۔۔۔ سام  
میں رہتا ہے۔۔۔ میں سیدھی اس کی کوئی میں چلی جاتی ہوں۔۔۔  
نے کہا۔

”ہوں!۔۔۔ تو پھر یہی صورت رہ گئی ہے کہ اسے برہ راست گولی

بتاؤں گی کہ میں سیاح ہوں۔۔۔ لیکن میرے پاس رقم ختم ہو گئی ہے۔۔۔ اس

دوران جیسے ہی کرٹل فریدی نظر آئے گا۔ میں پلک جھپکنے میں ریو اور کہا۔

نکال کر اس پر فارٹکھوں دوں گی۔ اور پھر بعد میں سوچا جائے گا کہ کیا ”ٹھیک ہے۔“ جیسی بہر حال رسک لیتا ہی پڑے گا۔ شیری کا ہوتا ہے۔ کم از کم کرٹل فریدی تو ختم ہو جائے گا۔ ورنہ اگر تم اس طریقہ سادہ اور فطری ہے اور شیری کی مہارت قابل اعتماد ہے۔ اس طرح اس کے متعلق سوچتے رہے تو وہ ہمارے اعصاب پر سوار ہو لئے مجھے یقین ہے کہ وہ کرٹل فریدی کو قتل کرنے میں کامیاب رہے گی۔ ” کرافٹ نے کہا اور شیری کے لبؤں پر مسکراہٹ سے پھیل گئی۔

” ترکیب تو اچھی ہے۔ لیکن اس میں تمہاری جان کو بھی خطرہ ہو سکتا ہے۔ اور اگر فریدی یا حمید تمہاری طرف سے مشکوک ہو گئے تو پھر تمہارا پکڑ لیا جانا یقینی ہو جائے گا۔“ کرافٹ نے کہا۔

اس کے بعد وہ سب مل کر باقی پلانگ کی تفصیلات طے کرنے میں مصروف ہو گئے۔

کرٹل فریدی صوفے پر بینخا کسی گہری سوچ میں غرق تھا۔

” السلام علیکم یا حضرت“.... عمران نے ڈرائینگ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

” باس!... میں ٹرنسسیٹر لاکٹ گلے میں ڈال لوں گی۔ آپ اوگ کوٹھی کے گرد مختلف گلیوں میں موجود ہیں۔ لاکٹ کی وجہ سے ہماری تمام بات چیت آپ تک پہنچتی رہے گی۔ اگر کوئی خطرہ محسوس ہو تو آپ سب مل کر بھی کوٹھی پر دھاؤ بول سکتے ہیں۔“ شیری نے

” اوہ!... آ و عمران... میرا پیغام مل گیا تھا۔“ فریدی نے اسی طرح سنجیدہ لجھے میں کہا۔

”اس لئے تو حاضر ہو گیا ہوں۔۔۔ ورنہ میر ارادہ تو آج لمبی آوارہ  
بناتے ہیں اور پھر گم ہو جاتے ہیں۔۔۔ کرنل فریدی نے الجھے ہوئے  
گردی کرنے کا تھا۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صوفے پر  
لبخہ میں کہا۔

”ظاہر ہے۔۔۔ اب وہ ہاتھ جوڑ کر آپ کے سامنے تو کھڑے ہونے

”تمہیں معلوم ہے کہ بالم کپور کی بیوی راج شری کافون آیا تھا کہ ان  
سے رہے۔۔۔ آپ ایک کام کریں کہ ماذل کالونی کی کوئی نمبر چالیس  
کی نگرانی کرائیں۔۔۔ ہو سکتا ہے آپ کاملہ حل ہو جائے۔۔۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب؟ یہ پتہ تم نے کیسے ٹریس کیا ہے۔۔۔ فریدی نے ہری

طرح چونکتے ہوئے کہا۔

”آپ نگرانی تو کرائیں۔۔۔ پھر بتاؤں گا۔۔۔ عمران نے بات ٹالتے  
ہوئے کہا۔

”نگرانی کی کیا ضرورت ہے۔۔۔ میں وہاں ریڈ کر دیتا ہوں۔۔۔ لمبے  
چکر میں الجھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا اور

”بینچ گیا۔

”تمہیں معلوم ہے کہ بالم کپور کی بیوی راج شری کافون آیا تھا کہ ان  
کے لڑ کے کو انہوا کر لیا گیا ہے۔۔۔ لیکن یہ سب فراڈ تھا۔۔۔ وہ میرے

قتل کی ایک بھی نک سازش تھی۔۔۔ فریدی نے کہا اور پھر اس نے

سارے واقعات تفصیل سے بتادیئے۔

”ہونہہ!۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ ڈارک کلب والے خاصے

ذہین واقع ہوئے ہیں۔۔۔ تو اب آپ نے کیا سوچا ہے؟۔۔۔

عمران نے سمجھیدہ لبخہ میں پوچھا۔

”کوئی بات سمجھنہیں آرہی۔۔۔ بلیک فورس پورے شہر میں گھوم رہے  
ہیں لیکن اسے کوئی مشکوک آدمی نظر نہیں آیا۔۔۔ وہ لوگ ایک پلان

اس نے فون اپنی طرف کھکھ کر اس کا رسیور انٹھایا اور پھر نمبر گھما کر شاند آپ کی وفات حضرت آیات ہی نظر آ رہا ہے۔ ”... عمران نے اس نے نمبر الیون کو ماذل کالونی کی کوئی نمبر چالیس پر ریڈ کرنے اور مسکراتے ہوئے کہا اور فریدی کھل کھلا کر پس پڑا۔

”تم بے فکر ہو۔ فریدی اتنی آسانی سے مرنے والی شنبیں دہاں موجود ہر شخص کر گرفتار کرنے کے احکامات جاری کر دیئے۔

”ہاں۔۔۔ اب بتاؤ کہ یہ پتہ تم نے کہاں سے حاصل کیا؟“..... کریم فریدی نے رسیور رکھتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ذرا رپورٹ آ لینے دیجئے۔۔۔ پھر تفصیل بھی بتاؤں گا۔۔۔ ویسے آپ ایک کام تو کریں کہ وہ نقشہ تو بنا دیں۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ مجرم اپنے مشن میں کامیاب ہو جائیں اور میں نقشہ ہی ذہن و تارہ جاؤں۔۔۔“..... عمران کریم فریدی نے واضح طور پر اسے تاثر لئے ہوئے کہا اور عمران بے نی باس کا رخ پلتتے ہوئے کہا۔

”مشن میں کامیاب ہو جائیں سے تمہارا کیا مطلب ہے؟“..... فریدی نے چونکتے ہوئے کہا۔

”فریدی صاحب بتاؤں گے۔۔۔ اس سے بہت گز کا بھلا ہو گا۔۔۔“..... ”مطلوب تو کئی بنائے جاسکتے ہیں۔۔۔ بہر حال فل الحال تو ان کا مشن عمران نے بڑے عاجز انہ سے لجھے میں کہا۔

”یار گھراتے کیوں ہو۔ میں مر اتو نبیس جا رہا۔ بتا دوں گا۔ مجھے کبھی کانگڈ پر بننے والے نقشے کو دیکھتا اور کبھی حیرت سے عمران کو اس کے لئے ذہن پر زور دینا پڑے گا۔ اور اس وقت میراڑ ہن الجھا دیکھنے لگتا۔ اس کے دیکھنے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ عمران کی بجائے کسی ہوا ہے۔“ کرٹل فریدی نے سمجھدہ لجھے میں کہا اور عمران نے منہ ما فوق الفطرت شے کو دیکھ رہا ہو۔

عمران نے پورا نقشہ بنایا اور سر اٹھا کر فریدی کو دیکھنے لگا۔

”میرا خیال ہے کہ ایسا نقشہ ہونا چاہیے۔ کیا خیال ہے؟“... عمران نے مکراتے ہوئے پیدا فریدی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ ”تم نے اصل نقشہ کہاں دیکھا ہے۔ اوہ! ابھی تم نے پہنچی بتایا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تم نقشہ واپس حاصل کر چکے ہو۔“... فریدی نے بری طرح چوتکتے ہوئے کہا۔

”ارے نبیس فریدی صاحب!“... ایک بزرگ نے مجھے خواب میں بشارت دی تھی۔ انہوں نے کہا۔ لے جیٹا پریشان نہ ہو۔ ایسا نقشہ ہے۔ بس وہ مجھے یاد رہ گیا۔“... عمران نے احمقانہ انداز میں

”اچھا آپ کی مرضی۔ اگر آپ مجھ پر اعتماد نہیں کرتے تو نہ سہی۔“... عمران نے روشنخے والے لجھے میں کہا اور ایک طرف میز پر پڑا ہوا خالی پیدا اٹھا لیا۔ جیب سے قلم نکالا اور اس نے اس کانگڈ پر نقشہ بنانا شروع کر دیا۔ حالانکہ اس نے سرسری نظروں سے نقشہ دیکھا تھا لیکن اس کا ذہن ایسا تھا کہ جو شے ایک بار اس کی نظروں کے سامنے سے گذر جاتی تھی وہ اسے یاد رہ جاتی تھی۔

پہلے تو فریدی خاموش بیٹھا اسے دیکھتا رہا۔ لیکن جب نقشہ واضح ہونے لگا تو فریدی کی آنکھیں حیرت سے پھینا شروع ہو گئیں۔ وہ

کہا۔

الیوان نے کہا اور فریدی نے چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

”جسچ بتاؤ عمران!... میں بے حد سنجیدہ ہوں“... کرنل فریدی فریدی نے انہیں واپس جانے کی ہدایات دیکر رسیور کھدیا۔

”ارے ہاں!.. ایک کار کا نمبر نوٹ کریں۔

زیر و ون۔ زیر و تحریثی سکس۔ مزدابارہ سو۔ ڈارک براؤن کلر۔ نیاماڈل ہے اس کے مالک کہ پتہ کرا دیں۔“... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ پہلے مجھے تفصیل بتاؤ۔ تم مجھے چکر دے رہے ہو۔“... فریدی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

” وعدہ کریں کہ نقشہ بتا دیں گے۔“... عمران نے بچوں کے سے انداز میں ضد کرتے ہوئے کہا۔

”کیا بتا دوں۔ نقشہ تو تم نے درست بنایا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ

”جسچ بتاؤ عمران!... میں بے حد سنجیدہ ہوں“... کرنل فریدی نے بے حد سنجیدہ لجھے میں کہا۔ وہ واقعی بے حد سنجیدہ ہو رہا تھا۔

”جسچ تو بتا دیا ہے۔ اگر کوئی غلطی ہو تو بتا دیں۔ آپ تو بتا ہی نہیں رہے تھے۔ میں نے سوچا کہ چلو میں ہی کوشش کروں۔ کرنل فریدی صاحب کو دماغ پر زور نہ ہی دینا پڑے۔“... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل فریدی کچھ کہتا، پاس پڑے ہوئے شیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ فریدی نے رسیور اٹھایا۔

”نمبر الیوان بول رہا ہوں جتاب!... ماڈل کالونی کی کوئی نمبر جالیس میں ایک بیوہ رہتی ہے اکیلی۔ بوڑھی عورت ہے۔ ایک نوکرانی اس کے ساتھ رہتی ہے۔ ارجمن دا س کی بیوہ ہے۔“... نمبر

اصل نقشہ بھی تمہارے پاس ہے۔”.....کرٹل فریدی نے کہا۔

”اے ارے کہیں آپ مجھ پرڈا کے کا ازرا متو نہیں لگا رہے۔ آپ کی بلیک فورس عرف کا لی طاقت عرف کا لی دیوی آپ کو بتا سکتی ہے کہ میں توڈا کے کے بعد ایر پورٹ پر پہنچا تھا۔“.....عمران نے خوفزدہ لبجے میں کہا۔

”وہ مجھے معلوم ہے۔ لیکن تم نے نقشہ کہاں سے حاصل کیا؟ یہ بتاؤ۔ سن عمران!۔ معاملہ بے حد سنجیدہ ہے۔ میرا چوکیدار گور کھا

قتل ہو چکا ہے۔ اور جہاں تک مجھے یقین ہے سیکڑی داخلہ بالم کپور اور ان کی نیگم بھی قتل ہو چکی ہیں۔ اور مجھ پر مسلسل قاتلانہ جملے ہو رہے ہیں۔ ایسے حالات میں تمہارا کچھ چھپانا نہ صرف میرے ساتھ دشمنی ہے، بلکہ میرے ملک کے ساتھ بھی۔“.....فریدی نے سنجیدہ لبجے میں کہا۔

”اے ارے آپ تو بہت دور پہنچ گئے۔ اچھا پہلے یہ بتائیں کہ

آپ مجھے ٹال کیوں رہے تھے؟“.....عمران نے کہا۔

”چچ پوچھتے ہو تو صرف اس لئے کہ یہ نقشہ دیکھنے کے بعد وہ لوگ میرے پیچے لگ گئے ہیں۔ اگر میں نے تمہیں بتا دیا تو کہیں وہ تمہارے پیچے نہ لگ جائیں۔“.....فریدی نے کہا اور عمران نہ پڑا اسے معلوم تھا کہ یہ بات نہیں۔ لیکن ظاہر ہے اب وہ مزید کیا کہتا۔

”اگر یہ بات ہے تو یہ مجھے اپنا اصل نقشہ۔“.....عمران نے جیب سے اصل نقشہ نکال کر فریدی کے سامنے رکھ دیا۔ اور فریدی یوں نقشے کو دیکھنے لگا جیسے دنیا کا نواں جوبہ سامنے آگیا ہو۔ اور بات بھی ایسی ہی تھی۔ زبردست چکر دے کر ڈارک کلب والے کوٹھی سے نقشہ لے اڑے۔ اور اب عمران نے نقشہ نکال کر اس کے سامنے یوں رکھ دیا تھا۔ جیسے ڈارک کلب والوں نے نقشہ یہاں سے لے جا کر عمران

تھے مار کر پس دیا۔

کے ہاتھ میں دے دیا ہو۔ جب کہ وہ جانتا تھا کہ عمران صرف اس

وقت سے جب کہ فریدی کی کار لے کر کوئی سمجھا دیجئے۔ وہ مجھ سے  
واپس آنے تک دو یا زیادہ سے زیادہ تین گھنٹے لگائے ہوں گے۔ لیکن  
خار کھاتا ہے۔ اگر مجھے غصہ آگیا تو کسی جن نے اس کی گردان مردوڑ  
دینی ہے۔”.... عمران نے کہا۔

وقت سے جب کہ فریدی کی کار لے کر کوئی سمجھا دیجئے۔ وہ مجھ سے  
فوراً کی نظر وہ سے او جھل رہا تھا۔ لیکن اتنے کم وقت میں اس نے  
نقشہ بھی حاصل کر لیا تھا۔

”اچھا۔۔۔ اس خزرے نہ کرو۔۔۔ یہ بتاؤ کہ یہ نقشہ تمہارے ہاتھ کہاں  
سے لگا۔۔۔“ فریدی نے دوبارہ سمجھیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”کمال ہے عمران!۔۔۔ آج واقعی تم نے مجھے حیرت زدہ کر دیا  
ہے۔۔۔ گوئیں تمہاری صلاحیت سے اچھی طرح واقع ہوں۔ لیکن  
آج مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم کچھ مافوق الفطرت صلاحیتیں بھی رکھتے  
ہو۔“.... فریدی نے کہا۔

”پوسٹ آفس سے۔۔۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔  
”پوسٹ آفس سے۔۔۔ اوہ! تو وہ لوگ اس نقشے کو بانی پوسٹ بائز بھیج  
رہے تھے۔۔۔ لیکن تفصیل بتاؤ۔۔۔“ فریدی نے چونکتے ہوئے کہا اور

”تو آپ کا مطلب ہے کہ میں نے کوئی جن وغیرہ رکھے ہوئے  
ہیں۔۔۔ جو میری مدد کرتے ہیں۔۔۔“..... عمران نے ہستے ہوئے کہا۔  
”اس نقشے سے تو یہی لگتا ہے۔۔۔“ فریدی نے کہا اور پھر خود ہی

پھر عمران نے اسے پوسٹ آفس جانے سے نقشہ حاصل کرنے تک  
تمام تفصیل بتا دی۔ اور یہ بھی بتا دیا کہ ماذل کالونی والا پتہ بھی اس نے  
اسی افافے سے پڑھا تھا۔ البتہ اس نے کہانی میں کچھ تراجمیں اس انداز

میں کر دی تھی جیسے وہ کرافٹ کو مشکوک سمجھ کر اس کے پیچھے لگا ہو۔ ”اوہ کمال ہے۔۔۔ ویسے مجھ سے واقعی اب حماقتوں ہونا شروع ہو گئی ہیں۔۔۔ مجھے چاہیے تھا کہ میں ایسی جگہوں کو کور کر اتا۔۔۔ فریدی نے جھینپتے ہوئے کہا۔

عمران نے آج اسے ایسے انداز میں مات دی تھی کہ اس کی برتری تسلیم کرنے کے سوا فریدی کو اور کوئی چارہ بھی نظر نہ آ رہا تھا کیونکہ اس کی بلیک فورس دنوروز سے کسی مشکوک آدمی کو حلاش نہ کر سکی تھی اور عمران نے یہاں سے نکتے ہی نہ صرف مشکوک آدمی ڈھونڈ نکالا تھا بلکہ وہ اصل نقشہ بھی واپس حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اب اسے کیا معلوم کہ یہ سب کچھ اتفاق سے ہوا تھا اور عمران نے صرف اسے زوج کرنے کے لئے بات بنادی تھی۔

”اس میں آپ کو قصور نہیں فریدی صاحب!۔۔۔ عمران جہاں پہنچ

جائے وہاں حماقتوں واقعی شروع ہو جاتی ہیں۔۔۔“ عمران نے بات

اس انداز سے کہی کہ وہ بھر پور طنز بھی تھا اور اس کے اپنے اوپر بھی جا سکتی تھی۔

”اب تو اس کا رکا پڑ لگا نالازمی ہو گیا ہے۔۔۔ صرف ایک خیال ہے کہ کہیں نمبر جعلی نہ ہو۔۔۔“ فریدی نے دوبارہ رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

”امید تو نہیں ہے کہ نمبر جعلی ہو۔۔۔ کیونکہ کرافٹ کے ذہن میں بھی یہ بات نہ ہو گی کہ کوئی اسے یہاں پہنچانا ہے۔۔۔ اسے کیا معلوم کہ اس کا حلیہ اور نام جانے والا یہاں پہنچ چکا ہے۔۔۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں!۔۔۔ یہ بات بھی ہے۔۔۔ بہر حال ابھی پڑھ چل جاتا ہے۔۔۔“ کریں فریدی نے نمبر گھمائے اور پھر رابطہ قائم ہوتے ہی کسی

کو وہ نمبر لکھوا کر اسے کار کے مالک اور اس کے پتہ بتانے کی بدایت "ہو سکتا ہے اس نے کلرک کو قتل اسی بات پر کیا ہو کہ وہ فرضی پتے پر چونکہ ہو۔"....فریدی نے کہا۔ کر دی۔

"یہ بات بھی طے ہے کہ ڈارک کلب کا ہیڈ کوارٹر ماڈل کالونی میں ہے۔ کوئی نمبر تو کرافٹ غلط لکھ سکتا ہے۔۔۔ لیکن کالونی غلط نہیں ہو سکتی۔۔۔ انسانی نفیات ہے کہ وہ وجہوٹ بیک وقت نہیں بولتا اور پھر اسے تواب تک یہ علم نہ ہو گا کہ اس کا لفافہ دیکھا جا چکا ہے اور نقشہ داپس ہمارے پاس پہنچ چکا ہے۔۔۔ تو پھر پتہ لکھتے وقت اسے کیسے خیال آ سکتا ہے کہ یہ لفافہ ہم چیک کر سکتے ہیں اس کے علاوہ وہ لوگ یہاں نئے ہیں اس کے ذہن میں لازماً وہی کالونی ہو گی جہاں وہ رہتے ہیں۔۔۔ اور آخری بات یہ کہ اگر وہ اپنی طرف سے کسی فرضی کالونی کا پتہ لکھ دیتا تو وہ کلرک بھی چونک سکتا تھا۔"....عمران نے باقاعدہ دلائل دینے شروع کر دئے۔

"آپ پر واقعی جنتات کا اثر ہو گیا ہے۔۔۔ فریدی صاحب! پہلی بات تو یہ کہ کلرک جب قتل ہوا تو لفافہ بک ہو چکا تھا۔ اگر کلرک اعتراض کرتا تو غلط پتہ دیکھ کر وہ اسے کسی صورت بھی بک نہ کرتا۔۔۔ دوسرا بات یہ کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہاں ماڈل کالونی بہر حال ہے اس لئے ماڈل کالونی پر کلرک کو اعتراض ہی نہ ہو سکتا تھا۔".....عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فریدی شرمندہ سے انداز میں بنس دیا۔

"مجھے تسلیم ہے کہ واقعی میراڑ ہن کام نہیں کر رہا۔"....فریدی نے اس بار کھلے دل سے اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

"یہ بات نہیں۔۔۔ اگر آپ کا ذہن کام نہیں کر رہا ہو تو آپ بالم کپور کی کوئی سے زندہ بیج کرنے آتے۔".....عمران نے کہا۔

اسی لمحے شیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر نجک انھی اور فریدی نے رسیور انھا تھا۔ دوسری طرف سے وہی آدمی بول رہا تھا جس کے ذمے آرام کرو۔“... فریدی نے کہا اور خود تیز تیز قدم انھا تاڑ رائیگ روم سے باہر نکل گیا۔

فریدی نے کار کے مالک کا پتہ چلانا لگایا تھا۔ ”جناب!... یہ کارڈ اکٹر شنکر کے نام رجسٹرڈ ہوئی ہے۔ اور پتہ ایک سوداں ماڈل کا لوٹی لکھا ہوا ہے۔“... دوسرے طرف سے بتایا گیا۔ ”ٹھیک ہے۔ تھینک یو۔“... فریدی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی۔

”تمہاری بات درست نکلی عمران!... یہ لوگ ماڈل کا لوٹی میں ہی موجود ہیں۔ اب میں دیکھوں گا کہ یہ مجھ سے کیسے بچ کر۔ نکلتے ہیں۔“... فریدی نے تیز لمحے میں کہا اور پھر اس نے نمبر الیون کو کال کر کے اسے ہدایات دینا شروع کر دیں۔ ”میں ساتھ چلوں۔“... عمران نے آفر کی۔

بھی یقینا ہوں گے اور اسی لمحے اسے دادا کا لویاد آگیا۔ یہ بوڑھا آدمی

کیپٹن حمید سخت بے چین تھا کیونکہ اس کی عاشقانہ فطرت کی وجہ سے مجرم کوئی پرڈا کہدا لئے اور نقشہ لے اڑنے میں کامیاب ہوئے تھے۔ گوفریدی نے اس بارے میں اسے کچھ نہ کہا تھا لیکن وہ خود بڑی خارکھائے ہوئے تھا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب مجرموں کو ٹریس بھی خود ہی کرے گا۔ اس نے فریدی اور عمران کے باہر جانے کے بعد وہ کچھ دیر تو سوچتا رہا کہ کس طرح مجرموں کا لکیوں کا لے۔ پھر اس خیال آگیا کہ گوا سے آنے والے وائٹ فاکس کا گروپ لا زما کہیں ٹھہرا ہو گا۔ اور زیرِ زمین دنیا میں ان کے دوست اور جانے والے

کسی زمانے میں بہت بڑا غنڈہ تھا۔ لیکن جوانی گزرنے کے بعد اب وہ زیریز میں دنیا کا سب سے بڑا مخبر بن گیا تھا۔ زیریز میں دنیا میں وہ دادا کا لوکے نام سے یاد کیا جاتا تھا اور شہر میں ہونے والے تمام اتفاقات کی اسے خبر رہتی تھی۔ کیسے رہتی تھی؟ اس کے متعلق آج تک کوئی معلوم نہ کر سکا تھا۔ چنانچہ اس نے دادا کا لوے ملنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

”اوہ کیپن حمید تم۔۔۔ رقم کا کیا پوچھتے ہو۔ ان انگلیوں سے نجانے کتنے کھربوں روپے گذر چکے ہیں۔۔۔“ دادا کا لوے مسکراتے ہوئے کہا۔ کیپن حمید اور وہ دونوں خاصے بے تکلف تھے۔

اس نے اپنی سپورٹس کار زکابی اور کوئی سے نکل کر سیدھا گولڈن بار کی طرف بڑھ گیا۔ گولڈن بار دادا کا لوکا مستقل اڈہ تھا۔

”جو نکل گئے۔۔۔ وہ تو نکل گئے۔۔۔ اب کیا خیال ہے؟“..... حمید نے جیب سے بٹوہ لکاتے ہوئے کہا۔  
”رہنے دو۔۔۔ تم ہر بار مجھے آفر کرتے رہتے ہوں۔ میں نے پہلے تم سے کبھی کوئی رقم لی ہے۔۔۔“ دادا کا لوے بہتے ہوئے کہا۔  
”دادا!۔۔۔ اس پار میری ذاتی عزت کا مسئلہ آن پڑا ہے۔ قطعی ذاتی۔۔۔“..... حمید نے بٹوہ واپس جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

حمدی نے کار بار کی سائینڈ میں روکی اور خود اتر کر وہ بار کی طرف بڑھ گیا۔ ہال میں داخل ہوتے ہی موقع کے مطابق دادا کا لوے اپنی مخصوص میز پر بیٹھا نظر آگیا۔ اس کے سامنے برائٹی کی بوتل رکھی ہوئی تھی جو آدمی سے زیادہ خالی ہو چکی تھی۔

”کیوں۔۔ تمہاری کوئی نبی محبوب اخوا کر لی گئی ہے۔۔“.... دادا کا لونے

برانڈی کی بوتل سے ایک لمبا گھونٹ لیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

یہاں صرف وہی عورت قتل ہوئی ہے۔۔ لیکن وہ تو انتہائی بدنام عورت ”اخوانہیں ہوئی۔۔ بلکل قتل کر دی گئی ہے۔۔“.... جمید نے سرگوشی کرتے تھی۔۔ تم اسے کیوں پوچھتے پھر رہے ہو۔۔“.... دادا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”قتل۔۔ کب کی بات کر رہے ہو؟“.... دادا نے سفید ہنوس اچکاتے ہوئے کہا۔

”ایک دن بھر کی بات ہے۔۔“.... جمید نے جواب دیا۔

”اوہ!۔۔ تو اب تمہارا میرعارتنا گھٹھیا ہو گیا ہے کہ بدنام عورتیں تمہاری محبوبہ بننا شروع ہو گئی ہیں؟“.... دادا نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”بدنام۔۔ کیا مطلب؟“.... کیپٹن جمید نے جان بوجھ کر انہجان بنتے ہو گیا۔۔ بس اسی وجہ سے۔۔“.... جمید نے کہا۔

”لیکن وہ تو پورا گروپ ہی ختم ہو گیا۔۔“.... دادا نے کہا۔

”تمہاری وجہ سے۔۔ اوہ!۔۔ کیا مطلب؟“.... میں سمجھا نہیں۔۔“.... داد کے چہرے پر حیرت تھی۔۔

”اس کے گروپ وائٹ فاکس نے مجھے پکڑ کر باندھ لیا تھا۔۔ لیکن شیلانے مجھ سے ہمدردی کی اور میں فرار ہونے میں کامیاب

”بدنام۔۔ کیا مطلب؟“.... کیپٹن جمید نے جان بوجھ کر انہجان بنتے ہوئے کہا۔

”اسی وجہ سے کہ میں فرار ہو گیا تھا۔ لیکن کس نے ختم کیا ہے بس یہی سرگوشی کی۔

”ظاہر ہے دادا۔“..... حمید نے سر حالاتے ہوئے کہا۔

”رنگوچمار درمیانی درمیانی آدمی ہے۔ وہ گوا گیا تھا اور واٹ فاکس کو لے آیا تھا۔“..... دادا نے آہستہ سے کہا۔

”اوہ سمجھ گیا۔ بالکل ٹھیک۔ اچھا دادا شکر یہ۔“..... حمید نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

پوچھنا تھا۔ میں ان سے شیلا کا انتقام لینا چاہتا ہوں۔“..... حمید نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اس کی آنکھوں میں چمک تھی۔

”یہ تو مجھے معلوم نہیں ہوا۔ کوئی خنیہ لوگ ہیں۔ کم از کم سا گالینڈ کے نہیں ہیں۔ ورنہ مجھے علم ہو جاتا۔“..... دادا نے جواب دیا اور حمید جانتا تھا کہ دادا اس سے جھوٹ نہ بولے گا۔

”دادا!۔۔۔ یہ بتاؤ کہ ان لوگوں کا لہذا بیٹھنا کن کے ساتھ تھا؟۔ کوئی آدمی بتا دو۔ میں اس کے حق سے سب کچھ خود ہی اگلوں گا۔“..... حمید کو نصیحت کرتے ہوئے کہا۔

”میرا نام کیپن حمید ہے کیپن حمید۔“..... حمید نے کہا اور پھر تیز تیز دادا نے چند لمحے غور سے حمید کو دیکھتا رہا۔ جیسے سوچ رہا ہو کہ اسے بتائے یا نہیں۔

”میرا نام درمیان میں نہیں آنا چاہیے۔“..... دادا نے آہستہ سے

ایسا غنڈہ جس کے تعلقات پوری دنیا کے بڑے بڑے مجرم تنظیموں میں خرچ کر دینا خیز سمجھتے تھے۔

حمدی اندر داخل ہوتے ہی کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا جہاں ایک پہلوان نما آدمی کھڑا تھا۔ حمید اسے جانتا تھا۔ یہ اسلام تھا جسے سب ماسٹر اسلام کہتے تھے۔ انہائی ہتھ چھپت اور لڑا کا قسم کا آدمی تھا۔

”اوہ کپتان صاحب!... آپ اور یہاں۔“.... ماسٹر اسلام نے کاؤنٹر کے قریب کیپشن حمید کو دیکھتے ہی مسکرا کر کہا۔

”یار تمہارے باس سے ایک کام آن پڑا ہے۔ رنگو چمار سے۔ کہاں ہے وہ؟“... حمید نے کاؤنٹر پر کہیاں لپکتے ہوئے کہا۔

”اوہ رنگو باس سے۔ ارے خیریت ہے؟“.... ماسٹر اسلام نے آنکھیں بچاڑتے ہوئے کہا۔

”ہاں!... اسے ایک پیش کا کٹ ٹیل کا نہ آتا ہے۔ اور میں نے اس سے وہ نہ لیتا ہے۔“... حمید نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

ایسا غنڈہ جس کے تعلقات پوری دنیا کے بڑے بڑے مجرم تنظیموں سے ہیں۔ وہ اس کا نام کافی عرصے سے سنتا چلا آ رہا تھا۔ لیکن آج تک کبھی توجہ نہ دی تھی البتہ اسے یہ معلوم تھا کہ رنگو چمار کا اڈہ سن سیٹ پار میں ہے۔ وہ اس بار کا مالک تھا اور اس نے خاصا بڑا گینگ بنار کھا ہے۔ سنا تھا کہ سانڈ سے زیادہ طاقتور اور لو مرٹی سے زیادہ عیار آدمی ہے۔ بہر حال اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ آج رنگو چمار کو چمار بنانا کرہی داپس لوئے گا۔

تحوڑی دیر بعد حمید کی کار سن سیٹ بار کے سامنے جا کر رک گئی وہ کار سے نیچے اترنا اور بار میں داخل ہو گیا۔

بار کا ہال خاصا وسیع و عریض تھا اور بھانست بھانست کے لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ یہ سارے لوگ زیریز میں دنیا کے باشندے تھے چھوٹے موٹے جو وارداتیں کر کے ساری رقم انہی باروں اور جوئے خانوں

ہے۔”.....کیپن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا اور کارڈ اٹھائے دائیں طرف والی گیلری کی طرف بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ اس کے کاؤنٹر سے بہتے ہی ماشر اسلام نے لازماً گلوبون کر کے اس کی آمد کی اطلاع دے دینی ہے۔ اس نے اس نے جان بوجھ کر کوئی اشتغال آمیز بات نہ کی تھی۔

گیلری کے اختتام پر ایک دروازہ تھا جس کے باہر ایک مسلح آدمی کھڑا تھا۔ حمید نے کارڈ اس کی طرف بڑھا دیا۔ ”کوڈ۔“... دربان نے غور سے کارڈ کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ”ماشر اسلام۔“..... حمید نے کہا اور دربان نے سر ہلاتے ہوئے کارڈ دا پس حمید کے ہاتھ میں پکڑا دیا اور خود ایک بنی دبا کر دروازہ کھول دیا یہ ایک طویل راہداری تھی۔ حمید آگے بڑھتا گیا۔ راہداری کے آخر میں ایک اور دروازہ تھا جس کے درمیان کارڈ ڈالنے کے لئے باقاعدہ

”اوہ کپتان صاحب!۔۔۔ اس سے نسخہ لینے کی بجائے آپ خود ہی کوشش کر لجھئے تو زیادہ بہتر ہے۔“..... ماشر اسلام نے سنجیدہ لجھے میں کہا۔

”تم بتاؤ تو سہی۔۔۔ کہاں ہے وہ؟“..... حمید نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”نیچے جوئے خانے میں میٹھا ہے۔۔۔ یہ کارڈ لے اور دائیں طرف گیلری میں چلے جاؤ۔۔۔ کوڈ ماشر اسلام ہے۔۔۔ یہ خیال رکھنا کہ کوئی اوپنی تیجی بات نہ کر بیٹھنا۔۔۔ ورنہ دوسرے لمحے کھی بنے فرش سے چپکے ہوئے ہو گے۔۔۔ وہ ایسا ہی آدمی ہے۔“..... ماشر اسلام نے کاؤنٹر کے اندر سے ایک سرخ رنگ کا کارڈ نکال کر حمید کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”فکر نہ کرو۔۔۔ میں نے تو صرف اس سے نسخہ کی بات کرنی

ایک جھری بنی ہوئی تھی اور اوپر لکھا ہوا تھا، کارڈ اس میں ڈالیے۔۔۔  
جعید نے کارڈ اس جھری میں ڈال دیا۔

دوسرے لمحے دروازے کے سفرت سے ایک چھوٹا سا خانہ کھلا اور دو  
آنکھیں اسے گھورنے لگیں۔

”مسڑ اسلام“... جعید نے کوڈ دوہرایا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلتا  
چلا گیا اور جعید نے جوئے خانے کے ہال میں قدم رکھ دیا۔

یہ خاصا بڑا ہال تھا۔ جس میں جوئے کی آٹھ میزیں لگی ہوئی تھیں اور  
سو سائی کے بڑے معزز لوگ جو کھیلنے میں مصروف تھے۔ لاکھوں

کے داؤ لگ رہے تھے۔ ایک طرف لکڑی کا ایک کیبن بنایا ہوا تھا۔ جعید  
اس کیبن کی طرف بڑھ گیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ کیبن کے باہر  
کھڑے ہوئے غندے اسے روکتے، جعید دروازے کو دھکیلتا ہوا  
اندر داخل ہو گیا۔

کمرے میں ایک میز کے پیچے دفعی ایک سانڈنما کا لاسیاہ آدمی بیٹھا  
ہوا تھا۔ سرخ شعلے نکالتی ہوئی آنکھیں اور چہرے پر زخموں کے بیٹھار  
نشانات نے اس کے چہرے کو خاصا خوفناک بنایا تھا۔ جعید اسے  
دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہی رنگو چمار ہو سکتا ہے۔ وہ کوئی رسالہ دیکھ رہا  
تھا۔ جو شاند عریاں تصویریوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس نے چونک کر  
جعید کی طرف دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر ناگواری کے اثرات  
ابھر آئے۔

”کون ہوتم؟۔۔۔ تمہیں معلوم ہے کہ بغیر اجازت اندر نہیں آنا  
چاہیے۔۔۔ باہر کھڑے کتوں نے تمہیں نہیں روکا۔۔۔“ رنگو چمار نے  
کاش کھانے والے لمحے میں کہا۔  
”تو تم ہو رنگو چمار۔۔۔ کیپٹن جعید نے میز کے سامنے رک کر اسے  
غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں!... مگر تم کون ہو؟“... رنگوچمار نے غور سے حمید کو دیکھتے

ہے۔ ”... رنگوچمار نے طنزیہ انداز میں کہا۔  
”میں پوچھ رہا ہوں وہ کون لوگ ہیں۔ ان کا اتنہ پتہ بتاؤ؟“... حمید  
نے اپنی بات پر زور دالتے ہوئے کہا۔

ہوئے کہا اور حمید بڑے اطمینان سے ایک کرسی گھیٹ کر اس پر بیٹھ  
گیا۔ ”ماسٹر اسلام نے تمہیں فون پر نہیں بتایا کہ میرا نام کیپٹن حمید ہے۔ اور  
میں کرٹل فریدی کا استنشت ہوں۔“... حمید نے کہا۔

”خاصے دلیر واقع ہوئے ہو کہ رنگوچمار کے اڑے میں آ کر اس سے  
پوچھ رہے ہو۔ دیکھو!... میں آخری بار کہہ رہا ہوں کہ واپس چلے  
جاؤ۔ اور یہ بھی میں صرف کرٹل فریدی کی وجہ سے کہہ رہا ہوں۔ ورنہ

میرے ساتھ اونچے لبھے میں بات کرنے والا دوسرا الفاظ بولنے سے  
ہمٹھے محروم ہو جاتا ہے۔“... رنگوچمار کے لبھے میں تختی عود کر آئی۔

”دیکھو!... میں بھی آخری بار کہہ رہا ہوں کہ ان کا اتنہ پتہ بتاؤ۔“  
درنہ میں تمہاری رگوں میں ابلٹنے والے گندے خون سے بھی پوچھ

کر ہی جاؤں گا۔ اور سنو!... اپنے آدمیوں پر نہ چھوٹانا۔ تمہارا  
یہ اڈہ اس وقت بلیک فورس کے گھیرے میں ہے۔ یہاں کے ایک

”اوہ!... تو تم ہو کیپٹن حمید۔ کرٹل صاحب تو بڑے گریٹ آدمی  
ہیں۔ خیر، ان کی وجہ سے میری تمہاری گستاخی معاف کر دیتا  
ہوں۔ بولوکس لئے آئے ہو۔“... رنگوچمار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وانش فاکس کو تم نے کن لوگوں کے لئے بک کیا تھا؟“... حمید نے  
اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

”اوہ تو یہ بات ہے۔ لیکن تم غلط آدمی کے پاس آئے ہو۔ رنگوچمار  
جو جانتا ہے۔ وہ کسی کو نہیں بتاتا۔ اور جو نہیں جانتا، وہ پوچھ لیا کرتا

ایک آدمی کو بھون دیا جائے گا۔”... جمید نے انتہائی سخت لبجے میں کہا۔ ساتھی غندوں نے اپنی شین گنیں سیدھی کر لی تھیں۔ لیکن رنگو چمار نے ”اچھا تو یہ بات ہے۔ پھر آؤ۔“ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ کون لوگ ہاتھ اٹھا کر انہیں روک دیا۔

”یہ میزیں ہٹاؤ۔ کیپٹن صاحب کے بڑپنے کے لئے کھلی جگہ ہوئی ہیں۔“... رنگو چمار نے ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور ضروری ہے۔“... رنگو نے چیختے ہوئی کہا اور پھر میزوں کے گرد موجود ”آؤ آؤ۔ ڈرونیں۔“... رنگو چمار نے مسکراتے ہوئے کہا اور جمید لوگ تیزی سے ہٹ کر دیواروں سے لگتے گئے۔ بہت سے لوگ حمید بھی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

دروازے کی طرف کھکر رہے تھے۔ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی چال میں بے نیازی تھی۔ جیسے اسے جمید کی ذرا برابر بھی پرواہ نہ ہو۔ ”جو جانا چاہے چلا جائے۔“ جو اس پھر کا ترزاں دیکھنا چاہے۔ وہ بے شک کھڑا رہ جائے۔“... رنگو نے ہاتھ لہراتے ہوئے کہا اور چند غندوں نے بڑی تیزی سے میزیں ہال کے کناروں سے لگادی تھیں۔ اب درمیان میں خاصی کھلی جگہ پیدا ہو گئی تھی۔

”ہاں!۔۔۔ اب بولو!۔۔۔ کیا پوچھر رہے تھے تم؟“... رنگو چمار نے مسکراتے ہوئے کیپٹن جمید سے مخاطب ہو کر کہا جو دروازے کے ”سنو!۔۔۔ نئی بات سنو!۔۔۔ یہ چوہے کا بچہ رنگو چمار کو حصکی دے رہا ہے۔“... دروازہ کھولتے ہی رنگو چمار نے چیختے ہوئے کہا اور خود

اچھل کر باہر نکل گیا۔ اب ظاہر ہے جمید کو بھی اس کے پیچھے باہر جانا پڑا۔

ہال میں موجود ہر شخص حیرت سے کیپٹن جمید کو دیکھ رہا تھا۔ رنگو کے

قریب ہی بڑے مطمئن انداز میں کھڑا تھا۔

”سنورنگو!... مجھے بتایا گیا تھا کہ تم بڑے غندے ہو۔ اور بڑے غندے وہ ہوتے ہیں جو اصول کے پابند ہوتے ہیں۔ تمہیں اپنی طاقت اور لڑائی بھڑائی کی فن پر بڑا فخر ہے۔ اگر میں تمہارا یہ گھمنڈ نکال دوں تو بولو مجھے اس پارٹی کے بارے میں سچ سچ بتادو گے؟“... حمید نے سخیدہ لبجے میں کہا۔

”بالکل بتادوں گا۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ لاشیں کچھ نہیں سن سکتیں لیکن پھر بھی میں تمہاری لاش کے کان میں تمہارے سوال کا جواب ضرور بتادوں گا۔“... رنگو نے غصے اور وحشت سے چینتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ یوں اچھل کر حمید کی طرف لپکا جیسے اسے پکڑ کر میں جواب دیا۔

”اوہ تمہارے یہ آدمی مداخلت نہیں کریں گے۔“ حمید نے کہا۔

”بالکل نہیں کریں گے۔ انہیں مداخلت کی ضرورت ہی نہ پڑے“

گی۔ بہر حال حالات کچھ بھی کیوں نہ ہوں ان کی طرف سے کوئی

مداخلت نہ ہوگی۔ یہ رنگو چمار کا وعدہ ہے۔ البتہ یہ تمہاری لاش ٹھکانے لگانے کا کام ضرور سرانجام دیں گے۔“... رنگو نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تو آؤ آج میں تمہیں بتاتا ہوں کہ چماروں کا کام دوسروں کے بوٹ چاٹنا ہوتا ہے۔ ان کے سامنے کھڑے ہوئے بکواس کرنا نہیں ہوتا۔“.... حمید نے ایک قدم آگے بڑھاتے

ہوئے کہا اور اسے کے فقرے نے تو جیسا رنگو چمار کا پا گل کر دیا۔

”اوہ تمہاری یہ جرات۔“... رنگو نے غصے اور وحشت سے چینتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ یوں اچھل کر حمید کی طرف لپکا جیسے اسے پکڑ کر کچا چا جائے گا۔ اس کا انداز بڑا وحشیانہ تھا۔ لیکن حمید بڑے مطمئن

انداز میں اپنی جگہ کھڑا رہا۔

پھر جیسے ہی رنگو چمار اس کے قریب آیا۔ وہ پلک جھکنے میں اپنی جگہ

سے اچھلا اور دوسرے لمحے اس کی لات بھلی کی سی تیزی سے نہم

بل تکرایا۔

دائرے میں گھومتی ہوئی پوری قوت سے رنگو چمار کی پسلیوں پر

تیک کیپن حمید دیوار سے تکرا کر نیچے گرتا، رنگو چمار قلابازیاں کھا کر

تیر کی اس کی طرف آیا۔ اس بار اس کا داؤ انتہائی خطرناک تھا۔ اس کا

سائینڈ میں ہتا چلا گیا۔

کیپن حمید نے لات مارتے ہی اچھل کر دنوں پیروں کی اٹی ضرب

اس کے چہرے پر جمانی چاہی۔ لیکن رنگو ضرب کھاتے ہی بھلی کی سے

تیزی سے گھوما اور اس سے پہلے کیمیڈ کی دنوں جزے ہوئی لاتیں

اس کے چہرے پر پڑتیں، رنگونے کلائی کے مدد سے اس کی ران پر

ضرب لگادی اور حمید کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی ران کی حدی ثوٹ

گئی ہو۔

کیپن حمید قلابازیاں کھا کر سیدھا ہوا ہی تھا کہ رنگو کی فلاںگ گک

اس کے سینے پر پڑی اور کیپن حمید اچھل کر پچھلی دیوار سے پشت کے

رنگو چمار بھاری جسم رکھنے کے باوجود پارے کی طرح پھر تیلا تھا جب

تیک کیپن حمید دیوار سے تکرا کر نیچے گرتا، رنگو چمار قلابازیاں کھا کر

تیر کی اس کی طرف آیا۔ اس بار اس کا داؤ انتہائی خطرناک تھا۔ اس کا

پلان یہ تھا کہ دیوار سے گھٹ کر نیچے گرتے ہی کیپن حمید کے سینے پر

دوبارہ پوری قوت سے فلاںگ گک لگائی جائے۔ تاکہ پیچھے دیوار

ہونے کی وجہ سے حمید کا سینہ دیوار کے ساتھ پچک کر رہ جائے گا۔

کیپن حمید نے دوار سے تکراتے ہی۔۔۔ رنگو کو ایک با پھر اپنے اوپر

آتے دیکھ لیا تھا۔ اس نے وہ بھلی کی اس تیزی سے ٹرپا اور عین ایک لمحہ

پلے اس کا جسم اس جگہ سے ہٹ گیا اور رنگو کی دنوں لاتیں پوری قوت

سے دیوار سے تکرا نہیں۔ یہ ضرب اس قدر رشد یہ تیکی کہ رنگو چمار تیزی

سے مرنے سکا۔ اور پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ اسی لمحے کیپن حمید نے

اس پر چھلانگ لگائی اور وہ سیدھا اس کے جسم پر آیا۔ مگر رنگو چمار کے دونوں گھٹنے تیزی سے اٹھے اور کیپین حمید جھکا کھا کر اس کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا پچھے فرش پا جا گرا۔ اور پھر وہ دونوں بیک وقت ہی اٹھے۔ اب وہ دوبارہ ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑے تھے۔ لیکن اب دونوں کی صورت حال بدل چکی تھی۔

رنگو چمار پہلے کی نسبت زیاد محتاط اور چوکنا نظر آرہا تھا البتہ غصے اور خجالت کی وجہ سے اس کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے تھے۔ ادھر کیپین حمید کو اپنی آنکھوں کے سامنے سرخی سے چھیلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ یہ اس کی دماغ کی خاص کیفیت تھی۔ ایسی کیفیت میں حمید جون میں بتلا ہو جایا کرتا تھا۔

رنگو چمار کے ساتھی حیرت بھرے انداز میں کیپین حمید کو دیکھ رہے تھے کیونکہ ان کا تو آج تک یہی خیال تھا کہ رنگو چمار کے مقابلے میں دنیا

کا کوئی شخص ایک لمحے سے زیادہ نہیں کھڑا ہو سکتا۔ لیکن کیپین حمید نہ صرف زندہ کھڑا تھا بلکہ اس نے رنگو چمار کو اچھے خاصے جھکتے بھی دے دیئے تھے۔

وہ دونوں صرف ایک لمحے کے لئے آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو تو لتے رہے اور کیپین حمید نے حرکت کی۔ وہ پوری قوت سے اپنی جگہ سے اچھلا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ رنگو چمار کے سر پر نکل مارنا چاہتا ہو۔ رنگو لا شوری طور پر جھک گیا اور حمید شاندیہی چاہتا تھا۔ وہ اس کے سر کے اوپر ہوتا ہوا دوسری طرف کو گرا۔ لیکن اس کے نچلے جسم نے اس کے سر کے اوپر سے گذرتے ہوئے یک لخت جھکا کھایا اور اس کی دونوں نانگیں رنگو چمار کی گردان میں قیچی کے سے انداز میں

پڑیں اور کیپین حمید کے ہاتھ جیسے ہی فرش کو لگکر وہ لٹوکی طرح گھوم گیا۔ اور رنگو چمار نہ صرف پشت کے بل فرش پر گرا۔ بلکہ وہ اس

کے ساتھ ہی کروٹ بدل گیا۔

گردن چھڑاتا، حمید نے تیزی سے اس کی دونوں ٹانگیں ہاتھوں سے پکڑ کر پوری قوت سے گھسیٹیں اور ساتھ ہی اپنی ٹانگوں کو بھی اپنی طرف جھکا دیا اور اس کا داؤ کامیاب رہا۔ رنگو کے پیرا لکھر گئے۔ اور اس کا جسم پشت کے بل کمان کی صورت میں فرش پر سیدھے پڑے ہوئے حمید کے اوپر چھتری کی طرح تن گیا۔ حمید نے اپنے جسم کو تیزی اور جھکے سے مزید سکیڑا۔ اس کا مقصد رنگو کی کھوپڑی کو اس کی ٹانگوں کے نزدیک لے جانا تھا جب کہ رنگو کا جسم کمان کی طرح مڑا ہوا تھا۔ رنگو چمار نے کروٹ بدل کر اس داؤ سے نکلنے کی کوشش کی لیکن کیپٹن حمید نے اپنے جسم کی پوری طاقت لگادی اور پھر ایک زور دار جھکٹے کے ساتھ ہی رنگو چمار کے حلق سے نکلنے والی چین سے ہال گونج اٹھا اس کے ساتھ ہی کھٹاک کی آواز سے اس کی ریڑھ کی ہڈی کا مہرہ کھک گیا اور کیپٹن حمید نے یہ آواز سنتے ہی تیزی سے اپنے جسم کو کروٹ دی

رنگو چمار نے دونوں کلا یاں اٹھا کر کیپٹن حمید کی پنڈلیوں پر ضرب لگانی چاہی لیکن حمید تو فرش پر بھلی کی سی تیزی سے کروٹیں بدلتا جا رہا تھا۔ اس طرح رنگو چمار ضرب نہ لگا سکتا تھا۔ وہ اس کے ساتھ ہی الٹا ہوا مڑ جاتا اور پھر رنگو نے ضرب لگانے کا ارادہ بدل� اور اس نے اپنی طاقت کے زور پر اوپر کو اٹھنے کی کوشش کی۔ اس کا مقصد حمید کو اس طرح بے بس کر کے قابو کرنے کا تھا۔ چنانچہ پوری قوت لگا کر وہ اوپر کو اٹھا اور دوسری لمحے وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ مگر اس کے ذہن میں بھی یہ تھا کہ حمید خود یہی چاہتا تھا اور اس نے داؤ بھی اسی مقصد کے لئے لگایا تھا۔

جیسے ہی رنگو چمار سیدھا ہوا کیپٹن حمید کا جسم اس کی ٹانگوں کے طرف گھستا ہوا نزدیک آگیا اور اس سے پہلے کہ رنگو سیدھا ہو کر اپنی

اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس کی نگیں اور گردن دونوں

تھا۔ ان میں دو غندے تو ابھی تک ترپ رہے تھے۔ کیپشن حمید نے  
چھوڑ دیں۔ اور رنگو چمار کے پہلو کے بل گرتے ہی کیپشن حمید اچھل کر  
نبیس ترپاڈ لیکھ کر ان پر دوبارہ فائر کھول دیا اور دوسرے لمحے دونوں  
ٹھنڈے ہو گئے۔ حمید جانتا تھا کہ رنگو چمار اب حرکت کرنے سے  
معدود رہو گیا ہے اور غندوں کا کوئی دین ایمان نہ تھا۔ وہ اپنے باس کو  
اس طرح بے بس ہوتے دیکھ کر حمید پر فائر کھول سکتے تھے اس لئے  
سب غندوں کی توجہ رنگو چمار کی طرف تھی اس لئے وہ بروقت سنبھل نہ  
سکے اور شین گن چھینتے ہی کیپشن حمید نے فائر کھول دیا اور ہال میں  
موجود غندے آئے سے بھرے ٹھیلوں کی طرح ڈھیر ہوتے چلے  
گئے۔ انہیں سنبھل کر شین گن سیدھی کرنے کا بھی موقع نہ ملا تھا۔ ان  
کے نیچے گرتے ہی کیپشن حمید اپنی جگہ سے اچھلا اور سیدھا دروازے  
کے طرف بڑھا۔ اس نے دروازے کو اندر سے بند کر دیا اور پھر ایک  
ٹولی سانس لے کر وہ پلتا۔ سارے ہال میں غندوں کا خون پھیلا ہوا

اس نے ان کا خاتمه بھی ضروری سمجھا تھا۔  
اب وہ ہال میں رنگو چمار کے ساتھ اکیا تھا اور اسے معلوم تھا کہ ہال  
میں ہونے والی فائر گن کی آوازیں باہر سنائی نہ دے سکتی تھیں لیکن پھر  
بھی کسی اچانک مداخلت سے بچنے کے لئے اس نے دروازہ اندر سے  
بند کر دیا تھا۔

رنگو چمار پشت کے بل فرش پر پڑا تھا۔ تکلیف کی شدت اور شکست کی  
شرمدگی سے اس کا چہرہ بگڑا ہوا تھا۔ اس نے ہونوں پر دانت اس

بری طرح جمائے ہوئے تھے کہ اس کے ہونٹوں سے خون بہہ لکھا تھا۔ کیپشن حمید ہے کیپشن حمید۔”... حمید نے غصیلے انداز میں کہا اور ”ہاں!۔۔۔ اب بولاو چمار صاحب!۔۔۔ اب اپنے وعدے کے مطابق دوسرے لمحے اس نے شین گن کا بٹ ایک بار پھر اس کی پسلیوں پر اس پارٹی کا پتہ بتا رہے ہو۔“... حمید نے شین گن سنجا لے اس کے قریب جا کر پوچھا۔

رنگو چمار کے حلق سے ایک بار پھر چیخ نکل گئی۔ کیپشن حمید کے ہاتھ اپر رکنے نہیں بلکہ اس نے رنگو چمار کو روئی کی طرح وضنا شروع کر دیا۔ رنگو چمار کا براحال ہو گیا۔ شین گن کے بٹ کی ضربوں سے اس کی ہڈیاں اٹوانا شروع ہو گئیں۔

”بب۔۔۔ بب۔۔۔ بتاتا ہوں۔۔۔ بتاتا ہوں۔۔۔“... رنگو نے اچانک چیختے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے لمحے اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ کیونکہ

”بتاؤ۔۔۔ سچ سچ بتاؤ گے تو نہ صرف تمہیں چھوڑ دوں گا۔۔۔ بلکہ تمہاری کمر بھی ٹھیک کر دوں گا۔۔۔ ورنہ تمہاری ایک ایک ہڈی توڑ دوں گا۔۔۔“.... کیپشن حمید نے سرد لبجھ میں کہا۔

”تم نے مجھے دھوکے سے مار لیا ہے۔۔۔ اور دوسرے بات یہ کہ تم نے میرے ساتھیوں کو مار کر خود ہی وعدہ خلافی کی ہے۔۔۔ اب چاہے تم مجھے قتل کر دو۔۔۔ میں کچھ نہیں بتاؤں گا۔۔۔“... رنگو چمار نے دانت پیتے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے لمحے اس کا بٹ اس کے چہرے پر مارا۔۔۔ یہ حمید نے پوری قوت سے شین گن کا بٹ اس کے چہرے پر مارا۔۔۔ ضرب اس قدر پر قوت تھی کہ کھٹاک کی آواز سے رنگو چمار کا جبڑا ٹوٹ گیا اور اس کا منہ میزرا ہا ہو گیا۔۔۔

”میں تمہاری رگوں سے روح کھینچ لوں گا چمار کے بچے۔۔۔ میرا نام

”ناراک کی پیشہ و رقاتوں کی تنظیم ڈارک کلب کے لئے میں نے انہیں سبک کیا تھا۔“....رُنگو چمارنے کر رہتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ مجھے چھوڑ دو۔ معاف کر دو۔“....رُنگو چمارنے

گزگزاتے ہوئے کہا۔ لیکن کیپشن حید نے ٹریگردد بادیا اور دوسرا سے لمحے رُنگو چمارکی کھوپڑی سینکڑوں نکڑوں میں تبدیل ہو چکی تھی۔

حید نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ میں پکڑی ہوئی شین گن ایک طرف پھیکلی اور خود تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ ابھی تک باہر سے کوئی مداخلت نہ ہوئی تھی اس لئے اس نے یہی سوچا کہ باہرواں کو اندر کے حالات کا علم نہیں ہے اور شین گن بھی اس نے اسلئے پھینک دی تھی وہ انہیں چونکا ناٹھ چاہتا تھا۔

دروازہ کھول کر وہ گیلری میں آگیا۔ یہاں وہ آدمی موجود نہ تھا جس نے اس کا کارڈ دیکھا تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہاں میں پہنچ گیا۔ ”کیا ہوا کیپشن؟“....اچانک ماسٹر اسلام اس کے سامنے آگیا۔

”یہ تو مجھے بھی علم ہے۔ اس تنظیم کا پتہ اور آدمی بتاؤ۔“....کیپشن حید نے ایک بار پھر شین گن لہراتے ہوئے کہا۔

”کرافٹ اس تنظیم کے چیف کا نام ہے۔ پتہ مجھے معلوم نہیں صرف فون نمبر ہے۔ دو چار ایک زیر و تین۔“....رُنگو چمارنے جواب دیا۔

”سچ کہہ رہے ہو۔“....کیپشن حید نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

”بالکل سچ کہہ رہا ہوں۔“....رُنگو نے جواب دیا اور کیپشن حید اس کی آنکھوں کے تاثرات سے ہی سمجھ گیا کہ وہ درست کہہ رہا ہے۔

”او۔ کے۔ پھر تم چھٹی کرو۔ تم کینہ پرور اور گھٹیا آدمی ہو۔ اس لئے تم بعد میں بھی ہمارے لئے عذاب بن سکتے ہو۔“....کیپشن حید

”لاشیں اخوالو۔“ کیپٹن حید نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ وہ جلد از جلد یہاں سے نکل جانا چاہتا تھا۔ لیکن جیسے ہی وہ دروازے سے باہر نکلا۔ ماشر اسلام اس کے پیچے آگیا۔

”کپتان صاحب!...“ میں نے باہر والوں کو روک لیا تھا۔ ورنہ ”لیں پلیز انکو اڑی۔“.... دوسری طرف سے انکو اڑی آپریٹر کی آواز آپ اس طرح زندہ بچ کر نہ جاسکتے۔ رنگو چمار ختم ہو گیا۔ یا زندہ سنائی دی۔

”کریل فریدی سپیکنگ۔ ایک نمبر نوٹ کرو۔“ کیپٹن حید نے ”دختم ہو گیا۔ اور تمہارا شکر یہ۔“ حید نے جان چھڑانے کے سے انداز میں کہا اور پھر تقریباً بجا گتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

”لیں سر۔ لیں سر۔ نوٹ کرو ایئے۔“.... کریل فریدی کا نام سنتے ہی دوسری طرف سے آپریٹر نے انتہائی مودباہ لجھے میں جواب ماسٹر اسلام اب حید کے پیچھے آنے کی بجائے تیزی سے واپس پلٹ دیتے ہوئے کہا۔

حید کا رچلا تا ہوا تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ اس نے فون نمبر معلوم کر لیا ”نوٹ کرو۔ دو چار ایک زیر و تین۔“.... کیپٹن حید نے رنگو چمار کا تھا اور اب وہ آسانی سے اس نمبر کے ذریعے لوکیشن معلوم کر سکتا تھا۔ بتایا ہوا نمبر دوہرایا۔

"لیں سر!... نوٹ کر لیا۔ دو چار ایک زیر و تین۔".... آپ پریٹرنے مود بانہ لجھے میں جواب دیا۔

"کوئی نمبر ایک سو دس۔ ماؤں کا لوٹی۔ نام ڈاکٹر شنکر ارون۔".... آپ پریٹرنے جواب دیا۔

"اب مجھے بتاؤ کہ یہ فون نمبر کس کا ہے۔ پورا پتہ اور نام چاہیے۔"

"درست دیکھا ہے؟".... کیپٹن حمید نے پوچھا۔ الجھ تھکمانہ ہی تھا۔ اور سنو!۔ پتہ اور نام بالکل درست ہونا چاہیے۔ ورنہ،".... کیپٹن حمید نے دھمکی آمیز لجھے میں کہا۔

"لیں سر۔ لیں سر۔ بالکل درست ہو گا۔ ہولڈ آن سیکھے سر!۔ ابھی ایک منٹ میں بتاتا ہوں۔".... آپ پریٹرنے گھبرائے ہوئے لجھے میں جواب دیا۔

اور کیپٹن حمید مسکرا کر خاموش ہو گیا۔

"سر!... نوٹ سیکھئے۔".... چند لمحوں بعد ہی آپ پریٹر کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"ہاں بتاؤ۔".... کیپٹن حمید نے کہا۔

"او۔ کے".... کیپٹن حمید نے کہا اور رسیور کھل دیا۔ چونکہ کسی پرائیوٹ نمبر پر فون نہ ہوا تھا۔ اس نے رسیور کھٹتے ہی نچلے خانے میں سکے باہر آگئے۔ کیپٹن حمید نے سکے اٹھا کر جیب میں ڈالے اور پھر فون بوتحسے باہر آگیا۔

اس نے کار کا رخاب واپس کوئی کی طرف موڑ دیا۔ اب وہ پوری طرح مطمئن تھا کہ اس نے ایک ایسا کلیو ڈھونڈ لیا ہے جس کا کریل فریبی کا بھی علم نہیں۔ اس طرح کم از کم اس نے کفارہ ادا کر دیا تھا۔ شیری نے سیاحوں جیسا لباس پہنا ہوا تھا اس کے کامنے پر

بیگ لکا ہوا تھا۔ اور وہ بڑے تھکے تھکے انداز میں سڑک کے ساتھ بنے ”ہاں!... مل جائے گا۔ کیا بات ہے میم صاحب۔ آپ بہت ہوئے فٹ پاتھ پر چل رہی تھی۔ اس کے چہرے پر پریشانی، بے گھبرائی ہوئی ہیں؟“.... چوکیدار نے ہمدردی کرتے ہوئے چینی اور افطراب نمایاں تھا۔ وہ یوں ادھر ادھر دیکھ رہی تھی جیسے اکیلی پوچھا۔ یہ فریدی کا نیا چوکیدار تھا۔ پہلے چوکیدار گور کھے کے قتل کے ہرni شیروں کے زندگی میں آگئی ہو۔ اس کے کان کے نیچے اور گردن بعد فریدی نے اسے رکھا تھا۔ اور چونکہ وہ نیا آدمی تھا اس نے مجرموں پر خراشیں تھیں۔ اس وقت وہ اسی سڑک پر چلی جا رہی تھی جس پر کرنل ادھر شیری بھی کمال کی ایمنگ کر رہی تھی۔

”غندے۔۔۔ غندے میرے پیچھے لگ گئے۔۔۔ میں سیاحد ہوں۔۔۔ انہوں نے مجھ سے رقم چھین لی۔۔۔ وہ مجھے بے عزت کرنا چاہتے تھے۔ میں اکیلی ہوں۔“.... شیری نے اٹک اٹک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ غندے۔۔۔ میم صاحب!۔۔۔ آپ اندر چلیں۔ یہ کرنل فریدی صاحب کی کوئی تھی ہے۔۔۔ اس کوئی کو دیکھ کر غندے بھاگ جائیں

اور پھر جیسے ہی فریدی کی کوئی تھی کا پھانک آیا۔ وہ یوں پھانک کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو گئی جیسے اب اس کے لئے وقدم آگے چلانا بھی ممکن نہ رہا ہو۔ وہ لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔ دروازے پر کھڑا چوکیدار سے حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

”پانی۔۔۔ پانی مل جائے گا۔“.... شیری نے یوں اٹک اٹک کر چوکیدار سے کہا جیسے بڑی مشکل سے یہ زبان بولتی ہو۔

بہانہ بنانا پڑتا۔

”کریم صاحب موجود ہیں۔“ شیری نے چوکیدار کی رہنمائی میں ڈرامنگ روم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

الٹارکھ دیا گیا ہو۔

یہ عمران تھا جو اکیلا ہونے کی وجہ سے عادتاً الٹارکھرا ہو گیا تھا۔ وہ جب کوئی بات سوچتا تو اسی طرح کرتا تھا۔

گے۔ وہ آپ کا بندوبست بھی کر دیں گے۔ وہ بہت بڑے آدمی ہیں اور بڑے ہمدرد بھی۔ ”.... چوکیدار نے پوری پوری ہمدردی کا ثبوت دیتے ہوئے کہا۔

”کریم فریدی۔ کیا وہ فوج میں ہیں؟“ شیری نے پوچھا۔

”نہیں میم صاحب!۔“ وہ فوج میں نہیں۔ کوئی خفیہ پولیس کے بڑے آفریزیں۔ میں انہیں یہاں نیا آیا ہوں مجھے زیادہ تفصیل کا علم نہیں ہے۔ آؤ اندر آؤ۔“ چوکیدار نے چھانک کھولتے کوئی بجوبہ نظر آگیا ہو۔

ہوئے کہا اور شیری سر ہلاتی ہوئی اندر داخل ہو گئی۔ چوکیدار نے خود ہی اس کی مشکل حل کر دی تھی اور نہ اسے اندر جانے کے لئے کوئی نہ کوئی الٹارکھ دیا گیا ہو۔

"یہ۔۔۔ یہ کون ہے؟"۔۔۔ شیری نے حیرت بھرے انداز میں کہا اور اس کی آواز سنتے ہی نوجوان کی آنکھیں ایک جھلکے سے کھلیں اور دوسرے لمحے وہ قلب اپنے کھار کر سیدھا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی شرمندگی اور احتجانہ پن کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

"معاف کیجئے۔۔۔ سیاحت پیش نہیں ہوتا۔۔۔ مشغله ہوتا ہے۔۔۔ سیاح تو خرچ کرتا ہے۔۔۔ کماٹا کیسے ہے؟"۔۔۔ شیری نے قدرے ناراض سے لبھے میں کہا۔

"اوہ۔۔۔ اوہ مس!۔۔۔ اوہ ویری سوری۔۔۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ تشریف لانے والی ہیں۔۔۔ میں تو عبادت کر رہا تھا۔"۔۔۔ نوجوان نے دماغ ذرا الٹا ہو گیا تھا۔۔۔ میں نے سمجھا کہ شاندہ آپ ملکہ سیاحت میں ہیں۔۔۔ تشریف رکھیے!۔۔۔ مجھے پرانس آف ڈھمپ کہتے ہیں اور میں کرٹل صاحب کا بن بلا یا مہمان ہوں۔"۔۔۔ عمران نے شرمندہ سے لبھے میں کہا اور ساتھ ہی اپنا تعارف بھی کر دیا۔

"مجھے شیری کہتے ہیں۔۔۔ میر اعلق ناراک سے ہے۔"۔۔۔ شیری نے اپنا تعارف کرایا اور عمران چونک پڑا۔۔۔ مگر دوسرے لمحے اس کا چہرہ ایک بار

"اچھا اچھا سیاح۔۔۔ واہ! کیا خوبصورت پیشہ ہے۔۔۔ سیر کی سیر بھی"۔۔۔

پھر نارمل ہو گیا۔ اسے فوراً ڈارک کلب کی ایک نوجوان لڑکی کا نام یاد آگیا۔ اس کا نام بھی شیری بتایا گیا تھا۔

مُسکراتے ہوئے کہا۔ اسے یہ وجبہ اور احتمالہ شکل والا نوجوان پسند آگیا تھا اور وہ اسے بڑی دلچسپ نظر وہ سے دیکھ رہی تھی۔

”اچھا اچھا۔۔۔ آپ کے والد صاحب کا نام شیر ہے۔۔۔ یعنی لائے۔۔۔ وہ شیری۔۔۔ یعنی بے بی لائے۔۔۔ وہ خوبصورت نام ہے۔۔۔ عمران نے شیری کو شیرنی بناتے ہوئے کہا اور شیری اس کے جواب پر بے اختیار پس پڑی۔

”narak میں آپ کا غریب خانہ کس جگہ ہے۔۔۔ میں بھی narak میں بڑا عرصہ رہا ہوں۔۔۔“ عمران نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ آپ narak میں رہے ہیں۔ کب؟“۔۔۔ شیری نے چونکتے ہوئے کہا۔ اسے خیال بھی نہ تھا کہ یہ حق سا آدمی بھی narak جا سکتا ہے۔ وہ اب غور سے اسے دیکھ رہی تھی۔

”شیرنی نہیں۔۔۔ شیری۔۔۔“ شیری نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ چوکیدار شامداں کے لئے پانی لینے کے لئے باہر چلا گیا تھا۔

”ہمارے ڈیڈی جناب کنگ آف ڈھمپ کو بڑا شوق تھا کہ ان کا ولی عہد پر اس آف ڈھمپ مہذب بن جائے۔۔۔ اس لئے انہوں نے زبردستی مجھے narak بھجوادیا۔۔۔ اور کسی کو نہ بتائیے گا۔۔۔ ہم اپنے باڑی نے اب دوسری طرف بات لے جاتے ہوئے کہا۔

”اوہ!۔۔۔ آپ واقعی ضرورت سے زیادہ ذہین ہیں۔۔۔“ شیری نے پھر رہے ہوں گے۔۔۔ کیا مزہ آرہا ہو گا۔۔۔“ عمران نے پھوٹتے ”اوہ!۔۔۔ آپ واقعی ضرورت سے زیادہ ذہین ہیں۔۔۔“ شیری نے

طرح تالیاں بجاتے ہوئے کہا اور شیری بے اختیار کھل کھلا کر نہس پڑی۔ اس نے مشرقی شہزادوں کے متعلق بیشمار کہانیاں پڑھ رکھی تھیں۔ لیکن اس کی ملاقات آج تک کسی پرنس سے نہ ہوئی تھی اور اب عمران کو پچوں جیسی حرکیں کرتے دیکھ کر اسے بے حد لطف آرہا تھا۔

”اوہ اچھا اچھا۔ میں سمجھ گئی۔ آپ نے بتایا نہیں کہ ناراک میں آپ کی رہائش کہا تھی۔“... شیری نے کہا۔

وہ ہمارے ڈیڑی کے ایک دوست ہیں ڈاکٹر آئشن۔ فتحرالیونیو میں رہتے ہیں۔ وہ ایک کلب کے مالک ہیں جس کا نام ڈارک کلب ہے۔ ازراہ شفقت انہوں نے ہماری سر پرستی قبول کی ہوئی تھی۔“.... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ گواں کا انداز بڑا مخصوصاً تھا

لیکن اس نے وہی پتہ دو ہر ایسا تھا جو کرافٹ نے نقشے والے لفافے پر لکھا تھا اور اس کے ساتھ اس نے جان بوجھ کر ڈارک کلب کا حوالہ دے دیا تھا اس کے ساتھ ہی وہ غور سے شیری کو دیکھ رہا تھا۔

”آپ واقعی پرنس ہیں۔ کس ریاست کے پرنس ہیں؟ اور یہ ریاست کہاں واقع ہے؟“.... شیری نے پوری دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے چوکیدار اندر داخل ہوا اس کے ہاتھ میں پانی کا بھرا ہوا گلاس تھا۔

شیری نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پانی پی کر گلاس اسے واپس کر دیا۔ ”واقعی کا جواب تو ڈیڑی یا ممی دے سکتے ہیں۔“ میں نے پییدا ہونے سے پہلے اللہ میاں سے سُنْفِیکیث نہ بنوایا تھا۔ باقی ہماری ریاست کا

نام ڈھمپ ہے۔ اور یہ ہمایہ کی تراہی میں ایک چھوٹی سی مگر خوبصورت ریاست ہے۔ آزاد ریاست۔“... عمران نے بڑے مخصوص سے لبھی میں جواب دیا۔

ڈاکٹر آمن، فتحی ایونیو اور ڈارک کلب کے الفاظ نے شیری کے سانپ کی طرح دبلا پتلا سام۔ اسی طرح جیکھی، جا کی اور بارش کو اعصاب پر بڑا خوفناک اثر ڈالا۔ اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے بھی آپ جانتی ہوں گی۔ اور کرافٹ کی محبوک کو بھی آپ جانتی ہوں گی۔ سما کا اس کا نام ہے بڑی خوبصورت سی لڑکی ہے۔ ارے بھی! اس کی ایک سیلی ہے شیری۔ اس کا نام بھی آپ سے ملتا جاتا ہے۔ اور ہاں!۔۔۔ اب مجھے خیال آ رہا ہے کہ اس کی شکل بھی آپ سے ملتی جلتی ہے۔ عمران نے بڑے خوش ہونے والے انداز میں باقاعدہ ڈارک کلب کے چیف بس اور اس کے ساتھیوں کا تعارف کرنا شروع کر دیا۔ اسے معلوم تو ہو گیا تھا کہ شیری کا تعلق ڈارک کلب سے ہے اور فریدی کی کوئی میں کسی پلان کے تحت ہی آئی ہے لیکن اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ بیکو جلد از جلد تحلیل سے نکال لے۔ اور وہی ہوا۔ اس قدر تفصیلی تعارف نے شیری کے لئے کوئی گنجائش ہی کرافٹ کو بھی جانتی ہوں گی۔۔۔ گنجسر اور لمبے چوڑے قد و قامت کا آدمی ہے۔ ڈارک کلب کا مالک ہے۔ اس کا ایک ساتھی ہے سام۔۔۔ نچھوڑی تھی۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

ڈاکٹر آمن، فتحی ایونیو اور ڈارک کلب کے الفاظ نے شیری کے پہلی چلی گئیں۔ ڈاکٹر آمن ان کے ہیڈ کوارٹر کا کوڈ نام تھا اور پھر پہنچ بھی ہیڈ کوارٹر کا تھا اور اس کے ساتھ ہی ڈارک کلب۔ اس کے شامک یہ تصور میں بھی نہ تھا کہ اس کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آ سکتا ہے۔ لیکن اس نے جلد ہی اپنے آپ پر قابو پالیا۔ اس کے باوجود اس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات نہ مت سکے۔

”اچھا اچھا۔۔۔ میں سمجھ گئی۔۔۔“ شیری نے یوں سر ہلانا شروع کر دیا جیسے اسے مزید گفتگو کے لئے الفاظ ہی نہ مل رہتے ہوں۔

”اچھا۔۔۔ آپ سمجھ گئی ہیں۔۔۔ واہ بہت خوب!۔۔۔ پھر تو آپ کرو۔۔۔ کرافٹ کو بھی جانتی ہوں گی۔۔۔ گنجسر اور لمبے چوڑے قد و قامت کا کارکن ہے۔۔۔ ڈارک کلب کا مالک ہے۔ اس کا ایک ساتھی ہے سام۔۔۔

”اچھا شکر یہ!۔۔۔ اب میں جا رہی ہوں۔۔۔“..... شیری نے دروازے کی ”ارے ارے“..... عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ دیں۔

”اب موت تمہارا مقدر بن چکی ہے۔۔۔“..... شیری نے انتہائی سرد لمحے میں کہا۔ وہ اب ایکٹنگ و سینٹنگ بھول گئی تھی۔

”ارے وہ تو کرٹل فریدی پر دورہ ہے۔۔۔ مجھ پر نہیں۔۔۔“..... عمران نے خوفزدہ لمحے میں کہا۔ مگر دوسرے لمحے اس کا ہاتھ بچالی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور شیری کے ہاتھ سے ریو اور نکل کر دور صوفے کے پیچھے جا گرا۔

”اچھی لڑ کیاں ان کھلونوں سے نہیں کھیلتیں۔۔۔ ورنہ غنڈے ان کے پیچھے گ جاتے ہیں۔۔۔“..... عمران نے بڑے معصومانہ سے لمحے میں کہا۔

اسی لمحے شیری نے اچانک اچھل کر عمران پر حملہ کر دیا۔ لیکن عمران شامکہ اس حملے کے لئے پہلے سے تیار تھا اس لئے دوسرے لمحے شیری

طرف مڑتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے اب یہاں اس کے رکنے کا کوئی جواز نہ تھا۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ وہ کسی چوہے دا ان میں پھنس گئی ہے وہ تو شکار کرنے آئی تھی لیکن اسے محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے وہ خود کسی مضبوط جاں میں پھنس گئی ہو۔

”ارے ارے۔۔۔ بیٹھیں بیٹھیں۔۔۔ کرٹل صاحب ابھی آ جاتے ہیں۔۔۔ ان پر دراصل آ جکل خود کشی کرنے کا دورہ پڑا ہوا ہے۔۔۔ وہ کہہ رہے تھے کہ کوئی خوبصورت سی غیر ملکی لڑکی مل جائے تو اس کے ریو اور کی گولی وہ اطمینان سے دل پر کھا کر انللہ۔ ہو جائیں۔۔۔ تاکہ لوگ انہیں شہید محبت تو کر سکیں۔۔۔“..... عمران نے بچالی کی سے تیزی سے آگے بڑھ کر دروازے کے سامنے ہوتے ہوئے کہا اور دوسرے ہی لمحے شیری نے بچالی کی سی تیزی سے ریو اور نکال لیا۔

بری طرح چیخت ہوئی پشت کے بل قالین پر جاگری۔

”ارے ارے آپ گر گئیں۔۔۔ ارے کمال ہے۔۔۔ سیاحت تو شروع کردی، پہلے کھڑا ہونا تو سیکھ لیتیں۔۔۔ عمران نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

وہ کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا اسی صوفے کے عقب میں جاگرا

جہاں چند لمحے پہلے شیری کاریو اور جاگرا تھا۔ ریو اور صوفے کے پیچھے موجود تھا۔

”ارے کہاں گیا وہ؟۔۔۔ یہاں تو شیری بیہوش پڑی ہوئی ہے۔۔۔

دروازے سے ایک چیخت ہوئی آواز سنائی دی اور عمران مسکرا دیا۔ شیری کے ریو اور پر اس کی گرفت سخت ہو گئی تھی۔

”اسے ڈھونڈنا پڑے گا باس۔۔۔ ایک اور آواز سنائی دی۔

”پھیل جاؤ۔۔۔ پوری کوٹھی میں پھیل جاؤ۔۔۔ جہاں وہ نظر آئے گوئی مار دو۔۔۔ اب ہم کوٹھی کے اندر ہی کرتل فریدی کا انتظار کریں گے۔۔۔

پہلے آواز نے کہا اور عمران کو بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں دروازے سے باہر جاتی سنائی دیں۔

عمران نے صوفے کی اوٹ سے دیکھا تو اس نے گنجے کر افٹ کوشیری

اور پھر اس سے پہلے کہ شیری اٹھتی، عمران کی لات تیزی سے حرکت میں آئی اور اس کے بوٹ کی ٹوکری ضرب اس کی کنٹی پر پوری قوت سے پڑی۔ ضرب عمران نے مخصوص پوائنٹ پر ماری تھی اس لئے ایک ہی ضرب اس کے لئے کافی ثابت ہوئی اور اس کے ہاتھ پیرسید ہے ہوتے چلے گئے۔ وہ بیہوش ہو چکی تھی۔

اس کے بیہوش ہوتے ہی عمران اس پر جھکا اور اسکی تلاشی لیا چاہتا تھا کہ اسے باہر دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور عمران یہ آوازیں سنتے ہی بچلی کی سی تیزی سے اچھلا اور دوسرے لمحے

پر بچھے ہوئے پایا۔ اس کامنہ اسی صوفے کی طرف تھا جس کے پیچے عمران چھپا ہوا تھا۔ لیکن وہ چونکہ جھکا ہوا تھا اس لئے اس کی گنجی نائنٹ ٹین عمران کے سامنے تھی۔

عمران صوفے کے پیچے سے اٹھا اور پھر اس نے پوری قوت سے کرافٹ کی گنجی نائنٹ پر چپ ماری اور بچلی کی سے تیزی سے دوبارہ صوفے کے پیچے چھپ گیا۔

کرافٹ، شیری کے جسم کو چلا گا کر آگے بڑھا اور پھر ایک ہاتھ میں ریو اور پکڑے اس نے دوسرا ہاتھ صوفے کی طرف بڑھایا اور اسی لمحے صوفے خود بخوبی واپس اچھلا اور کرافٹ کو لیتا ہوا دوسرے صوفے کے اوپر جا گرا۔ کرافٹ کا اوپر والا جسم دوسرے صوفے پر گرا اور عمران کے سامنے والا صوفہ اس کے دھڑ کے اوپر، ریو اور اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔

عمران صوفے کو پھیلتے ہی بچلی کی سے تیزی سے آگے بڑھا۔ لیکن پھر اچھل کر ایک طرف ہٹا۔ وہ صوفہ دوبارہ اڑتا ہوا اپنی پہلی جگہ پر آیا اور اسی لمحے عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا اور اس کے ہاتھ میں پکڑے

جس کے پیچے عمران تھا۔ اب ظاہر ہے اتنا حمق تو وہ بھی نہ تھا کہ پوزیشن کو نہ سمجھ سکتا۔ کیونکہ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اس کا سر اسی صوفے کے سامنے جھکا ہوا تھا۔ اس نے بڑی پھرتی سے ریو اور

طرح تالیاں بجاتے ہوئے کہا اور شیری بے اختیار کھل کھلا کر نہیں پڑی۔ اس نے مشرقی شہزادوں کے متعلق بیشمار کہانیاں پڑھ رکھی تھیں۔ لیکن اس کی ملاقات آج تک کسی پرنس سے نہ ہوئی تھی اور اب عمران کو پچوں جیسی حرکیں کرتے دیکھ کر اسے بے حد لطف آرہا تھا۔

”آپ واقعی پرنس ہیں۔ کس ریاست کے پرنس ہیں؟ اور یہ ریاست کہاں واقع ہے؟“.... شیری نے پوری دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے چوکیدار اندر داخل ہوا اس کے ہاتھ میں پانی کا بھرا ہوا گلاس تھا۔

شیری نے اس کا شکر یہ ادا کیا اور پانی پی کر گلاس اسے واپس کر دیا۔ ”واقعی کا جواب تو ڈیمی یامی دے سکتے ہیں۔“ میں نے پیدا ہونے تھے صرف شیری کی جسم ہی نظر آرہا تھا۔ اب عمران کے خیال کے مطابق تمیں مرد اور ایک عورت باقی رہ گئی سے پہلے اللہ میاں سے شفیقیکیٹ نہ بنوایا تھا۔ باقی ہماری ریاست کا

”سام۔ سام۔ ادھر آؤ۔“... عمران نے دروازے کی اوٹ سے ہو کر کرافٹ کے لجھے میں چیخ کر کہا اور دوسرے لمحے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز دروازے کی طرف بڑھی۔

عمران دروازے کی سائینڈ میں کھڑا ہوا تھا۔ آنے والا دوڑتا ہوا کمرے میں داخل ہوا ہی تھا کہ عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا اور سام کی

گردن کی پشت پر عمران کی ہتھیاری پوری قوت سے لگی اور سام کراہتا ہوا کرافٹ اور شیری کے جسموں پر منہ کے بل اوندھا گرا۔ وہ ایک بار پلانا، لیکن پھر بے حس و حرکت ہو گیا۔ اس کا اعصابی نظام مغلوب ہو چکا تھا۔ عمران نے اسے بھی گھیٹ کر ایک طرف ڈال دیا۔ اس نے ان دونوں کو ایسی جگہوں پر ڈالا کہ دروازے کی سیدھے وہ نظر نہ آسکتے

”تھے صرف شیری کی جسم ہی نظر آرہا تھا۔“ اب عمران کے خیال کے مطابق تمیں مرد اور ایک عورت باقی رہ گئی سے پہلے اللہ میاں سے شفیقیکیٹ نہ بنوایا تھا۔ باقی ہماری ریاست کا

تھی۔ عمران نے دروازے کی طرف قدم بڑھایا اور اسے اندر سے ہی گا۔ ان کے پچھلے کمرے میں جاتے ہی عمران تیزی سے ڈرائینگ کرافٹ کے لجھ میں چین کر کہا۔

گا۔ ان کے پچھلے کمرے سے نکلا اور اوٹ لیتا ہو پچھلے کمرے کی طرف روم کے دروازے سے نکلا اور اوٹ لیتا ہو پچھلے کمرے میں چھپ جاؤ۔ کریم فریدی آرہا ہے۔

تم سب پچھلے کمرے میں چھپ جاؤ۔ جاکی، جیکشی، بارش اور سمکا، چاروں دبے پاؤں بڑھتا گیا۔ وہ سائیڈ سے ہو کر آگے بڑھ رہا تھا تاکہ ان کی نظروں میں نہ آ سکے۔ سائلنر لگا ریو اور اس کے ہاتھوں میں تھا، کمرے کے اندر چھپ جاؤ۔ جاکی، جیکشی، بارش اور سمکا، چاروں چھپ جاؤ کمرے کے اندر۔“

”اچھا باس۔“ بہر سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔ اور پھر مختلف سمتوں سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ اور پچھلے دوسرا پٹ کھلا ہوا تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر ہاتھ بڑھایا اور جھکتے سے دروازہ بند کر کے ہینڈل دبادیا۔

کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔

عمران نے جان بوجھ کر پچھلے کمرے کا کہا تھا۔ کیونکہ اس کمرے کا ایک ہی دروازہ تھا اور وہ دروازہ ہی وہی پچائیک کی سیدھی میں تھا وہاں بھری آواز سنائی دی۔

”گھر اونہیں۔ اندر کھڑے رہو۔“ میں نے ایک پلان بنایا ہے سے پچائیک صاف نظر آتا تھا۔ اس لئے عمران کو علم تھا کہ اس کمرے سے پچائیک میں چھپنے سے وہ گھبرا میں گئے نہیں۔ اور نہ ہی انہیں کوئی شک پڑے اگر فریدی ہم سے بچ گیا تو وہ اس کمرے میں آئے گا اور اس وقت تم

اسے ختم کر سکتے ہو۔” عمران نے کرافٹ کے لجھے میں سرگوشی

کرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے باہر سے چینچی چڑھادی اور پھر تیزی سے بھاگتا ہوا اپس ڈرامینگ روم کی طرف گیا۔

ڈرامینگ روم پر ایک نظر ڈالتا ہوا وہ ایک گلری میں دوڑتا ہوا عقبی کمرے میں پہنچا، جہاں کرٹل فریدی کی لیبارٹری تھی۔ فریدی بھی عمران کی طرح مختلف قسم کے تجربات کرنے کا شوقیں تھے اس لئے اس نے کوئی کے اندر ہی ایک مکمل لیبارٹری قائم کر کھی تھی۔ اور عمران

سیکڑوں بار فریدی کے ساتھ اس لیبارٹری میں آتا رہا تھا۔ اس نے لیبارٹری کا دروازہ کھولا اور چند ہی لمحوں بعد اسے الماری میں اپنے

مطلوب کی چیزیں مل گئیں۔ اس نے ایک پمپ نکالا۔ اس کے ساتھ بنی ہوئی کیف میں ایک شیشی کا محلول ڈالا اور ایک اور شیشی اور وہ پمپ انٹھا کروہ بھاگتا ہوا واپس اسی کمرے کی طرف بڑھا جس میں

کرافٹ کے چاروں ساتھی موجود تھے۔

”ہوشیار ہے۔ فریدی اب پہنچنے ہی والا ہے۔ سام اور میں اس کا استقبال ڈرامینگ روم میں کریں گے۔“ عمران نے دروازے کے پاس پہنچ کر ایک بار پھر کرافٹ کے لجھے میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے پمپ کی نگلی کامنہ تالے کے سوراخ میں پھنسا دیا اور دوسرے شیشی کا ڈھلن کھول کر اس میں سے چند قطرے کیف کا ڈھلن کھول کر اس میں موجود محلول میں ڈالا اور جلدی ہی سے ڈھلن دوبارہ تائستہ کر دیا۔ دوسرے محلول کے پہلے محلول سے ملتے ہی کیف کے اندر سے ہلکے نیلے رنگ کی گیس بننا شروع ہو گئی۔ جب پوری کیف گیس کے اندر سے ہلکے نیلے رنگ کی گیس بننا شروع ہو گئی۔ جب پوری کیف گیس سے مجرگئی تو عمران نے جلدی سے پمپ دبانا شروع کر دیا اور کیف میں موجود گیس نگلی سے ہو کر کمرے

بری طرح چینچ ہوئی پشت کے بل قالین پر جا گری۔

”ارے ارے آپ گر گئیں۔۔۔ ارے کمال ہے۔۔۔ سیاحت تو شروع طرف کھڑا رہا۔ جب کچھ لمحے گذر گئے تو اس نے آہستہ سے سانس کر دی، پہلے کھڑا ہونا تو سیکھ لیتیں۔“ عمران نے تیزی سے آگے لیا۔ اب گیس کا دباو ختم ہو گیا تھا۔ اس نے ایک لمبا سانس لیا اور پھر دہ کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس نے بٹن دبا کر بھی جلا دی۔ کمرے کی بڑھتے ہوئے کہما۔

دیواروں کے ساتھ کرافٹ کے چاروں ساتھی فرش پر ڈھیر ہوئے بڑے تھے۔ ان کے رویا اور ابھی تک ان کے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے تھے۔ اندر گیس ابھی تک موجود تھی۔ عمران نے ایگزاست کا بٹن دبادیا۔ طاقت و را ایگزاست کے چلنے سے چند ہی لمحوں میں گیس باہر نکل گئی اور کمرے کی فضاناً رمل ہو گئی۔ عمران باہر آگیا۔

اس نے پمپ انٹھایا اور دوبارہ لیبارٹری کی طرف بڑھ گیا۔

لیبارٹری میں شیشی اور پمپ کو واپس ان کی جگہوں پر رکھ کر وہ باہر آیا اور اس نے لیبارٹری کے دروازے کو پہلے کی طرح بند کر دیا۔ وہاں

اور پھر اس سے پہلے کہ شیری اٹھتی، عمران کی لات تیزی سے حرکت میں آئی اور اس کے بوٹ کی ٹوکی ضرب اس کی کنپی پر پوری قوت سے پڑی۔ ضرب عمران نے مخصوص پوائنٹ پر ماری تھی اس لئے ایک ہی ضرب اس کے لئے کافی ثابت ہوئی اور اس کے ہاتھ پیر سید ہے ہوتے چلے گئے۔ وہ بیہوش ہو چکی تھی۔

اس کے بیہوش ہوتے ہی عمران اس پر جھکا اور اسکی تلاشی لیا چاہتا تھا کہ اسے باہر دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز یہی سنائی دیں اور عمران یہ آواز یہی بچلی کی سی تیزی سے اچھلا اور دوسرے لمحے

سے نکل کر وہ تیزی سے کوئی میں گھوما۔ اسے اب چوکیدار کی فکر تھی۔ کیونکہ فریدی کا ملازم جو پہلے جملے میں ذمی ہو گیا تھا۔ اب تک ہپتال میں تھا اور فریدی نے اس کی صحت یا بیکی تک اور کوئی ملازم نہ رکھا تھا۔ کیونکہ وہ کوئی کے اندر کسی اور آدمی کو لانا مناسب نہ سمجھتا تھا۔ اور پھر جلد ہی عمران کو پھاتک کے پاس ہی چوکیدار کی لاش پڑی ہوئی نظر آگئی۔ اسے ایک جھاڑی کے پیچھے چھپا دیا گیا تھا اس کے سینے میں عین دل کے مقام پر دو گولیاں ماری گئی تھیں اور وہ بیچارہ ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ کرافٹ وغیرہ نے اس طرح چھپایا تھا کہ جب تک اسے خاص طور پر تلاش نہ کیا جاتا اس کی تلاش ممکن نہ تھی۔ عمران سمجھ گیا کہ اسے سائلر ٹگریو اور سے ہلاک کیا گیا ہے۔ تب ہی فائزگ کی آواز اسے سنائی نہ دی تھی۔ عمران تیزی سے پڑا۔ اب اس کے ذہن میں ایک اور کچھ زی پکڑی تھی۔ اس نے ڈرائیگ روم پر ایک جگہ

میں موجود شیری، کرافٹ اور سام کے بے ہوش جسموں کو باری باری اٹھایا اور اسی پچھلے کمرے میں لا کر ایک طرف لٹا دیا۔ جہاں پہلے ان کے ساتھی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ اور پھر وہ سورسے ایک بڑی سی رسی نکال کر لایا اور اس نے ان سب کے ہاتھ اور پیرا چھپی طرح باندھ دیئے۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ کرٹل فریدی اور حمید کس وقت اٹھیں گے۔ اس لئے وہ کوئی رسک نہ لیتا چاہتا تھے۔ نہیں باندھنے کے بعد اس نے ان کی جیبوں سے رومال نکال کر شیری، کرافٹ اور سام کے حلقوں میں ٹھوٹ دیئے۔ اسے زیادہ انہی کی طرف سے خطرہ تھا کیونکہ گیس سے بیہوش ہونے والوں کے متعلق تو وہ جانتا تھا کہ انہیں تین چار گھنٹوں سے پہلے ہوش نہیں آ سکتا۔ اور پھر وہ باہر نکلا اور دروازے کو باہر سے بند کر کے وہ واپس ڈرائیگ روم میں آیا اس نے ائسے پڑے ہوئے صوفوں کو دوبارہ سیٹ کیا۔ قائمیں پر ایک جگہ

کرافٹ کی گنجی کھوپڑی سے نکلنے والے خون کے دھبے موجود تھے۔ بلیک فورس نے عمران نے سترال نیبل کو ذرا سا کھسکایا اور دھبوں کے اوپر رکھ دیا۔

بھی پوری کوئی اور اس کے ارد گرد علاقتے کو گھیرا ہوا تھا۔ پوری بلیک فورس ہی وہاں موجود تھی۔ لیکن مجرم باوجود طویل انتظار کے کوئی نہیں آیا۔ اور جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا فریدی کی جھنجڑا ہٹ بڑھتی ہی اطمینان سے صوفے پر بینچ گیا۔

فریدی نے وہیں چھپ کر ان کا کافی انتظار کیا تھا۔ بلیک فورس نے

جاری تھی۔

کافی دیر انتظار کرنے کے بعد آخر کار اس نے کوئی واپس جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے نمبر الیون کو بلا کر اس سے ہدایات دیں اور پھر خود کار میں بینچ کرو واپس کوئی کی طرف چل پڑا۔ وہ چونکہ عمران کو اپنے پیچھے چھوڑ آیا تھا اور حمید بھی موجود تھا اس لئے اس نے سوچا کہ بلیک فورس کی موجودگی میں اس خود انتظار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ سنبھال لیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے خیال آگیا تھا کہ کہیں مجرم اس کی کوئی کے گرد اس کا انتظار نہ کر رہے ہوں۔ جس طرح وہ

کرف فریدی دانت بینچ کار چلا رہا تھا۔ اس کے چوڑے چہرے پر اس وقت جھنجڑا ہٹ کے آثار نمایاں تھے۔ ایک سو دس ماڈل کا لوٹی پر اس نے بلیک فورس کی مدد سے اچاک ریڈ کیا تھا۔ لیکن وہاں صرف چار افراد موجود تھے۔ اور چاروں ہی مقابلے میں مارے گئے۔ لیکن چاروں ہی انہی حلیوں پر پورے نا اترے تھے جو عمران نے کر اس ورلڈ آر گنائزیشن سے معلومات حاصل کر کے اسے بتائے تھے۔ کوئی سے ڈارک کلب کے متعلق کاغذات بھی مل گئے تھے۔ ڈائسیز اور اس قسم کی مشینزی بھی ہاتھ لگی تھی۔ لیکن اصل مجرم موجود نہیں تھے۔

جاتے تو کم از کم عمران جیسا شخص اس طرح اطمینان سے نہ کھڑا ہوتا۔ فریدی نے کار کا دروازہ کھولا اور کار سے باہر نکل آیا۔

”یہ چوکیدار کہاں گیا۔ پھاٹک کھلا ہوا تھا۔“ فریدی نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”چوکیدار کی طبیعت خراب ہو گئی تھی۔ وہ مجھ سے چھٹی لے کر چلا گیا ہے۔ اور پھاٹک میں نے خود کھول رکھا تھا تاکہ مجھے چوکیدار نہ بننا پڑے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور فریدی سر حالاتا ہوا ذرا رینگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

”آپ تو لمبے ہی گم ہو گئے تھے۔ کیا ہوار یہ کا۔“..... عمران نے اس کے ساتھ ذرا رینگ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر فریدی کو باتوں میں لگالیا تھا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ فریدی کوئی جواب دیتا، ایک اور کار کے ناٹر

ان کے ہیڈ کوارٹر میں ان کا انتظار کر رہا تھے۔ چنانچہ بیلی کو تھیلے سے نکالنے کے لئے ہی اس نے واپس کوئی جانے کا فیصلہ کیا۔ اس نے

بلٹ پروف کار کے شیشے چڑھائے ہوئے تھے تاکہ اچاٹک کسی طرف سے ہونے والے حملے سے فوری بچاؤ ہو سکے۔ اور اس کی تیز نظر میں ارگر دکا جائزہ بھی لے رہی تھیں۔ لیکن وہ کوئی کھلی کے پھاٹک پر بھی پہنچ گیا مگر کسی طرف سے نہ ہی اس پر کوئی حملہ ہوا اور نہ ہی کوئی مشکوک آدمی نظر آیا۔ پھاٹک البتہ کھلا ہوا تھا اور چوکیدار موجود نہیں تھا۔ یہ بات اس کے لئے حیران کرن تھی۔ لیکن وہ کار اندر لے گیا۔

ایک لمحے کے لئے اسے خیال آیا کہ کہیں مجرم کوئی کے اندر نہ چھپے ہوئے ہوں لیکن دوسرے لمحے عمران کوڈ رینگ روم کے دروازے سے نکل کر باہر کھڑے دیکھ کر اس نے یہ خیال جھٹک دیا۔ ایک تو یہ کہ عمران کی موجودگی میں مجرم اندر چھپ نہ سکتے تھے اور اگر چھپ بھی

چڑچڑائے اور فریدی اور عمران دروازے سے ہی پلٹ پڑے۔ یہ حمید مسکراتے ہوئے کہا۔  
کی سپورٹس کا تھی۔ کار رکتے ہی حمید اچھل کر باہر آگیا۔ اس کا چہرہ  
سرکاری مسٹر سے گنار ہو رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس نے کوئی بڑا میدان  
مار لیا ہو۔ ویسے بھی اس کا لباس ملا ہوا تھا۔

”اچھا!... اسی لئے شائد کسی جیل میں مشقت کر کے آرہے ہو۔  
کپڑوں کا حال دیکھا ہے۔“.... عمران بھلا کہاں بازرہنے والا  
تھے۔ سرکاری معاٹے کا تعلق اس نے جیل سے جوڑ دیا تھا۔

”جان پر کھیل کر کام کرتے ہیں۔ سمجھے۔ تمہاری طرح کپڑے پہن کر  
صوفوں پر بیٹھے انشتختے نہیں رہتا۔“ حمید نے براسامنہ بناتے ہوئے  
جواب دیا۔

”اچھا۔ تم بتاؤ تو سبی۔ کونسا ہے ہیڈ کوارٹر ڈارک کلب کا؟“... فریدی  
نے مسکراتے ہوئے کہا اور فریدی کی مسکراہٹ نے حمید کے ذہن میں

”فریدی صاحب!... سمجھے داد دیجئے۔ آپ اور آپ کی بیک  
فورس جس راز کا پتہ نہ چلا سکی۔ وہ میں نے معلوم کر لیا ہے۔“... حمید  
نے چکتے ہوئے لجھے میں کہا اور تیزی سے ڈرائینگ روم کی طرف  
بڑھ آیا۔

”کیا پتہ کر لیا ہے؟“... فریدی نے خشک لجھے میں کہا۔  
”میں نے ڈارک کلب کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ چالا لیا ہے۔“... حمید نے  
اوٹچی اور فاخرانہ آواز میں کہا۔  
”اچھا!... کس نجومی کی شاگردی اختیار کی ہے؟“... عمران نے

پنگے لگا دیئے۔

کالوں کا نام بھی بتا دوں۔” عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جمید

”تو آپ کو یقین نہیں آ رہا۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کیپٹن جمید کو۔” جمید یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھنے لگا۔ جیسے اس کے سر پر اچانک سینگ نکل آئے ہوں۔ اس کے تو تصور میں بھی نہ تھا کہ جو گلیوں وہ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

”ارے اب بتاؤ بھی سی۔ خوانخواہ چیز رہے ہو۔” جمید نے اس قدر خوفناک لڑائی لڑ کر اور اپنی جان پر کھیل کر پتہ کر آیا ہے وہ عمران اس طرح کوئی میں بیٹھے بیٹھائے بتا دے گا۔ عمران نے نمبر جھلانے ہوئے لجھے میں کہا اور فریدی کی جھنجھلاہٹ دیکھ کر جمید کا غصہ درست بتا دیا تھا اور نمبر سے ہی پتہ چلتا تھا کہ اسے کالوں کا بھی علم جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔

”میں بتا دیتا ہوں۔ اگر جمید نہیں بتانا چاہتا۔ جس نجومی کا یہ شاگرد بنائے وہ نجومی خود میر اشاغر دے ہے۔” عمران نے مسکراتے ہوئے ہے۔

”تم۔ تمہیں کیسے پتہ چلا۔” جمید نے ہکا اتے ہوئے کہا۔ اس کے منہ سے حیرت کی شدت سے الفاظ صحیح طور پر نہ نکل رہے تھے۔

”بس کر۔ تم عمران کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس نے تو اس بار مجھے بھی مات دے دی ہے۔ وہ تم سے پہلے ہی ہیڈ کوارٹر کا نہ صرف پتہ چلا چکا ہے۔ بلکہ اس نے وہ نقش بھی حاصل کر لیا ہے جو ڈارک کلب

پیتے ہوئے کہا۔

”تم۔ تم بتاؤ گے۔ کبھی اپنی نکل بھی دیکھی ہے۔” جمید نے دانت

”کیوں فریدی صاحب!۔ بتا دوں۔ ایک سو دس کافی ہے۔ یا

واملے ہماری کوئی سے اڑا کر لے گئے تھے۔” فریدی نے صوفے پر  
تھا۔ کرنل فریدی نہ صرف اس پر ریڈ کر پکا تھا بلکہ اب عمران کو یوں  
بیٹھتے ہوئے کہا اور حمید کی حالت فریدی کی بات سن کر ایسی ہو گئی جیسے  
رپورٹ دے رہا تھا جیسے وہ اس کا ماتحت ہو۔

”یہ آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ کیا آپ عمران کے ماتحت ہیں جو اس طرح  
اسے رپورٹ دے رہے ہیں؟“... حمید سے رہانگیا تو وہ بول ہی

”گھر کا پیر چھوڑ کر باہر مارے مارے پھر نے کاہی نتیجہ ہوتا ہے  
کپتان صاحب!... میری شاگردی اختیار کر لینی تھی۔ چلو کچھ

”فریدی صاحب تم سے زیادہ عقائد ہیں۔ اس لئے گھر کے پیر کی  
عزت کرتے ہیں۔“... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آخر یہ لوگ کہاں چلے گئے ہیں۔“... فریدی نے سوچنے والے  
انداز میں کہا۔

” بتا دوں۔ مٹھائی کھلانیں گے،“... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا  
اور عمران کی بات سن کر فریدی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

”کیا مطلب؟... کیا کہہ رہے ہو؟... اب تم نے مجھے کیپن حمید

”... مسکراتے کاہی نتیجہ ہوتا ہے  
پڑا۔“... میری شاگردی اختیار کر لینی تھی۔ چلو کچھ  
مٹھائی و مٹھائی ہی کھالیتے تم سے۔“... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران!... میں نے ایک سو دس ماڈل کا لوٹی پر ریڈ کیا ہے۔ وہاں  
صرف چاری افراد موجود تھے۔ وہ چاروں ہی مقابلے میں مارے  
گئے۔ لیکن اصل مجرم نہیں تھے۔ بڑا انتظار کیا۔ پھر میں نے سوچا کہ

شانکدوہ میری کوئی کے گرد موجود ہوں اس لئے میں واپس چلا  
آیا۔“... فریدی نے عمران سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا اور حمید کی  
آنکھیں مزید پھٹ گئیں۔ وہ جس ہیڈ کوارٹر کا صرف پتہ کر کے آیا

سمجھ لیا ہے۔“ فریدی کے لبھ میں جھنجھلاہٹ کے ساتھ ساتھ غصہ سنجیدہ لبھ میں کہا۔ بھی شامل تھا۔

”ارے ارے آپ تو ناراض ہو گئے۔ چلئے نہ کھلائیے مٹھائی۔ بس اتنی سی بات تھی۔ میں حمید کی مٹھائی پر ہی گذارہ کراونگا۔“... عمران نے معصومانہ سے لبھ میں کہا۔

”منہ دھور کھو!۔ تمہارے جیسے کئی میری جیبوں میں پڑے رہتے ہیں۔“... حمید نے بر اسمانہ بناتے ہوئے کہا۔

”اپنی تو قسمت ہی خراب ہے شائد۔۔۔ زندگی میں پہلی بار دو مرید گھیرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ دونوں ہی رسیاں تزویانے لگے۔“...

عمران نے پڑے مایوس سے لبھ میں کہا۔

”عمران!۔۔۔ سچ سچ بتاؤ۔ تم یہاں سے کہیں گئے تھے۔ یا مجرم یہاں میں جا کر اپنے خالہ جاد کو ہی گھروں۔ وہ میرا مرید بن گیا تو آئے تھے؟“... فریدی جو پڑے غور سے اسے دیکھ رہا تھا نے انتہائی سمجھوساری عمر کی روٹیاں کھری ہو گئیں۔“... عمران نے صوفے سے

”نبیں!۔۔۔ انہوں نے فون کیا تھا کہ فریدی صاحب کو بتا دیں کہ تم

کہاں میں گے۔ خواخواہ شہر بھر میں چکراتے نہ پھریں۔“... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور فریدی دانتوں سے ہونٹ کاٹنے لگا۔ وہ چند لمحے عمران کو دیکھتا رہا۔ پھر اس کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

”تم واقعی شیطان ہو۔ مجھے بھی غصہ دلا دیتے ہو۔۔۔ بہر حال بھی نہ کبھی تو وہ وہ اپس اپنے ہیڈ کو اڑ لوئیں گے۔۔۔ بلیک فورس خود ہی انہیں سنبھال لے گی۔“... فریدی نے دوبارہ نارمل ہوتے ہوئے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”اچھا پھر مجھے اجازت دیجئے۔۔۔ آپ تو مٹھائی نہیں کھلواتے۔ چلو

”عمران!۔۔۔ سچ سچ بتاؤ۔ تم یہاں سے کہیں گئے تھے۔ یا مجرم یہاں میں جا کر اپنے خالہ جاد کو ہی گھروں۔ وہ میرا مرید بن گیا تو آئے تھے؟“... فریدی جو پڑے غور سے اسے دیکھ رہا تھا نے انتہائی

انہتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے پھر مٹھائی گول۔۔۔ یہ مٹھائی نہ ہوئی آب حیات ہو گیا۔

حایی ہی نہیں بھر رہے آپ۔۔۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”اچھا کھالیں مٹھائی بھی۔۔۔ اب بولو۔۔۔ فریدی نے ہستے ہوئے کہا۔

”خوانخواہ کھالیں۔۔۔ اسے مٹھائی کھلانا مٹھائی کی تو ہیں کرنا ہے۔۔۔

حمدی نے چڑتے ہوئے کہا۔

”یہ مٹھائی کسی لاکی کا نام نہیں ہے کپتان صاحب!۔۔۔ بس تھوڑی سی اس کی تعریف کی اور وہ آپ کے ڈبے میں بند ہو گئی۔۔۔ اصلی مٹھائی کھانے کے لئے جالی جمالی پروفسر کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے کھنڈ چلے کاٹنے پڑتے ہیں۔۔۔ عمران نے کہا۔

”حمدی!۔۔۔ تم خاموش رہو۔۔۔ آجکل اس کا ستارہ عروج پر ہے۔۔۔ اس سے کوئی بعد نہیں کہا بھی ہمیں لے کر مجرموں کے سامنے کھڑا

”بیخوبی ہو!۔۔۔ اب زیادہ نہ بنو۔۔۔ خوانخواہ اس بے چارے کو تگ کرو گے۔۔۔ فریدی نے ہستے ہوئے اسے بیخنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”لیکن وہ مٹھائی۔۔۔ وہ تو آپ نے پھر گول کر دی۔۔۔ عمران نے کہا ”یہ آخر تم نے کیا مٹھائی مٹھائی کی رث لگا رکھی ہے۔۔۔ فریدی نے چونکتے ہوئے کہا۔

”اگر میں اپنے عمل کے زور پر مجرموں کو آپ کے سامنے پیش کر دوں۔۔۔ پھر تو مٹھائی کھلانیں گے۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فریدی ایک بار پھر اچھل پڑا۔

”اوہ!۔۔۔ تو تم نے ان کا پتہ چالا لیا۔۔۔ کہاں ہیں وہ؟ جلدی بتاؤ۔۔۔ فریدی نے کہا۔

کر دے۔”.... فریدی نے حمید سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اللہ آپ کو خوش رکھے۔ آپ کی شادی کوئی آبادی کی کوئی سبیل نکالے۔ تاکہ کپتان صاحب شیلا جیسی عورتوں کی بجائے آپ کے نائیں نائیں کرتے ہوئے بچے کھلاتا رہے۔“ عمران نے باقاعدہ دعا کے سے انداز میں ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

”بس بس۔ اب بکواس بند۔ سیدھی طرح بات کرو۔“ فریدی نے چل پڑا۔ لیکن اس کی ذہن بری طرح کھول رہا تھا۔ وہ سوچ بھی نہ مسکراتے ہوئے کہا۔

”سنا ہے کپتان صاحب!۔۔۔ آپ کے لئے ہدایت ہے یہ۔“

عمران نے فوراً ہی حمید سے مخاطب ہو کر کہا اور حمید ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ اس کا بس نچل رہا تھا کہ اس باتوں کے چندے کی زبان بھینچ لے۔

”عمران!۔۔۔ میں کیا کہہ رہا ہوں۔“ فریدی نے اس بارا نہائی اور حمید

سبجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے آپ پھر سبجیدہ ہو رہے ہیں۔ میری مٹھائی پھرنہ ادھر ادھر ہو جائے۔ ایے!۔۔۔ میرے ساتھ تشریف لائیے۔ آپ کپتان صاحب!“... عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور فریدی اس کے پیچھے چل پڑا۔ مجبوراً حمید بھی فریدی کی پیروی میں چل پڑا۔ لیکن اس کی ذہن بری طرح کھول رہا تھا۔ وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ فریدی جیساً آدمی اس احمق کے پیچھے اس طرح چل پڑے گا۔

عمران انہیں لئے ہوئے پچھلے کرے کے دروازے پر آیا اور اس نے بڑے اطمینان سے دروازہ کھولا اور اندر جا کر سوچ دبا کر روشنی کر دی۔

”یہ لجئے۔ زیارت فرمائیجئے۔“ عمران نے کہا اور فریدی اور حمید

لنجھ میں کہا۔

دونوں کمرے میں داخل ہوتے ہی بڑی طرح چونک پڑے اور وہ جیرت سے کمرے میں پڑے ہوئے سات افراد کو دیکھ رہے تھے جن

”میں اکیلا کب تھا۔ آپ خود تو کہتے ہیں کہ میرے پاس جن ہیں۔“

مل جل کر کام کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔“ عمران نے کہا اور

فریدی ہنس پڑا۔

ہوش میں تھے جبکہ چار افراد جن میں ایک عورت تھی ادھر ادھر بے ہوش

”بہت خوب!۔ عمران تم نے واقعی مجھے جیرت زدہ کر دیا ہے۔“

تمہاری عزت میرے دل میں پہلے سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔“

فریدی نے کھلے دل سے اعتراف کرتے ہوئے کہا۔ حمید گم کھڑا

تھا۔ ظاہر ہے اس پچوٹھن میں اس کے پاس کہنے کے لئے کچھ روہی

”یہ گنجاؤ ارک کلب کا چیف بیاس کرافٹ ہے۔ اور یہ باقی اس کے

سامانی ہیں۔ بیچارے آپ کا پتہ پوچھتے ہوئے آئے تھے۔ میں نے

سوچا کہیں کوئی قرضہ دینے والے نہ ہوں۔ واپس چلے گئے تو قرضہ

پھر ڈوب جائے گا۔ اس لئے میں نے انہیں روک لیا۔“ ... عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم اکیلے نے اس سب کو قابو کیا ہے؟“ فریدی نے جیرت بھرے

دوں کمرے میں داخل ہوتے ہی بڑی طرح چونک پڑے اور وہ جیرت سے کمرے میں پڑے ہوئے سات افراد کو دیکھ رہے تھے جن

میں سے تین افراد سیلوں سے بندھے ہوئے تھے۔ ان کے منہ میں

رومال ٹھونٹے ہوئے تھے۔ لیکن وہ بڑی طرح کلب ابار ہے تھے۔ وہ

ہوش میں تھے جبکہ چار افراد جن میں ایک عورت تھی ادھر ادھر بے ہوش

”بہت خوب!۔ عمران تم نے واقعی مجھے جیرت زدہ کر دیا ہے۔“

پڑے ہوئے تھے۔

”یہ گنجاؤ ارک کلب کا چیف بیاس کرافٹ ہے۔ اور یہ باقی اس کے

سامانی ہیں۔ بیچارے آپ کا پتہ پوچھتے ہوئے آئے تھے۔ میں نے

سوچا کہیں کوئی قرضہ دینے والے نہ ہوں۔ واپس چلے گئے تو قرضہ

پھر ڈوب جائے گا۔ اس لئے میں نے انہیں روک لیا۔“ ... عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم اکیلے نے اس سب کو قابو کیا ہے؟“ فریدی نے جیرت بھرے

مسکراتے ہوئے کہا۔

ہنس پڑا۔

”مگر تم نے چوکیدار کو مر جوم کہا ہے۔ کیا مطلب ہے؟ کیا وہ مر چکا دکھایا ہے۔ جو میں اور میری پوری بلیک فورس مل کر بھی نہیں کر سکی۔ یہ کیس واقعی تھا را ہی رہا ہے۔“ فریدی نے کہا اور پھر اس نے حمید کو کہا کہ وہ چار کر بلیک فورس کوڑا نسیمیز پر کال کر کے یہاں بلوا لے۔

”ہاں!... عشق کسی نہ کسی کی قربانی تو مانتا ہی ہے۔ عمران نے کہا اور پھر اس تفصیل سے بتانے لگا کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا۔ اس نے انہیں کیسے بے بس کیا۔

”ویسے ایک بات ہے فریدی صاحب!... جو مزہ کرافٹ کے گنجے سر پر چپت جمانے سے آیا ہے۔ وہ شاندُنوں مٹھائی کھانے سے بھی نہ آئے۔ میرے تو ابھی تک ہاتھ میں کھلبی ہو رہی ہے۔ کاش! اپنے کپتان صاحب ہی گنج کر ایتھے تو کم از کم کھلبی تو مٹ جاتی۔“... عمران نے آخری فقرہ حمید کے اندر داخل ہونے پر بڑھادیا۔

”شش اپ!... میں فریدی صاحب کی وجہ سے خاموش ہوں

”ہاں!... واقعی اب تمہارا حق بن گیا ہے۔ تم نے اکیلے ہو کچھ کر کیس واقعی تھا را ہی رہا ہے۔“ فریدی نے کہا اور پھر اس نے حمید کو کہا کہ وہ چار کر بلیک فورس کوڑا نسیمیز پر کال کر کے یہاں بلوا لے۔ ”یہ سب ہوا کیسے؟۔ کیا انہوں نے کوئی پر حملہ کیا تھا؟ مگر تم نے آخر ان سب کو قابو کیسے کیا؟“ فریدی نے حمید کے جانے کے بعد عمران سے پوچھا۔

”یہ آپ کے بیچارے مر جوم چوکیدار کی مہربانی ہے۔ وہ مس شیری کو میرے پاس لے آیا تھا کہ بے چاری سیاحد ہے۔ غندے اس کے پیچھے لگ گئے ہیں۔ بس پھر یہ مجھ پر عاشق ہو گئی۔ اور آپ جانتے ہیں کہ عشق کیا کیا جلوے دکھاتا ہے۔ کاش!... یہی بات جو لیا کی بھی سمجھ میں بھی بھی آجائے۔“... عمران نے کہا اور فریدی قہقہہ مار کر

ورنہ۔”... حمید نے دانت پیتے ہوئے کہا۔

”ورنہ سچ مجھ میرے ہاتھ کی کھجڑی مٹانے کا بندوبست کرہی لیتے۔“ ...

عمران نے اس کا فقرہ مکمل کرتے ہوئے کہا اور حمید پیر پختا ہوا واپس مڑ گیا۔ اور کرنل فریدی کے قبیلے سے کمرہ گونج اٹھا۔